خُطباتِ اسلم

اصلاحِ ظاہر وباطن کا حسین امتزاج — وہم — دعوتِ فکر وعمل کا ایک عظیم شاہکار

افادات

مفکرِ ملت حضرت مولانا محمد اسلم صاحب

(خلیفہ اقدس حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ)

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور

مرتب

محمد ناظم قاسمی

ناظم تعلیمات جامعہ ہٰذا

09456615608

شائع کردہ

شریف بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹملپور ضلع سہارنپور یوپی

Scanned by CamScanner

فکر انگیز خطبات کا مرقع

اصلاح ظاہر و باطن کا حسین امتزاج

دعوت فکر و عمل کا ایک عظیم شاہکار

خطبات اسلم

جلد نہم

مرتب

محمد ناظم قاسمی

ناشر

شریف بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارنپور

Scanned by CamScanner

کمپوزنگ و کتابت کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

تفصیلات

❖ نام کتاب ——— خطباتِ اسلم

❖ مرتب ——— محمد ناظم قاسمی

❖ صفحات ——— ۲۲۴

❖ بار اول ——— گیارہ سو

❖ قیمت ———

❖ سن طباعت ——— ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰۱۵ء

ناشر

شریف بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارنپور 09456615608

نوٹ:- دیوبند و سہارنپور کے سبھی کتب خانوں پر دستیاب ہے۔

کمپوزنگ و ڈیزائننگ — محمد رفیع الحرم کمپیوٹر سہارنپور 9557757799

فہرست مضامین

کیا......................؟	کہاں......؟
فہرست مضامین	۳تا۱۸
انتساب	۱۹
تاثرات ومشاہدات (محب العلماء والصلحاء حضرت الحاج شبیر دلی نشی صاحب مدظلہ)	۲۱تا۲۲

راہِ حق کا ایک مردِ مجاہد

کیا......................؟	کہاں......؟
دوسری آیت	۲۵
تیسری آیت	۲۵
قیمتی بات اور قیمتی نکتہ	۲۶
جہاد کے شرعی معنی	۲۷
مردِ مجاہد ......سلمان فارسیؓ کا تعارف	۲۸......۲۹
سلمان فارسیؓ کی عمر	۲۹
اسلام لانے کا واقعہ	۳۰
باپ انتظار میں ہے	۳۱

Scanned by CamScanner

اسلام کی طرف بڑھتے قدم	۳۱
سلمانؓ کا روشن دل	۳۲
مال کی قربانی	۳۳
مدینہ میں آمد	۳۴
مدینہ میں نبی ﷺ کی آمد	۳۴
شوق دیدار نبی ﷺ	۳۵
اسلام نے آزاد کرادیا	۳۷
نبی ﷺ نے چندہ کی درخواست کی	۳۷
چالیس اوقیہ سونے کی ادائیگی	۳۸
سلمان فارسی کا زہد وتقوی	۳۸
آخرت کی فکر	۳۹
آخری بات	۴۰

ایمان والوں کو ایک اہم خطاب

کیا......................؟	کہاں.....؟
مؤمنوں کو خطاب	۴۲
پہلا موقع	۴۳
اللہ عاجز اور کمزور نہیں	۴۴

حدیث کا مطلب	۴۵
سبق آموز واقعہ	۴۶
دوسرا موقع	۴۷
امت محمدیہ کے مسلمانوں	۴۸
یہ سجدہ تلاوت کا نہیں ہے	۴۹
تیسرا موقع	۴۹
چوتھا موقع وافعلوا الخیر	۵۰
حضرت آدم علیہ السلام کی بھلائی	۵۰
حضرت نوح علیہ السلام کی خیر خواہی	۵۲
پیغمبر کی بددعاء	۵۳
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھلائی	۵۳

کمال انسانیت

کیا......................؟	کہاں.....؟
صفات عظیمہ کے مالک	۵۷
خوش اخلاقی	۵۸
اعتراض اور اس کا جواب	۵۹
حسن خلق کی تعلیم	۵۹

Scanned by CamScanner

حسن اخلاق کی دعاء	٦٠
حسن خلق کا مطلب	٦٠
حسن خلق کا اعلیٰ درجہ	٦١
حسن وادب کا ایک واقعہ	٦٢
ایک سچا واقعہ	٦٣
شرم وحیا	٦٤
شرم وحیا کی تعریف	٦٥
پہلے انبیاء کی سنت	٦٦
نبی ﷺ کی حیا	٦٧
اللہ کے نبی کی شجاعت	٦٧
صبر واستقامت کے پیکر	٦٧
صبر کی تلقین	٦٨
ایفائے عہد کی تعلیم	٦٩
ایفائے عہد کی عملی تعلیم	٧٠
بچہ کا وعدہ بھی پورا کرو	٧١
شرعی عذر کی بناپر وعدہ خلافی کی اجازت ہے	٧١
عذر حقیقی کی ایک مثال	٧٢
وعدہ کا پورا کرنا واجب ہے یا مستحب	٧٢
بدعہدی کی مثال	٧٣

مکہ کی ایک احمق (الہڑ) عورت	٧٣
خلاصہ کلام	٧٥

اولاد کی تربیت ایسے کیجئے

کیا......؟	کہاں......؟
وجوہات	٧٨
ترقیات کے ابتدائی مراحل	٧٨
عبرت آموز واقعہ	٨٠
میاں بیوی کے لئے ہدایت	٨١
میاں بیوی کے لئے عمل صالح	٨١
بچوں کے دس حقوق	٨٣
پہلا حق	٨٣
ایک ضروری ہدایت	٨٣
دوسرا حق	٨٤
تیسرا حق	٨٤
آنحضرت ﷺ نے تحنیک فرمائی	٨٥
چوتھا حق	٨٥
اذان واقامت میں حکمت	٨٦

Scanned by CamScanner

پانچواں حق عقیقہ	۸۶
عقیقہ کیا ہے	۸۶
عقیقہ کی شرعی حیثیت	۸۶
عقیقہ حسب استطاعت کیا جائے	۸۷
عقیقہ کی حکمت	۸۷
حدیث کی وضاحت	۸۸
پہلی حکمت	۸۸
دوسری حکمت......تیسری حکمت	۸۸......۸۸
ساتویں دن عقیقہ کی تخصیص	۸۸
تنبیہ	۸۹
چھٹا حق اچھا نام	۹۰
اچھے نام رکھنے کی وجہ	۹۰
حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی کا نام بدل دیا	۹۱
شہنشاہ نام بھی نہ رکھو	۹۱
تعریفی نام کی ممانعت	۹۲
ساتواں حق	۹۲
آٹھواں حق	۹۳
مولانا احمد لاہوری کا بچہ	۹۴

نواں حق	۹۵
دسواں حق	۹۵
ماں باپ کے لئے ہدایت	۹۶
بچوں کے لئے حضرت لقمان کی نصیحتیں	۹۸
پہلی نصیحت	۹۸
دوسری نصیحت	۹۹
تیسری نصیحت	۹۹
چوتھی نصیحت	۱۰۰
پانچویں نصیحت	۱۰۰
بچوں کی صحیح تربیت وتادیب کی اہمیت	۱۰۱
تعلیم وتربیت سے غفلت	۱۰۲
اسلام میں حقوق کی تعلیم	۱۰۲
ناقابل معافی جرم	۱۰۳
امام غزالی کا مقولہ	۱۰۳
ساری عمر تربیت کی فکر	۱۰۴
حمل میں تربیت کی فکر	۱۰۴
بچپن میں دینی تربیت کی فکر	۱۰۵
بچپن میں دنیوی معاش کی فکر	۱۰۵

Scanned by CamScanner

لڑکپن اور جوانی میں تربیتی فکر	۱۰۶
بڑھاپے میں فکر	۱۰۶
ماں باپ کی ذمہ داری	۱۰۶
ماں باپ سے پوچھ ہوگی	۱۰۶
ماں باپ کی محنتوں کا نتیجہ	۱۰۷
مژدۂ جانفزا	۱۰۹
آخری پیغام..... آخری کلمات	۱۰۹تا۱۱۰

تلاش رزق

کیا.........؟	کہاں.....؟
فکر روزی	۱۱۱
پچاس ہزار برس پہلے تقدیر کی تحریر	۱۱۲
روزی کا معیار	۱۱۳
رزق انسان کی تلاش میں ہے	۱۱۳
حدیث کا مطلب	۱۱۴
حدیث کی وضاحت	۱۱۴
رزق کی کفالت اور ضمانت کا اعلان	۱۱۶
صحابہ والا بھروسہ	۱۱۷

سبق آموز واقعہ	۱۱۷
مشاہدہ کا اثر	۱۱۹
رازق صرف اللہ ہے	۱۲۰
کسب وکمائی کو اصل رازق نہ سمجھو	۱۲۱
حدیث سے استدلال	۱۲۱
اطاعت وفرمانبرداری میں مدد خداوندی	۱۲۲
صبر وتوکل پر حیرت انگیز واقعہ	۱۲۳
تقوی اور توکل اور صبر کے فضائل وبرکات	۱۲۵
بے حساب روزی کا مشاہدہ	۱۲۷
تقوی اور توکل کا حق	۱۲۸
توکل کی فضیلت	۱۲۹
توکل کی برکت کا ایک عجیب واقعہ	۱۳۰
پرورش کا ایک عجیب وغریب واقعہ	۱۳۰
توکل نہ کرنے والوں سے اللہ بری ہے	۱۳۲
حضرت نانوتویؒ کا تقوی	۱۳۲
تقریب کا خلاصہ	۱۳۳
اسباب کا انکار نہیں	۱۳۳
جذبہ اور یقین	۱۳۴

Scanned by CamScanner

عید قرباں اور آزمائش خلیل علیہ السلام

کیا.....؟	کہاں.....؟
تاریخ قربانی	۱۳۷
قربانی کا پس منظر	۱۳۸
مقبول قربانی کا طریقہ	۱۳۹
نادان قابیل	۱۴۰
اولوالعزم پیغمبر کی قربانیاں	۱۴۲
پہلی آزمائش.....آزر کو دعوت توحید	۱۴۲.....۱۴۲
قوم کو دعوت توحید	۱۴۳
نمرود کو دعوت توحید	۱۴۳
فرشتوں کی کمک اور مدد	۱۴۴
اللہ کی مدد	۱۴۵
دوسری آزمائش	۱۴۶
تیسری آزمائش	۱۴۷
بیوی اور بیٹے سے محبت	۱۴۹
پانی کی تلاش	۱۴۹
چوتھی آزمائش	۱۵۰
شیطان کا تانا بانا	۱۵۱

خطیب کا پیغام	۱۵۳
فضائل قربانی	۱۵۳

شعائر اسلام کی پامالی اور ہماری ذمہ داری

کیا.....؟	کہاں.....؟
پہلا عنصر	۱۵۷
دین کی جڑ	۱۵۸
قرآن محکم اور مضبوط کتاب ہے	۱۵۹
دوسرا عنصر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶۰
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت	۱۶۲
نبی ﷺ کا مرتبہ	۱۶۳
آپ ﷺ کی برکات	۱۶۴
تیسرا عنصر جہاد فی سبیل اللہ	۱۶۵
جہاد کی فضیلت	۱۶۵
مجاہد اللہ کی گارنٹی میں ہے	۱۶۶
جہاد کی برکات	۱۶۷
صدائے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۱۶۷

Scanned by CamScanner

دردانگیز پریشانیوں کی وجوہات	۱۶۸
مسلمانوں کی ذمہ داری	۱۶۹
خطیب کا پیغام	۱۷۲

ادب اور خدمت کے کرشمے

کیا.......؟	کہاں.....؟
اسلام ایک اعلیٰ اور معیاری مذہب ہے	۱۷۴
ادب کی تعریف	۱۷۵
ادب کی خصوصیات	۱۷۶
ادب کی اہمیت	۱۷۶
کائنات کی ہر چیز کا ادب ضروری ہے	۱۷۷
اللہ کے نام کا ادب	۱۷۸
ملکہ زبیدہ نے اللہ کے نام کا ادب کیا	۱۷۹
آیت کا مطلب خیز ترجمہ	۱۸۰
آیت کا شان نزول	۱۸۱
حضرت ثابت ابن قیس کی حالت	۱۸۱
آپ ﷺ کی تعظیم واجب ہے	۱۸۲

ادب کے اثرات	۱۸۴
کتابوں کا ادب	۱۸۴
حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کی نظر	۱۸۴
کتابوں کا ادب	۱۸۵
مطالعہ میں ادب	۱۸۶
شمس الائمہ حلوائی	۱۸۶
حضرت مدنیؒ ادب کے آئینہ میں	۱۸۶
خدمت اور ادب	۱۸۷
بادشاہ نے تعظیم کی	۱۸۷
خلیفہ ہارون رشید کے یہاں ادب کی وقعت	۱۸۸
خادم تمام عالم کا مخدوم بن گیا	۱۸۸
والدین واساتذہ اور بڑوں کا ادب واحترام	۱۸۹
شہرت امام بخاریؒ	۱۹۰
امام بخاریؒ نے مسجد کا ادب کیا	۱۹۰
امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے مسجد کا ادب کیا	۱۹۱
آخری پیغام	۱۹۲

Scanned by CamScanner

عفو وکرم کا دربار

کیا ....؟	کہاں ....؟
معمولی گناہوں سے بچو	۱۹۴
چھوٹے اعمال بھی ہلاک کن ہیں	۱۹۵
گناہ کسے کہتے ہیں	۱۹۵
حسنہ اور سیئہ کا حکم	۱۹۶
اچھے کام	۱۹۶
برے کام	۱۹۶
نیکی اور گناہ کی حقیقت	۱۹۶
سب سے بڑا عبادت گذار بندہ	۱۹۷
گناہ چھوڑنے کا فائدہ	۱۹۷
حب جاہ حب مال	۱۹۸
وجوہات گناہ	۱۹۸
دوسری وجہ	۱۹۹
تیسری وجہ	۱۹۹
چوتھی وجہ	۲۰۰
گناہ کو آج ہی چھوڑیئے	۲۰۰
چار گواہ	۲۰۱

پہلا گواہ زمین	۲۰۱
دوسرا گواہ اعضائے انسان	۲۰۱
تیسرا گواہ فرشتے	۲۰۲
چوتھا گواہ نامہ اعمال	۲۰۲
اچھے اور برے نامہ اعمال	۲۰۲
نبی ﷺ کے جسم مبارک سے خوشبو	۲۰۳
نبی ﷺ کے پسینہ میں خوشبو	۲۰۳
حضرت ابوبکرؓ کے پسینہ سے خوشبو	۲۰۳
واقعہ خواجہ مشکیؒ	۲۰۴
گناہ کی بدبو	۲۰۵
گناہوں کے اثرات	۲۰۶
جھوٹ میں بدبو	۲۰۶
تمام گناہوں کا علاج	۲۰۷
گناہوں کا خوف	۲۰۷
صحابہؓ کی شان	۲۰۸
نیکیوں میں اضافہ	۲۰۹
آیت کا مطلب خیز ترجمہ مع تفسیر	۲۱۱
گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ کی تعریف	۲۱۲
گناہ صغیرہ کی تعریف	۲۱۲
گناہ صغیرہ کی مثال	۲۱۲

Scanned by CamScanner

گناہِ صغیرہ کا حکم	۲۱۳
گناہِ کبیرہ کی تعریف	۲۱۳
گناہِ کبیرہ کی تعداد	۲۱۳
گناہِ کبیرہ کا حکم	۲۱۴
چھوٹے اور بڑے گناہ کی مثال	۲۱۵
اللہ کی بڑی عبادت	۲۱۵
سلف صالحین کا مقولہ اور حضرت عائشہؓ کا خط	۲۱۶
گناہِ کبیرہ کا علاج	۲۱۶
توبہ کی پہلی شرط	۲۱۷
توبہ کی دوسری شرط	۲۱۷
توبہ کی تیسری شرط	۲۱۷
بے مثال توبہ	۲۱۸
غامدیہ صحابیہ کی توبہ	۲۱۹
ماعز اسلمیؓ اور غامدیہؓ کی بار بار واپسی	۲۲۰
عبادات کی لذت	۲۲۰
غسلِ توبہ کر لیجئے	۲۲۱
عفو و کرم کا دربار	۲۲۱
دل پر جمی ہوئی دھول کو ہٹایئے	۲۲۱

انتساب

کوہِ شوالک کے دامن میں علاقۂ گھاڑ کے عظیم مرکز مادرِ علمی مدرسہ عین العلوم کوڑی کھیڑہ کے نام، جس نے ہزاروں تشنگان علوم اسلامیہ کو پروان چڑھایا، اور دین اسلام کی خدمت کے قابل بنایا۔

اور

مدرسہ ہذا کے مخلص خادم اور ہر دل عزیز ناظم استاذ گرامی حضرت حافظ عبدالوحید صاحب انواروی گرنٹویؒ ادیب فاضل کے نام، جن کی محنتِ شاقہ اور توجہات کاملہ کے نتیجہ میں بندہ خطبات اسلم جیسی عظیم کاوش کے لائق ہوا۔

از مرتب
محمد ناظم قاسمی

Scanned by CamScanner

شیخ سے محبت میں اضافہ کا طریقہ

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ بانیٔ تبلیغ حضرت گنگوہیؒ سے بیعت تھے، رات میں بار بار سوتے سوتے اٹھتے اور جاکر حضرت گنگوہیؒ کی صورت دیکھتے اور دیکھ کر واپس آجاتے۔

اس لئے مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے پیر کو ہر وقت محبت بھری نظروں سے دیکھتا رہے ۔

صاحب کمال رکھتے ہیں اکسیر کا خواص
چٹکی اٹھائی خاک کی اور زر بنادیا

تاثرات ومشاہدات

محب العلماء والصلحاء حضرت الحاج شبیر ولی فنشی صاحب مدظلہ

خلیفہ ومجاز حضرت الحاج مولانا محمد اسلم صاحبؒ متولی مسجد انوار بلیک برن انگلینڈ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم امابعد.

مجھے یہ معلوم ہوکر خوشی ومسرت ہوئی کہ میرے مرشد ومربی اور شیخ طریقت حضرت الحاج مولانا محمد اسلم صاحبؒ کے مقبول ومشہور خطبات کی دسویں جلد منظر عام پر آنے والی ہے، میرے شیخ ایک بلند پایہ مقرر ہونے کے ساتھ ایک صاحب دل اور سخاوت نفس سے متصف انسان تھے، ان کے علمی خطبات کی ترتیب وتالیف کا سلسلہ الحمد للہ آج بھی جاری ہے، باری تعالی ان کے درجات بلند فرمائے، کروٹ کروٹ چین نصیب فرمائے اور کاشف العلوم کی خدمات کا نعم البدل عطا فرمائے۔

کاشف العلوم کے استاذ حدیث وتفسیر اور ناظم تعلیمات مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی کا میں تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں کہ حضرت والاؒ کے گرانقدر خطبات کے شائع کرنے کا سلسلہ جاری وساری رکھے ہوئے ہیں، آپؒ کے خطبات میں درد وسوز اور اخلاص مضمر رہتا تھا، خطبات کا اسلوب اور انداز بیاں نہایت موثر ہوتا تھا اور خاص طور پر ایمان افروز واقعات سے آپ قلوب کو گرما دیتے تھے گویا کہ آپ ہمارے بزرگان دین اور اسلاف واکابر کی قریبی اور تازہ یادگار تھے، آج سے تقریباً ۱۸؍سال پیشتر ۱۹۹۷ء میں بندہ پہلی مرتبہ جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور میں بسلسلہ دعوت وتبلیغ حاضر ہوا، ہفتوں مدرسہ کی کاشفی جامع مسجد میں قیام رہا، اس وقت حضرت والاؒ کے اخلاق کریمانہ اور آپ کا قوم وملت کی فلاح وبہبودگی کے لئے مرغ بسمل کی طرح تڑپنا دل میں گھر کر گیا،

اور یہ ناچیز پہلی ہی ملاقات میں حضرت والاؒ کا گرویدہ ہو گیا، پھر اسی تعلق کی بناء پر حضرت والا انگلینڈ تشریف لائے، اور رمضان شریف میں درس قرآن اور وعظ ونصیحت کا سلسلہ قائم فرمایا ایک خلق کثیر نے آپ کے بیانات ونصائح سے فائدہ اٹھایا اور لوگ جوق در جوق آپ کے حلقۂ درسِ تفسیر میں شامل ہوئے، ناچیز بھی انہی خوش نصیبوں میں سے ایک ہے اور پھر ایک مدت کے بعد حضرت والاؒ نے مزید کرم کا معاملہ فرمایا اور اجازتِ خلافت سے سرفراز فرما دیا، اپنے میں تو نہ پہلے اہلیت تھی اور نہ اب ہے "من آنم کہ من دانم" والا معاملہ ہے، صرف بزرگوں کا حسن ظن ہے اللہ اپنے بزرگوں کے حسن ظن کی وجہ سے اس سیہ کار کو بھی صالحین کے زمرہ میں شامل فرمالے۔

احب الصالحین ولست منہم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

یہ حضرت والا کے بیانات کی دسویں جلد ہے، الحمد للہ میرے شیخ کے یہ بیانات پوری دنیا میں مقبول ہیں، انگلینڈ میں علماء وائمہ کا اس کتاب کے ساتھ بڑا تعلق ہے، چنانچہ لوگ فرمائش کر کے مجھ سے منگاتے رہتے ہیں، ابھی جلد دہم زیر طباعت ہے کہ اس کے آرڈر آچکے ہیں، اللہ تعالی اس کتاب کو میرے شیخ کے لئے صدقۂ جاریہ بنادے اور اللہ ہمیں ان خطبات سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ اور کاشف العلوم چھتمل پور جو میرے شیخ کی ایک عظیم یادگار ہے، میرا بھی اس سے گہرا تعلق ہے اللہ تعالی اس کے فیضان تعلیم وتبلیغ کو عام وتام فرمائے۔

ولی غنی بلیک برن یوکے

۱۵ر جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ

راہِ حق کا ایک مردِ مجاہد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ. وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ. وَمَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفْسِہٖ اِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ.

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ. (ترمذی)

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

گرامی قدر حضرات برادران اسلام اور خدمت دین کے مجاہدو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن پاک کی تین آیتیں اور نبی پاک ﷺ کی ایک حدیث آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی گئی ان آیات میں اللہ تبارک وتعالی نے مجاہدین کو ترغیب دلائی، چنانچہ پہلی آیت "وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا

Scanned by CamScanner

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ‘‘میں ارشاد فرمایا گیا جو لوگ اللہ کی راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو قرب و رضا اور جنت کی راہیں ضرور دکھادیں گے۔

میرے محترم دوستو! آج امت مسلمہ حالات سے دوچار اور پریشان نظر آتی ہے کیوں اس لئے کہ دین اور آخرت کے لئے محنتیں جدوجہد اور مشقتیں برداشت کرنے کا ہمارا مزاج نہیں رہا، دنیا والی محنتیں اور تکالیف صبح وشام ور پیش آتی رہتی ہیں، کوئی شکوہ اور شکایت نہیں ہوتی ہر طرح کی مشقتیں برداشت کرلیتے ہیں، کورٹ کچہری کے چکر کاٹنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی گویا کہ دنیا کی خاطر بڑے بڑے مجاہدات اور محنتیں کرلیتے ہیں مگر جب دین کا نمبر آتا ہے تو آدمی سوچتا ہے کہ کروں نہ کروں ذرا سی محنت ومشقت پر حیلہ بہانہ کرنے لگ جاتے ہیں، حالانکہ دینی امور میں مجاہدات اور محنتوں پر بڑے اجر وثواب کا وعدہ ہے، ارشاد ربانی ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ.

جو لوگ اللہ کے راستے میں محنتیں اور مشقتیں اٹھاتے ہیں اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں تو اللہ تعالی ان کو ایک خاص نور بصیرت عطا فرمادیتے ہیں اور جس کو باری تعالی نور بصیرت عطا فرمادے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور نہ اس کو کوئی نقصان پہنچا سکتا بلکہ اللہ تبارک وتعالی اس کے لئے قرب ورضا اور جنت کی راہیں کھول دیتے ہیں، اس لئے آدمی ہر وقت یہی جدوجہد اور کوشش کرتا رہے کہ مجھے اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے، محنتیں کرنی ہیں خواہ کتنی ہی مشقتیں اٹھانی پڑیں، تو اللہ

تبارک وتعالی ایسے لوگوں کی مدد کرتا ہے، ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے، اور ایسے لوگوں کو محسنین میں شمار فرماتے ہیں۔

یہ ہمارے محترم مولانا محمد اشرف صاحب قاسمی اشرف المدارس گنج پورہ کے مہتمم تقریبا دس سال سے برابر اشرف المدارس کی ترقیات کی خاطر طرح طرح کی ادھیڑ بن میں لگے رہتے ہیں کبھی کرایہ پر مکان لیتے ہیں، کبھی کرایہ پر خالی زمین لیتے ہیں، کبھی زمین کی خریداری کرتے ہیں، آج بھی لب سڑک سہارنپور روڈ پر اشرف المدارس کیلئے ایک قطعہ آراضی خرید لیا گیا اس میں مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کا ارادہ رکھتے ہیں، اللہ تعالی ان کی محنتوں کو بارآور فرمائے اور قرضہ حسنہ کے بوجھ سے سبکدوش فرمائے۔ آمین ثم آمین

دوسری آیت

میرے محترم دوستو! اسی طرح دوسری آیت ’’وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ‘‘میں ارشاد ہے کہ اللہ کے راستے میں محنتیں کرو، جیسا کہ اس کی محنتوں کا حق ہے، ہم لوگ دنیوی مقاصد میں کامیابی کے لئے کتنی محنتیں اٹھاتے ہیں، انصاف کی بات یہ ہے کہ آخرت کی کامیابی کے لئے جتنی محنتیں ہم لوگ کرتے ہیں وہ بہت تھوڑی ہیں کچھ بھی نہیں، اللہ تعالی ہمیں زیادہ سے زیادہ محنتوں کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسری آیت

دوستو! آپ کے سامنے ایک تیسری آیت یہ تلاوت کی گئی ’’وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ إِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ‘‘جو آدمی اس جہان رنگ وبو میں مجاہدہ کرتا ہے محنتیں اور مشقتیں اٹھاتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے اٹھاتا ہے، اور کسی کا کوئی فائدہ نہیں، اللہ تبارک وتعالی کی

Scanned by CamScanner

ذات گرامی دونوں عالم سے بے نیاز ہے، اس کو کسی کی طاعت وعبادت اور ریاضت ومجاہدہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ساری دنیا کے انسان اس کی عبادت نہ کریں اس کی خدائی میں اور شان ذوالجلال میں کوئی کمی نہیں آئے گی، آسمان میں لاکھوں اور کروڑوں فرشتے اس کی عبادات میں مشغول ہیں کوئی قیام میں ہے، کوئی رکوع میں ہے، تو کوئی سجدے میں ہے، اور کوئی قعود اور تشہد میں اور تا قیامت یہ فرشتے اسی طرح عبادت کرتے رہیں گے، بتایئے پھر ہماری عبادت کی اللہ کو کیا ضرورت، دوستو! دراصل ضرورت مند ہم ہی ہیں اس لئے ضرورت سمجھ کر اس رب ذوالجلال کی طاعات وعبادات میں ہر وقت مشغول رہنا چاہیے۔

قیمتی بات اور قیمتی نکتہ

دوستو! ایک قیمتی بات اور ایک قیمتی نکتہ یاد رکھو اگر ہم اللہ تبارک وتعالی کی طاعات وعبادات سے منہ موڑتے ہیں تو ہم اللہ تبارک وتعالی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ ہم اپنا ہی بگاڑیں گے، اپنا ہی نقصان کریں گے، اس لئے کہ بندہ اپنے رب کی اطاعت میں جس قدر محنت اٹھائے گا اس کا پھل دنیا وآخرت میں اسی کو ملے گا، اس لئے میرے محترم دوستو! محنت اور مجاہدہ کرنے والے اپنے دل میں یہ خیال کبھی نہ آنے دیں کہ ہم محنت ومجاہدہ کر کے اللہ تبارک وتعالی پر احسان کر رہے ہیں العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ، بلکہ اس پروردگار کا احسان عظیم سمجھنے کہ اس نے ہمیں طاعات وعبادات کی توفیق بخشی۔

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگان جودے کنم

باری تعالی نے مخلوق کو پیدا کر کے کوئی اپنا فائدہ نہیں کیا ہے بلکہ

بندوں پر ہی احسان کیا ہے۔

آدمیت دادیٔ بازم مسلمان کردئی
اے خدا قربان شوم احسان بر احسان کردئی

دوستو! اللہ کا انعام اور احسان سمجھنا چاہئے کہ اس نے ہمیں مجاہدات اور محنتیں کرنے کا سلیقہ بخشا ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد نبوی ﷺ ہے "اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ" "مجاہد وہ آدمی ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے، یعنی نفس سے ٹکر لے جہاد میں نفس سے ٹکر لینا ضروری ہے، چونکہ شیطان طرح طرح کے وساوس دل میں ڈالتا رہتا ہے۔

جہاد کے شرعی معنی

جہاد کے شرعی معنی ہیں اللہ کی راہ میں حق کا بول بالا کرنے کے لئے مقدور بھر پوری پوری طاقت صرف کرنا اور آخری درجہ کی جدوجہد کرنا، جہاد میں ہر قسم کی محنت داخل ہے، ایک آدمی زبان کے ذریعہ، تقاریر کے ذریعہ لوگوں تک دین پہنچانے کی محنت کرتا ہے یہ بھی جہاد اور مجاہدہ ہے، اسی طرح قلم کے ذریعہ، تالیف وتصنیف کے ذریعہ، مال کے ذریعہ اپنے بدن کے ذریعہ محنت کرتا ہے تو اس کو بھی مجاہد کہہ دیں گے، حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ خواہشات نفسانی کی مخالفت کرنے کا نام جہاد ہے، بہر حال دین کو تقویت پہنچانے کے لئے کسی طرح کی بھی خدمات ہوں وہ سب خدمات جہاد میں شامل ہیں، یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ قرآن میں جہاں لفظ "جَاهَدَ مُجَاهَدَةً" مطلق آیا ہے وہ دین کی ہر محنت کے لئے عام ہے، دین کے لئے خواہ کسی بھی طرح کی محنت ہو اور جہاں لفظ جہاد کے ساتھ "فی سبیل اللہ" کے الفاظ آئے

ہیں جیسے ''وجاہدوا فی سبیل اللہ'' اور ''انفقوا فی سبیل اللہ'' وہاں خاص اصطلاحی معنی مراد ہیں یعنی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے لڑنا، دشمنانِ اسلام سے لڑنا، دشمنانِ اسلام کو ناکام بنانے کے لئے مال خرچ کرنا وغیرہ وغیرہ، بعض حضرات خاص جہاد اور عام جہاد میں اس طرح فرق بیان کرتے ہیں:

قتال کا لفظ اکثر و بیشتر کفر و شرک کے خلاف لڑنے میں ہوتا ہے، اور جہاد کا لفظ عام ہے دین کی خاطر ہر طرح محنت کرنے میں ہو جاتا ہے، البتہ اتنی بات یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن و حدیث میں فضائل جہاد کی جو آیتیں اور حدیثیں ہیں وہ سب فضیلتیں نہ طالب علم پر منطبق ہوتی ہیں اور نہ تبلیغی جماعت پر، البتہ بعض کاموں کو جہاد کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے ان کے لئے یہ الحاق ہی فضیلت ہے، جیسے حدیث میں ہے ''مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ'' اس میں نبی کریم ﷺ نے طلب علم کو فی سبیل اللہ قرار دیا یہ الحاق ہی طالب علم کی فضیلت ہوگی، اسی طرح دعوت و تبلیغ کا کام فی سبیل اللہ کے ساتھ لاحق کیا جا سکتا ہے اور یہ الحاق ہی اس کی فضیلت ہوگی۔

مردِ مجاہد

میرے محترم بزرگو اور دوستو! جب ہم مجاہدین اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے، حضرات صحابہ کرام ؓ نے، اور ہمارے بزرگان دین، اکابر واسلاف رحمہم اللہ نے جو مجاہدات اور محنتیں کی ہیں ان سے تاریخ کے صفحات درخشندہ اور منور ہیں اور تا قیامت ان کے فیوض و برکات کا یہ حسین سلسلہ جاری و ساری رہے گا (انشاء اللہ العزیز) آج کے اس عظیم الشان اجلاس میں ایک عظیم المرتبت صحابی حضرت سلمان فارسی ؓ کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں

ان کی زندگی میں ہمارے لئے بہت سے اسباق ہیں ان کی زندگی کے مجاہدانہ کارنامے اور ان کی زندگی کی دینی محنتیں اور صبر و شکر سے آراستہ زندگی ہمارے لئے قابل تقلید اور لائق نمونہ ہے اور ان کی زندگی جہادِ خاص اور عام دونوں سے منور ہے۔

سلمان فارسی ؓ کا تعارف

گرامی قدر دوستو! سیرۃ مصطفیٰ میں لکھا ہے کہ حضرت سلمان فارسی کا نام سلمان ؓ ہے، ابو عبداللہ کنیت ہے، سلمان الخیر کے لقب سے مشہور ہوئے، ملک فارس میں قصبہ جیؔ کے رہنے والے تھے، جب کوئی سلمان ؓ سے پوچھتا تم کس کے بیٹے ہو تو جواب دیتے ''انا سلمان بن الاسلام'' (الاستیعاب)

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ سلمان کا اگر نام پوچھو تو عبداللہ ہے، نسبت پوچھو تو ابن الاسلام یعنی اسلام کا فرزندِ ارجمند، سرمایہ اور دولت پوچھو تو فقر ہے، دکان ان کی مسجد ہے، کمائی ان کی صبر ہے، لباس ان کا تقوی ہے، تکیہ ان کا بیداری ہے، اور اگر ان کا قصد و ارادہ پوچھتے ہو تو ''يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ'' ہے، یعنی اللہ جل جلالہ کی ذات پاک اور اس کی رضا اور خوشنودی چاہتے ہیں اور اگر یہ پوچھتے ہو کہ کہاں جا رہے ہو تو سمجھ لو کہ جنت کی طرف جا رہے ہیں، اور یہ پوچھتے ہو کہ اس سفر میں ان کا ہادی اور رہنما کون ہے تو خوب جان لو کہ وہ امام المتقین ہادی الخلائق الی رب العالمین سید الاولین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ وذریتہ اجمعین ہیں۔

سلمان فارسی ؓ کی عمر

دوستو! حضرت سلمان فارسی کی عمر بہت زیادہ ہوئی بعضے لوگ ساڑھے تین سو کے قائل ہیں اور بعض لوگ ۲۵۰ دو سو پچاس سال کہتے ہیں

اسی طرح بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی نے حضرت عیسی مسیح کا زمانہ پایا ہے، اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عیسی مسیح کا زمانہ نہیں پایا ہے البتہ حضرت عیسی مسیح کے کسی حواری اور وصی کا زمانہ پایا ہے۔

اسلام لانے کا واقعہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے سلمان فارسی ﷺ نے اپنے اسلام لانے کا واقعہ خود بیان کیا ہے، کہ میں ملک فارس میں سے قصہ جیؔ کا رہنے والا تھا میرا باپ اپنے شہر کا چودھری تھا اور سب سے زیادہ مجھ کو محبوب رکھتا تھا، جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو محبوب رکھتے تھے، بہرحال میرا باپ میری اس طرح حفاظت کرتا تھا جیسی کنواری لڑکی کی حفاظت کی جاتی ہے، اور مجھ کو گھر سے باہر بھی نہیں جانے دیتا تھا، میں مذہبا مجوسی تھا، میرے باپ نے مجھ کو آتش کدہ کا محافظ اور نگہبان بنا رکھا تھا اور اس بات کی تاکید کر رکھی تھی کہ کسی وقت بھی آگ بجھنے نہ پائے، ایک دفعہ میرا باپ گھر کی تعمیر کے کام میں مشغول تھا تو مجھے حکم دیا کہ فلاں جگہ کی زمین اور کھیت کو دیکھ کر آؤ اور ساتھ ساتھ یہ بھی تاکید کر دی کہ دیر نہ کرنا بہت جلد واپس آؤ، چنانچہ میں گھر سے نکلا راستہ میں ایک گرجا گھر پڑتا تھا اس کے اندر سے ایک آواز سنائی دی تو میں دیکھنے کے لئے اندر گھسا دیکھتا کیا ہوں کہ نصاری کی ایک جماعت نماز میں مشغول ہے مجھے ان کی یہ عبادت پسند آئی اور اپنے دل میں یہ کہا کہ یہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے، پھر میں نے ان لوگوں سے یہ دریافت کیا کہ تمہارے اس دین کی اصل کہاں سے ہے، انہوں نے کہا ملک شام سے، بہرحال آپسی گفتگو کرتے کرتے سورج غروب ہوگیا۔

باپ انتظار میں ہے

ادھر باپ انتظار میں تھا کہ بیٹا سلمان کہاں رہ گیا، صبح سے شام ہوگئی تلاش کرنے کے لئے قاصد دوڑائے، چنانچہ جب میں گھر واپس آگیا ابا جان نے پوچھا بیٹا تو کہاں تھا میں نے اپنا تمام واقعہ بیان کر دیا، باپ نے کہا بیٹا اس دین نصرانیت میں کوئی خیر نہیں ہے، تیرے ہی باپ دادا کا دین یعنی آتش پرستی بہتر ہے، اور آتش پرستی سے پہلے ان کے مذہب قدیم میں ابلق گھوڑے کی پرستش کی جاتی تھی۔ (رحمۃ للعالمین ص ۱۹۹)

بہرحال سلمان ﷺ نے ابا جان سے کہا کہ مجھے تو دین نصرانیت ہی اچھا لگتا ہے چنانچہ ابا جان نے میرے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی اور گھر سے نکلنا بند کر دیا، جیسے فرعون نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا تھا "لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِىْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ" اگر تو نے میرے سوا کسی کو معبود بنایا تو میں تجھ کو قیدیوں میں سے کر دوں گا۔

اسلام کی طرف بڑھتے قدم

سلمان فارسی ﷺ کا دل نصاری کے مذہب کی طرف کھنچ رہا تھا اس لئے سلمان ﷺ نے پوشیدہ طور پر نصاری کو یہ کہلا بھیجا کہ جب کوئی قافلہ ملک شام جائے تو مجھ کو اطلاع کر دینا چنانچہ انہوں نے اطلاع دی کہ نصاری کے تاجروں کا ایک قافلہ ملک شام جانے والا ہے، تو میں نے موقع پا کر بیڑیاں اپنے پیر سے نکال پھینکی اور گھر سے نکل کر ان کے ساتھ ہولیا، شام پہنچ کر معلومات کی کہ عیسائیوں کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ لوگوں نے ایک پادری کا نام بتایا میں اس کے پاس پہنچا اور اس سے اپنی تمام سرگذشت سنائی اور یہ کہا کہ میں آپ کی خدمت میں رہ کر آپ کا دین سیکھنا چاہتا ہوں مجھ کو

Scanned by CamScanner

آپ کا دین نہایت مرغوب اور پسندیدہ ہے، آپ اجازت دیں تو آپ کی خدمت میں رہ کر دین سیکھوں، اور آپ کے ساتھ نمازیں پڑھا کروں، اس نے کہا بہتر ہے، مگر چند روز کے بعد تجربہ ہوا کہ وہ اچھا آدمی نہیں ہے بڑا ہی حریص اور طامع ہے، دوسروں کو صدقات اور خیرات کا حکم دیتا ہے اور جب لوگ روپیہ پیسہ لیکر آتے ہیں تو اٹھا کر رکھ لیتا ہے، فقراء اور مساکین پر خرچ نہیں کرتا، چنانچہ اس نے سات مٹکے اشرفیوں کے جمع کر لئے تھے، جب وہ مر گیا تو لوگ حسن عقیدت کی وجہ سے تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے، میں نے لوگوں سے اس کا حال بیان کیا اور وہ سات مٹکے دکھلائے، لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم ہم ایسے آدمی کی تجہیز و تکفین اور تدفین نہیں کریں گے، بالآخر اس پادری کو سولی پر لٹکا کر سنگسار کر دیا اور اس کی جگہ پر ایک دوسرے عالم کو بٹھلایا۔

سلمان رضی اللہ عنہ کا روشن دل

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے دل کی تختی دن بدن روشن ہو رہی تھی، چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے بڑا عالم کسی کو نہیں دیکھا اور اس سے بڑا عابد و زاہد، دنیا سے بے تعلق اور آخرت کا شائق اور طلبگار نمازی اور عبادت گذار کسی کو نہیں دیکھا اور جس قدر مجھ کو اس عالم سے محبت ہوئی اس سے بیشتر کبھی کسی سے اس قدر محبت نہیں ہوئی، میں برابر اس عالم کی خدمت کرتا رہا، جب ان کا آخری وقت آ گیا تو میں نے عرض کیا کہ آپ مجھ کو وصیت کیجئے اور بتلائیے کہ آپ کے بعد کس کی خدمت میں جا کر رہوں، اس عالم نے کہا کہ موصل میں ایک عالم ہے اس کے پاس چلے جانا، چنانچہ میں ان کے پاس گیا ان کی خدمت میں رہتا رہا پھر ان کا بھی، وقت قریب آ گیا ان

سے معلوم کیا کہ میں آپ کے بعد کس سے ملوں انہوں نے کہا کہ نصیبین میں ایک عالم ہے تم میرے بعد ان کے پاس چلے جانا، چنانچہ میں ان کے پاس چلا گیا وہاں رہتا رہا ان کی بھی وفات کا وقت قریب آ گیا ان سے بھی میں نے پوچھا کہ آپ کے بعد کس کے پاس جا کر رہوں، انہوں نے فرمایا کہ شہر عموریہ میں ایک عالم ہیں ان کے پاس چلے جانا جب اس شہر عموریہ کے عالم کا بھی وقت قریب آیا تو میں نے پھر معلوم کیا کہ میں فارس کے گرجا گھر میں رہا، اس کے بعد شام میں ایک پادری کے پاس رہا پھر ان کے بعد ایک عالم کے پاس رہا، وہاں سے پھر میں شہر موصل میں ایک عالم کے پاس رہا، شہر موصل سے نصیبین میں ایک عالم تھے ان کے پاس رہا اس کے بعد شہر عمورہ میں ایک عالم تھے ان کے پاس رہا، بہر حال دس سے زیادہ مذاہب اختیار کرنے کے بعد پھر میں مذہب یہودیت میں داخل ہو گیا، اب آپ بتلائیں کہ میں آپ کے بعد کہاں جاؤں، اس عالم نے کہا کہ میری نظر میں کوئی ایسا عالم نہیں کہ جو صحیح راستہ پر ہو البتہ میں آپ کو یہ بتلاتا ہوں کہ ایک نبی کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا جو دین ابراہیمی پر ہوگا اور عرب کی سرزمین میں اس کا ظہور ہوگا اور وہ ایک نخلستانی (کھجور والی) زمین کی طرف ہجرت کرے گا، اگر تمہارا وہاں پہنچنا ممکن ہو تو ضرور پہنچنا اور ان کی علامت یہ ہوگی کہ وہ صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے ہاں البتہ ہدیہ قبول کریں گے اور ایک علامت یہ ہوگی کہ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی جب تم ان کو دیکھو گے تو پہچان لو گے۔

مال کی قربانی

چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شہر عموریہ میں رہتے رہتے میرے پاس گائیں اور بکریاں بھی جمع ہو گئیں تھیں، اتفاق سے ایک قافلہ

Scanned by CamScanner

عرب کو جانے والا مجھ کو مل گیا میں نے ان سے کہا کہ تم مجھ کو بھی اپنے ساتھ لے چلو یہ گائیں اور بکریاں سب کی سب تم کو دے دوں گا، چنانچہ اس قافلہ والوں نے مجھ کو ساتھ لے لیا جب وہ قافلہ وادیٔ قریٰ میں پہنچا تو میرے ساتھ یہ بدسلوکی کی کہ مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا، بہرحال جب میں اس یہودی کے پاس رہنے لگا تو کھجور کے درخت دیکھ کے مجھے خیال آیا کہ شاید یہی وہ سرزمین ہو جس کی اطلاع دی گئی ہے، مگر ابھی مجھے پورا اطمینان نہیں ہوا تھا اسی دوران ایک یہودی بنو قریظہ قبیلہ میں سے اس کے پاس آیا اور وہ مجھ کو اس سے خرید کر مدینہ لے آیا۔

مدینہ میں آمد

چنانچہ جب میں مدینہ میں آ گیا تو میں نے خدا کی قسم مدینہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور یقین کیا کہ یہ وہی شہر ہے جو مجھ کو بتلایا گیا ہے، صحیح بخاری میں خود حضرت سلمان فارسی ؓ سے مروی ہے کہ میں دس مرتبہ سے زائد فروخت ہوا ہوں مگر میری اصل قیمت کو کسی نے نہیں پہچانا، بہرحال مدینہ میں اس یہودی کے باغات میں کام کرتا رہا، کھجور وغیرہ کے پیڑ پودے لگاتا رہا۔

مدینہ میں نبی ﷺ کی آمد

سلمان فارسی ؓ کا بیان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب آنحضرت ﷺ کو مکہ میں مبعوث فرما دیا اور مجھے غلامی اور خدمت کی وجہ سے مطلقاً علم نہ ہوا چنانچہ آقائے نامدار ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا کام کر رہا تھا اور میرا آقا درخت کے نیچے بیٹھا تھا ایک یہودی آیا جو میرے آقا کا چچازاد بھائی تھا وہ یہ کہنے لگا کہ خدا انصار کو ہلاک کرے کہ وہ انصار قباء میں ایک آدمی کے گرد جمع ہیں جو مکہ سے

آیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی اور پیغمبر ہے۔

سلمان فارسی ؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جب مجھے نبی ﷺ کے بارے میں پتہ چلا تو مجھے لرزاہٹ اور کپکپاہٹ نے پکڑ لیا اور مجھے یہ غالب گمان ہو گیا کہ میں درخت ہی کے اوپر سے اپنے آقا کے اوپر گر جاؤں گا، سلمان فارسی ؓ کی زبان پر یہ شعر بھی جاری ہو گئے ؎

خَلِيْلِيْ لَا وَاللّٰهِ مَا أَنَا مِنْكُمَا
إِذَا عَلِمَ مِنْ آلِ لَيْلٰى بَدَالِيَا

اے میرے دوستو! خدا کی قسم میں اب تم میں سے نہیں رہا جبکہ مجھ کو دیار لیلیٰ کا کوئی پہاڑ نظر آ گیا، بہرحال دل تھام کر درخت سے اتر کر اس آنے والے یہودی سے پوچھنے لگے بتاؤ تو سہی تم کیا بیان کر رہے تھے وہ خبر ذرا مجھ کو بھی سناؤ۔

شوق دیدارِ نبی ﷺ

بہرحال اس یہودی سے جب خبر سننے کا شوق بڑھا تو میرے آقا کو غصہ آ گیا اور زور سے ایک طمانچہ مجھ کو رسید کیا اور کہا تجھ کو اس سے کیا مطلب تو اپنا کام کر، چنانچہ جب شام ہوئی اور کام سے فراغت ہو گئی تو جو کچھ میرے پاس جمع تھا وہ ساتھ لیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت قبا میں تشریف فرما تھے، سلمان فارسی ؓ کہتے ہیں کہ میں نے ہمت کر کے پوچھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے اور آپ کے رفقاء کے پاس کچھ نہیں ہے آپ سب حضرات صاحبِ حاجت ہیں، ضرورت مند ہیں، اس لئے میں آپ کے لئے اور آپ کے رفقاء کے لئے صدقہ پیش کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے صدقہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حضرات صحابہ کرام کو اجازت دیدی کہ تم لے لو تمہارے لئے جائز ہے، سلمان فارسی ؓ

Scanned by CamScanner

کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم یہ ان تین علامتوں میں سے ایک ہے جو ایک یہودی عالم نے ۳ علامتیں بتلائی تھی، کہ جب نبی ﷺ کا ظہور ہوگا تو وہ صدقہ قبول نہیں کریگا، ہدیہ قبول کرے گا، مہر نبوت شانوں کے بیچ میں ہوگی، گویا کہ ایک علامت میں نے دیکھ لی کہ آپ ﷺ صدقہ قبول نہیں کرتے، بہر حال سلمان فارسی ؓ وہاں سے واپس ہو گئے پھر کچھ جمع کرنا شروع کردیا، پھر جب آپ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تو میں پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں کچھ پیش کروں، صدقہ تو آپ قبول نہیں فرماتے ہدیہ لیکر آیا ہوں، چنانچہ آپ نے قبول کرلیا خود بھی کھایا اور حضرات صحابہ کو بھی کھلایا، میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے، حضرت سلمان فارسی ؓ پھر واپس ہو گئے اور چار روز کے بعد پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، چنانچہ اس وقت آپ ایک جنازے کے ہمراہ جنت البقیع میں تشریف لائے تھے اور حضرات صحابہ کی ایک جماعت آپ کے ہمراہ تھی، آپ ﷺ درمیان میں تشریف فرما تھے، میں نے سلام کیا اور سامنے سے اٹھ کر پیچھے بیٹھ گیا تا کہ مہر نبوت کو دیکھوں، آپ ﷺ سمجھ گئے اور پشت مبارک سے چادر کو اٹھا دیا میں نے دیکھتے ہی پہچان لیا اور اٹھ کر مہر نبوت کو بوسہ دیا اور مجھے رونا آ گیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سامنے آؤ میں سامنے آ گیا، چنانچہ میں نے سارا واقعہ اے ابن عباس جس طرح تمہارے سامنے بیان کیا بعینہ اسی طرح آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا اور اسی وقت میں مشرف باسلام ہو گیا، آپ ﷺ بہت مسرور اور خوش ہوئے، بہر حال میں پھر اپنے آقا یعنی اس یہودی مالک کی خدمت میں چلا گیا، اسی وجہ سے میں غزوۂ بدر اور احد میں شریک نہ ہو سکا میرے اسلام لانے کا واقعہ ۲ھ میں پیش آیا

مگر میں اس وقت یہودی کے یہاں غلام اور نوکر تھا۔

اسلام نے آزاد کرادیا

بہر حال میں آنحضرت ﷺ کے پاس آتا جاتا رہا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے سلمان ؓ اپنے آقا سے بدل کتابت کا معاملہ کرلو بدل کتابت کہتے ہیں اپنے آقا کو یہ کہے کہ اگر میں مقررہ معاوضہ تم کو دیدوں تو میں آزاد ہو جاؤں، چنانچہ سلمان ؓ نے اپنے آقا سے کہا کہ میں بدل کتابت دیکر آزاد ہونا چاہتا ہوں، تو آقا نے جواب دیا کہ اگر تم چالیس اوقیہ سونا (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) گویا کہ ۱۶۰۰ درہم کے برابر سونا ادا کرو، اور تین سو درخت کھجور کے لگاؤ، جب وہ بار آور (پھل دار) ہو جائیں تو تم آزاد ہو جاؤ گے، سلمان فارسی ؓ نے اپنے آقا کی یہ شرط منظور کرلی۔

نبی ﷺ نے چندے کی درخواست کی

چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ کو پتہ چلا کہ سلمان فارسی ؓ نے بدل کتابت کو منظور کرلیا، تین سو درخت لگانے ہیں اور چالیس اوقیہ سونا ادا کرنا ہے، تو آپ ﷺ نے حضرات صحابہ کو ترغیب دلائی کہ سلمان فارسی ؓ کی کھجور کے پودوں سے امداد کی جائے، چنانچہ کسی نے تیس پودوں سے کسی نے بیس پودوں سے اور کسی نے پندرہ پودوں سے اور کسی نے دس پودوں سے امداد کی، جب پورے جمع ہو گئے تو مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان ان کے لئے گڑھے تیار کرو، جب گڑھے تیار ہو گئے تو خود آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ان پودوں کو لگایا اور ان کے لئے برکت کی دعا کی، چنانچہ ایک سال گذرنے نہیں پایا کہ سب کو پھل آ گیا اور کوئی پودا ایسا نہ رہا کہ جو خشک ہو گیا ہو، سب کے سب سرسبز و شاداب ہو گئے، درختوں کا قرض تو ادا ہو گیا صرف دراہم باقی رہ گئے۔

چالیس اوقیہ سونا کی ادائیگی

چنانچہ ایک شخص ایک روز آپ ﷺ کے پاس بیضہ کی مقدار سونا لیکر آیا آپ نے فرمایا کہ وہ مسکین مُکَاتَبْ سلمان ؓ کہاں ہے اس کو بلاؤ، چنانچہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے وہ بیضہ کی مقدار سونا مجھے عطا فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس کو لے جاؤ اللہ تبارک وتعالی تمہارا قرضہ ادا فرمائے گا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ سونا تو بہت تھوڑا ہے اس سے قرضہ ادا نہیں ہوگا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اللہ تعالی اسی سے تمہارا قرضہ ادا فرمائیگا، چنانچہ میں نے اس کو تولا، وزن کیا تو وہ پورا چالیس اوقیہ وزن کا تھا، ماشاء اللہ میرا پورا قرض ادا ہو گیا اور غلامی سے چھٹکارا پا گیا، پھر اس کے بعد غزوہ خندق اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہا۔

سلمان فارسی کا زہد وتقوی

حضرت سلمان فارسی ؓ نے مسلمان ہونے کے بعد بہت زیادہ تقوی وطہارت پر دھیان دیا اولاً تو شروع ہی سے حضرت سلمان فارسی کہا کرتے تھے کہ میرے روحانی وجود کا سبب اسلام ہے اور وہ میرا مربی ہے "فنعم الاب ونعم الابن" کیا اچھا باپ ہے اور کیا اچھا بیٹا ہے، وہ اپنے کو اسلام کا بیٹا کہا کرتے تھے، بس اسی اسلام کی برکت سے آپ تقوی وطہارت کے پہاڑ پر پہنچ گئے، حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ حضرت سلمان ؓ کو بیت المال سے پانچ ہزار وظیفہ ملتا تھا، اور وہ تقریباً تیس ہزار مسلمانوں کے امیر تھے ان کے پاس صرف ایک چوغہ تھا جس کا کچھ حصہ بچھا لیتے اور کچھ اوڑھ لیتے، اور اسی چوغہ کو پہن کر لوگوں میں بیان کرتے تھے، جیسے میرے استاذ حضرت مولانا شریف احمد صاحبؒ بانی ومہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل

پور کے پاس سلیٹی رنگ کی ایک شیروانی تھی ہمیشہ اس کو پہن کر جمعہ پڑھایا کرتے تھے، بہر حال یہ بزرگوں کا، اہل اللہ کا ایک رنگ ہوتا ہے، چنانچہ حضرت سلمان فارسی ؓ کو جو وظیفہ بیت المال سے ملتا تھا تو اسے اسی وقت خرچ کر دیا کرتے تھے، اپنے لئے کچھ نہ رکھتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بناتے تھے اور اس کی کمائی سے گذارا کرتے تھے۔(ابو نعیم فی الحلیہ)

آخرت کی فکر

حضرت سلمان فارسی ؓ نے اپنے آرام کے لئے کوئی گھر نہیں بنایا تھا چنانچہ ایک دفعہ حضرت حذیفہ ؓ نے حضرت سلمان فارسی ؓ سے فرمایا اے ابو عبد اللہ (یہ کنیت تھی سلمان فارسی ؓ کی) کیا میں تمہارے لئے ایک کمرہ نہ بنا دوں حضرت سلمان ؓ کو یہ بات بری لگی تو حضرت حذیفہ نے کہا ذرا ٹھہرو تو صحیح سن تو...... لو میں تمہارے لئے کیسا کمرہ بنانا چاہتا ہوں، سلمان ؓ نے کہا بتاؤ حذیفہ نے کہا میں تمہارے لئے ایسا کمرہ بنانا چاہتا ہوں کہ جب تم اس میں لیٹو تو تمہارا سر ایک دیوار کو لگے اور پاؤں دوسری دیوار کو اور جب تم کھڑے ہو تو سر چھت کو لگے، حضرت سلمان ؓ نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم میرے دل میں رہتے ہو یعنی اب تم نے میرے دل کی بات کہی۔(ابو نعیم فی الحلیہ)

گویا کہ حضرت سلمان فارسی کو چھوٹا سا گھر پسند تھا جیسے خانقاہ تھانہ بھون میں اہل اللہ، علماء، صلحاء کے لئے چھوٹے چھوٹے کمرہ تھے، حافظ ضامن شہید، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی وغیرہ، ان کمروں میں ذکر واذکار فرماتے ان کمروں کو دیکھ کر قبر کی زندگی یاد آتی ہے، بزرگوں کے مقامات کی بھی زیارت کرنی چاہئے، میانجی نور محمد صاحب جھنجھانویؒ کا مزار لوہاری میں ہے ان کا کمرہ خلوت گاہ دیکھنے کی چیزیں ہیں۔ مظاہر علوم وقف سہارنپور کا دفتر اہتمام جہاں میرے شیخ ومرشد حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ بیٹھتے تھے

اور بہت سے حضرات اکابرؒ نے اس جگہ کو رونق بخشی ہے آج آپ کے بیچ حضرت مولانا محمد سعیدی حفظہ اللہ اُس نشست پر جلوہ افروز ہیں۔

آخری بات

گرامی قدر مسلمانوں! میں نے شروع میں دو شعر پڑھے تھے۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

جب بھی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی چھوٹا کام ہو یا بڑا اللہ پر مضبوط یقین رکھے ہر کام میں اللہ کو واسطہ بنائے اس لئے کہ دنیا و آخرت کی تمام چیزیں اسی کی ملکیت میں ہے"لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ" مثلاً آدمی نماز پڑھتا ہے تو مضبوط یقین کے ساتھ پڑھے اور عمل پیہم یعنی برابر عمل کا خیال رکھے یہ نہیں کہ آج پڑھ لی کل چھوڑ دی اسی طرح فاتح عالم کی محبت کا اہتمام کرنا چاہئیے، نماز میں محبت فاتح عالم کا مطلب یہ ہوگا کہ اپنی نماز کو سنت نبوی ﷺ کے طریقے پر پڑھے پھر انشاء اللہ العزیز دیکھنا کہ اس نماز کی کیفیت و خصوصیت ہی الگ ہوگی اس نماز کے اندر نورانیت کی چمک دمک نظر آئے گی اور انوار و برکات سے مزین نظر آئے گی"یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم" کا اظہار ہوگا۔

حضرت سلمان فارسی ؓ کی زندگی اسی شعر کی حامل تھی پوری زندگی مجاہدہ میں گذر گئی، آخری زندگی میں اصل مرد مجاہد بن کر دنیا سے تشریف لے گئے، اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے آخر دم تک لڑتے رہے، اللہ تبارک و تعالی ہم لوگوں کو بھی مرد مجاہد بنا کر دنیا سے اٹھائے، منعمین اور محسنین میں ہمارا شمار فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

ایمان والوں کو خطاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

تجھے اے مردِ مؤمن جوش میں آنا مبارک ہو
مئے توحید پی کر ہوش میں آنا مبارک ہو

گرامی قدر میرے مؤمن اور مسلمان بھائیو! قصبہ کیلاشپور کے غیور اور باہمت لوگو، بڑھتے چڑھتے جوانو! ماشاء اللہ دار العلوم قادریہ کیلاشپور کا یہ دینی اجتماع اپنی کامیابی کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے، آپ حضرات بہت دیر سے نعت و نظم، تقاریر و بیانات سے محظوظ ہو رہے ہیں جب قاری محمد یعقوب صاحب استاذ قرأت و تجوید جامعہ کاشف العلوم چھتمل پور رحمن داؤدی میں اور ابو موسیٰ اشعری کے لہجہ میں اور اپنے مخصوص انداز میں تلاوت کلام اللہ فرما رہے تھے تو مجمع پر خاموشی اور سکوت طاری تھا انوارات کا فیضان ہو رہا تھا، قاری صاحب ابھی ابھی ریاست بھوپال مدھیہ پردیش کے عالمی انعامی مقابلہ قرأت سے فسٹ (اول) پوزیشن کا نقد انعام 40,000 روپے لیکر

Scanned by CamScanner

آرہے ہیں، بامراد اور کامیاب ہوکر آئے ہیں، اس لئے زبان پر فوز وفلاح، کامیابی وکامرانی والی آیتیں آرہی ہیں تازہ دم ہوکر آئے ہیں اس لئے ماشاء اللہ تازہ دم کے ساتھ پڑھا۔

جوانوں یہ صدائیں آرہی ہیں آبشاروں سے
چٹانیں چور ہوجائیں جو ہو عزم سفر پیدا

بہرحال قاری صاحب نے ہم تمام کو پیغام دیا ہے کہ قرآن پاک کو تجوید کے ساتھ عمدہ لہجہ کے ساتھ پڑھا جائے قرآن کو قرآن کا حق ملنا چاہیے، قاری صاحب نے سورۂ حج کی آخری آیات پڑھی ہیں:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوْا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

اس آیت شریفہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے چار چیزیں بیان کی ہیں مختصراً ان کو بیان کرکے رخصت ہوجاؤں گا، میرے اندر ہمت بھی نہیں، ڈاکٹر لوگ بھی بولنے سے منع کرتے ہیں، جناب حافظ حاجی عبداللطیف صاحب کی دعوت پر حاضری ہوگئی، کاشف العلوم سے کیلاشپور والوں کا پرانا اور دیرینہ تعلق بھی ہے، بہرحال قاری صاحب کی تلاوت کردہ آیات میں سے ایک آیت میں نے آپ حضرات کی سامنے پڑھی۔

مؤمنوں کو خطاب

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں اپنے مؤمن بندوں کو خطاب کیا بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے قرآن کریم میں اٹھاسی ۸۸ جگہ اس امت کو خطاب کیا گیا ہے، ان اٹھاسی جگہوں میں سے ایک جگہ اور ایک موقع یہ بھی ہے، پہلی امتوں میں صرف انبیاء کو خطاب ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس

امت کو یہ شرف عطا فرمایا کہ قرآن کریم میں براہ راست اس امت کے مسلمانوں کو مخاطب بنایا، چنانچہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ مجھ کو کچھ نصیحت فرمادیجئے فرمایا کہ جب تو قرآن پڑھے یا سنے بالخصوص جب "يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا" کے خطاب کو سنے تو فوراً اپنے کانوں کو اس کی طرف متوجہ کرنا اور قلب کو حاضر کرنا کہ اللہ تعالیٰ بلاواسطہ تجھ سے خطاب فرمارہا ہے، اور کسی اچھی چیز کا حکم دے رہا ہے اور بری چیز سے منع کررہا ہے۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اب سوچنے کا مقام ہے غور وفکر کرنے کا موقع ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سے بلاواسطہ کلام کررہا ہے، چار چیزوں اور چار موقعوں کی طرف متوجہ کررہا ہے۔

پہلا موقع

چنانچہ پہلا موقع "يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا" اے ایمان والو رکوع کرو، رکوع کہتے ہیں جھکنے کو، عاجزی اور انکساری کرنے کو، پست ہونے کو، آدمی اپنے آپ کو کمزور اور ذلیل سمجھتا رہے، کمتر سمجھتا رہے، متواضع بن جائے، کیونکہ اللہ کو تواضع ہی پسند ہے، جو یہاں تواضع عاجزی، انکساری سے پیش آتا ہے وہ کل بلند وبالا اور رفعت والا تصور کیا جائیگا، تواضع اور عاجزی اللہ کے لئے ہو "مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ" جو آدمی اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کردیتے ہیں، ہم مہمان کی تواضع کرتے ہیں بدلہ کے طور پر کہ آج ہم اپنے مہمان کی تواضع کریں گے کل یہ ہماری تواضع کریگا، یہ تو ایک قسم کا بدلہ ہوگیا، حقیقت یہ ہے کہ مد مقابل ہوکر مہمان نوازی نہ کرے بلکہ اللہ کے واسطے کرے، اللہ کے لئے کرے، اسی پر اللہ نے وعدہ کیا ہے" مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ" جو تواضع کریگا اللہ اس کو بلند کریگا، آج لوگوں

Scanned by CamScanner

نے تواضع چھوڑ دی اور کبر و تکبر، غیض و غضب، حسد کینہ کو اختیار کرلیا، حالانکہ یہ کبر ہی اللہ کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کا سبب ہے، کبر تو اللہ ہی کے لئے ہے، اسی کو یہ زیبا ہے اور وہی اس کا حامل ہے، چنانچہ فرمایا "اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِیْ" کہ بڑائی میری چادر ہے، جس طرح آدمی چادر کو لپیٹ لیتا ہے تو سارا بدن ڈھک جاتا ہے اسی طرح اللہ تبارک وتعالی نے کبر و تکبر کی چادر اوڑھ رکھی ہے اس کے ہر طرف بڑائی ہی بڑائی ہے۔

اللہ عاجز اور کمزور نہیں

گرامی قدر دوستو! حق جل مجدہ وعم نوالہ نے سورہ بنی اسرائیل کی آخری آیت میں اعلان کیا ہے، اللہ...... نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ ہی کسی کو اپنا شریک اور ساجھی بناتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی دوست اور ولی ہے کہ کمزوری میں اس کا ساتھ دے، کمزوری میں اس کا کوئی ہاتھ بٹائے، اس کی ذات گرامی پستی، عاجزی اور ذلت وخواری سے بہت اعلی اور ارفع ہے، ہاں اس کی ذات "اَلْعَلِیُّ الْكَبِيْرُ" ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے لئے بڑائی اور کبریائی کو پسند کرتا ہے اور بندوں کے لئے عاجزی اور انکساری کو، چنانچہ صاحب مشکوۃ نے مسلم شریف کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ ﷛ کی روایت نقل کی ہے:

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَةُ إِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِنْهُمَا اَدْخَلْتُهُ النَّارَ وَفِیْ رِوَايَةٍ قَذَفْتُهُ فِی النَّارِ. (رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرۃ ﷛ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بڑائی میری چادر اور عظمت میرا تہبند ہے، پس جو آدمی ان دونوں چیزوں میں جھگڑا کریگا تو میں اس کو جہنم میں داخل کردوں گا ایک

روایت میں ہے کہ میں اس کو جہنم میں پھینک دونگا۔

حدیث کا مطلب

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی خود فرمارہے ہیں کہ کبریائی اور عظمت دونوں میری صفت ہیں، اللہ تبارک وتعالی ان دونوں صفتوں کو لباس کے ساتھ تشبیہ دیکر بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح ایک چادر اور ایک تہبند کو دو آدمی نہیں پہن سکتے ایک کپڑے میں دو آدمی شریک نہیں ہوسکتے اسی طرح اللہ کی بڑائی اور عظمت کا بھی کوئی آدمی دعوی نہیں کرسکتا یہ دونوں کی دونوں صفتیں اللہ کے لئے مخصوص ہیں، دوستو! کبریائی اور بڑائی اللہ ہی کو زیبا ہے کبریائی اور بڑائی نے اللہ کو اس طرح ڈھانک رکھا ہے جس طرح چادر آدمی کو ڈھانک لیتی ہے گویا کہ اللہ تبارک وتعالی کو کبریائی نے شش جہت سے ڈھانک رکھا ہے، اوپر سے، نیچے سے، دائیں سے، بائیں سے، آگے سے اور پیچھے سے اللہ تبارک وتعالی بڑائی میں محصور (گھرے ہوئے) ہیں، تواضع اور عجز وانکساری کا نام ونشان اللہ کے پاس نہیں ہے، ترمذی شریف کی روایت میں ہے "وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ" جو بھی شخص اللہ تعالی کے لئے خاکساری کرتا ہے اللہ تعالی اس کو سربلندی عطا فرمادیتے ہیں، ایسے ہی ایک حدیث میں "مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ" جو شخص اللہ کے واسطے تواضع کرے اللہ اس کا درجہ بلند فرمادیتا ہے، معلوم ہوا کہ تواضع اللہ کے واسطے ہونی چاہیے اپنی ناموری اور شہرت کے لئے نہ ہو، اپنی غرض اور خواہش نفسانی کے لئے نہ ہو، جیسے بہت سے لوگ اپنے مہمان کی تواضع کرتے ہیں اس وجہ سے کہ کل یہ میری تواضع کریگا حالانکہ نیت یہ نہ ہونی چاہیے کہ یہ میری تواضع

کریگا تو میں اس کی تواضع کروں یہ تو ایک قسم کا بدلہ ہو جائیگا، جیسے آج کل ہمارے طلباء کرتے ہیں مظاہر علوم سے مہمان آیا خوب تواضع کریں گے اس لالچ میں کہ کل یہ میری تواضع کریگا، حالانکہ تواضع، عاجزی، انکساری اللہ کے لئے ہونی چاہیے۔

سبق آموز واقعہ

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ کو تواضع ہی پسند ہے، ایک دفعہ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے پاس ایک دیہاتی آدمی آیا، عرض کیا کہ حضرت کچھ نصیحت فرما دیجئے آپ نے فرمایا آپ ضعیف العمر آدمی ہو اللہ کے یہاں جانے کی تیاری کرو، اور اللہ تعالی کے پاس کوئی ایسا تحفہ لیکر جاؤ جو اللہ تبارک وتعالی کے پاس نہ ہو، چنانچہ وہ آدمی حیران اور ششدر رہ گیا اس نے حضرت گنگوہی سے کہا کہ حضرت آپ تو میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو، بھلا اللہ کے یہاں کس چیز کی کمی ہے وہ تو ہر طرح کے خزانوں کا مالک ہے، سونے چاندی کے خزانے، ہیرے جواہرات کے خزانے، لوہے اور پیتل کی کانیں سب کچھ وہاں موجود ہیں، دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں جو وہاں نہ ملتی ہو، حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ اچھا تم وہاں تواضع اور عاجزی لیکر جاؤ اللہ تعالی کے پاس تواضع نہیں ہے، وہ کمزور اور عاجز نہیں ہے، قرآن حکیم میں ہے "وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ زبردست حکمت والا ہے، اسی طرح ایک حدیث قدسی میں ہے "اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ رِدَائِيْ قَصَمْتُهٗ. رواہ ابن ماجہ" بڑائی میری چادر ہے جو اس میں گھسنے کی کوشش کریگا میں اس کی گردن توڑ دونگا، دوستو! قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ بندوں کو تواضع ہی اختیار

کرنی چاہیے، اس لئے اللہ تعالی نے فرمایا "یاایُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ارْکَعُوْا"۔

دوسرا موقع

دوستو! ہمارے قاری صاحب نے جو آیت تلاوت کی اس کا دوسرا موقع ہے "وَاسْجُدُوْا" اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو، سجدہ کے معنی زمین پر ماتھا رکھنے کے آتے ہیں، گویا کہ اللہ کے سامنے انتہائی اور اعلی درجہ کی عاجزی اختیار کرو اپنے آپ کو زمین میں ملا دو۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے

یہود ونصاری رکوع اور سجدے کو پسند نہیں کرتے تھے ان کو جھکنا اچھا نہیں لگتا تھا اس لئے اس مقام پر ان کی مخالفت کی جا رہی ہے، اہل ایمان کو خطاب کیا جا رہا ہے کہ تم اپنی نماز میں رکوع بھی کرو اور سجدہ بھی کرو گویا کہ رکوع اور سجدہ سے تواضع کا اعلی مقام حاصل ہوتا ہے، حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ لوگ اسلام کے شروع دور میں رکوع کرتے تھے اور سجدہ نہیں کرتے تھے۔ (حاشیہ جلالین سورہ حج ص ۲۸۶)

اسی طرح بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ شروع اسلام میں مسلمانوں کی نماز بغیر رکوع اور سجدہ کے ہوتی تھی اس لئے اللہ تبارک وتعالی ایمان والوں کو خطاب فرما رہے ہیں کہ ایسی نماز پڑھو جس میں رکوع بھی ہو اور سجدہ بھی ہو چونکہ رکوع اور سجدہ نماز کے اہم ارکان ہیں، اور ان دونوں ارکان میں تواضع، عاجزی اور تخشع اعلی درجہ کی پائی جاتی ہے، اللہ تبارک وتعالی کا مقصد بھی یہی ہے کہ نماز کے ذریعہ میرے بندوں میں اتم درجہ کی عاجزی پیدا ہو جائے امت محمدیہ ﷺ سے باری تعالی کو خاص لگاؤ ہے اسی لئے امت محمدیہ کو

حکم دیا"یَا اَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا "اے ایمان والورکوع بھی کرواور سجدہ بھی کرو پہلی امتوں اور قوموں میں موجودہ ہیئت جیسی نماز نہیں تھی موجودہ نماز امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے۔

میرے محترم بزرگواور دوستو! نماز واقعہ معراج کی دین ہے، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ جب معراج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ کچھ ملائکہ تسبیح وتہلیل میں مشغول ہیں اور کچھ تذکیر وتکبیر میں مصروف ہیں اور کچھ درود وصلاۃ میں اور کچھ رکوع وسجود میں منہمک ہیں اور کچھ قیام وقعود کی کیفیت میں نظر آرہے ہیں، ملائکہ کا یہ حسین منظر دیکھ کر نبی ﷺ نے تمنا کی" ھکذا تمنی عبادۃ تجمع عبادات الملائکۃ فاعطی الصلوۃ "اے اللہ فرشتوں جیسی عبادت میری امت کو بھی مل جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ موجودہ صفات والی نماز عطا فرمادی، دوستو! یہ نماز مشعر خشوع ہے اور خشوع مسبل نماز ہے اور نماز مزیل حب جاہ ہے اور زوال حب جاہ سے سارے امراض کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے، جب آدمی کے اندر حب جاہ نہیں رہے گی تو تکبر ختم ہو جائیگا جب تکبر ختم ہو جائیگا تو یہ آدمی سونے کا بن جائیگا (اللہ کا محبوب بن جائیگا)

امتِ محمدیہ کے مسلمانوں

امتِ محمدیہ کے مسلمانوں سنو! اللہ حکم فرمارہے ہیں" یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا "اے ایمان والونماز پڑھو رکوع اور سجدہ والی، حضرات مفسرین نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اے ایمان والو جماعت کے ساتھ نماز پڑھو، دوسرے مقام پر فرمایا" وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ .سورہ بقرہ "اس آیت شریفہ

میں تین باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے، پہلی بات نماز قائم کرو یعنی نماز میں صفیں سیدھی رکھو اس طرف آج کل مقتدی حضرات توجہ نہیں دیتے، مکہ میں مدینہ میں، مسجد حرام میں اور مسجد نبوی میں ائمہ خاص طور پر نماز کی نیت باندھنے سے پہلے اعلان کرتے ہیں" سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ "لوگوں صفیں سیدھی کرلو، دوسری بات زکوۃ ادا کرو، آج زکوۃ کی ادائیگی میں بھی بہت کوتاہی ہورہی ہے، اگر مسلمان زکوۃ ادا کرنے لگیں تو غربت کا نام ونشان ہی مٹ جائے، تیسری بات" وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ "نماز پڑھو جماعت کے ساتھ، پہلی امتوں میں نماز باجماعت نہیں ہوتی تھی پہلی امتیں جماعت سے محروم تھیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا یہ بھی امت محمدیہ کی خصوصیت ہے، بہرحال بات لمبی ہوتی چلی جارہی ہے، آپ حضرات کے سامنے ذکر چل رہا تھا" یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا "اے ایمان والورکوع کرواور سجدہ کرو، سجدہ سے متعلق بات چل رہی تھی۔

یہ سجدہ تلاوت کا نہیں ہے

بہرحال یہاں ایک بات یہ یاد رکھنے کی ہے کہ اس آیت شریفہ میں سجدہ کا ذکر ہے یہ سجدہ سجدۂ تلاوت نہیں ہے بلکہ سجدۂ صلاتیہ ہے اسی لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ اس مقام پر سجدۂ تلاوت نہ کرنا چاہیے۔

تیسرا موقع

آگے قاری صاحب نے پڑھا" وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ "اپنے رب کی عبادت کرو، اگر تم اپنے رب کی عبادت کروگے تو کامیاب ہوجاؤگے، دوستو! عبادت کسے کہتے ہیں؟ عبادت کہتے ہیں کہ آدمی اپنی پوری طاقت مکمل فرمانبرداری میں صرف کردے اور خوف وعظمت کے پیش نظر نافرمانی

Scanned by CamScanner

سے دور ہو جائے (روح البیان) بہر حال انسان کی فلاح وکامیابی کا تیسرا موقع اپنے رب کی عبادت کرنا ہے، یہاں پر اللہ نے اپنے اسمائے حسنیٰ میں سے رب کا ذکر فرمایا اشارہ اس بات کی طرف فرمایا کہ عبادت کی مستحق صرف وہ ذات ہو سکتی ہے جو انسان کی پرورش کی کفیل ہو معلوم ہوا کہ ساری کائنات کی پرورش کی کفالت حق جل شانہ فرمارہے ہیں، اس لئے ہمیں صرف اور صرف اسی ایک معبود حقیقی کی عبادت کرنی چاہیے۔

چوتھا موقع وَافْعَلُوْا الْخَيْرَ

آگے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں "وَافْعَلُوْا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" بھلائی کے کام کرو یقیناً کامیاب ہو جاؤ گے، دوستو اور بزرگو! بھلائی اور نیکی کے کام بہت ہیں ان کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے کہ خیر کا اطلاق ہر اچھے، بھلے اور نیک کام پر ہوتا ہے، اسی طرح برکت والے کاموں پر، امن وسلامتی، صلح وآشتی کے پیغامات پر ہوتا ہے حتیٰ کہ صحت وتندرستی اور عافیت کے لئے بھی بولا جاتا ہے، قرآن مجید میں متعدد مقامات پر لفظ خیر کا ذکر آیا ہے "وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ . (بقرہ)" جو آدمی بھلائی اور خیر کے کام انجام دیتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی قدر دانی فرماتے ہیں سورہ مائدہ میں ہے "فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَاتِ" ادھر ادھر کی باتوں کو چھوڑو، خیر وخوبی کے کاموں کی طرف بڑھو، اسی طرح سورہ آل عمران میں حکم خداوندی ہے "وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ" جو لوگ خیرات اور بھلائی کے کاموں میں دوڑتے ہیں ایسے ہی لوگ نیک بخت ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی بھلائی

میرے محترم بزرگو اور دوستو! تاریخ بتلاتی ہے کہ حضرت آدم علیہ

السلام سے لیکر آج تک امت میں خیر خواہ اور بھلے آدمی پیدا ہوتے چلے آئے، چنانچہ مشکوۃ شریف کی روایت میں ہے کہ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا کیا تو عالم غیب میں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اور اپنی تمام اولاد کی صورتیں دیکھیں حضرت آدم نے صورتیں دیکھ کر کہا کہ اے پروردگا یہ کون ہیں؟ اللہ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد ہے، حضرت آدم نے دیکھا کہ ہر انسان کی عمر اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھی ہوئی ہے، چنانچہ آدم علیہ السلام کی نظر ایک ایسے آدمی پر پڑی جو سب سے زیادہ روشن اور منور ہے، چہرہ کھلا ہوا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی کہ یہ کون ہیں پروردگار نے فرمایا کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام ہیں، ان کی عمر ۴۰ سال لکھی تھی حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے اللہ اس کی عمر زیادہ لکھ دو اس لئے کہ یہ انتہائی روشن اور منور ہے، اللہ نے فرمایا میں اس کی عمر لکھ چکا ہوں اب کم اور زیادہ نہیں ہو سکتی، حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے اللہ میں اپنی عمر میں سے ساٹھ سال ان کو دیتا ہوں اللہ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے، ہم تمہاری عمر میں سے ساٹھ سال کم کر دیں گے، بہر حال جب حضرت آدم کی عمر نو سو چالیس سال ہوئی تو فرشتہ موت آ پہنچا حضرت آدم نے کہا ابھی تو میری عمر کے ساٹھ سال باقی ہیں تم اتنی جلدی کیوں آ گئے موت کا فرشتہ اللہ کے پاس گیا جا کر عرض کیا کہ حضرت آدم تو انکار کرتے ہیں کہ میری روح قبض نہ کرو ابھی میری عمر کے ساٹھ سال باقی ہیں، اللہ نے فرمایا ان سے جا کر کہدو تم نے اپنی عمر کے ساٹھ سال حضرت داؤد علیہ السلام کو دیدئے تھے کیا اس کو بھول گئے؟ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت آدم نے اپنے بیٹے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی کا معاملہ کیا۔

Scanned by CamScanner

حضرت نوح علیہ السلام کی خیر خواہی

گرامیٔ قدر مسلمانو! اللہ تبارک وتعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کو ساڑھے نوسو برس کی عمر دی اور ساڑھے نوسو برس تک برابر تبلیغ کرتے رہے قرآن مجید نے حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ اجمالا اور تفصیلا ۴۳ مقامات پر کیا ہے، قوم نے بہت ستایا سخت سے سخت ایذائیں دیں مگر حضرت نوح علیہ السلام نے صبر وعفو کا دامن نہیں چھوڑا، قوم کو سمجھانے میں وعظ ونصیحت کرنے میں انتہا کردی، پارہ تبارک الذی نمبر ۲۹ سورۂ نوح میں ہے "ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ثُمَّ اِنِّیْ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا" حضرت نوح علیہ السلام نے بہت سے مجمعوں میں اور بڑے بڑے جلسوں میں جا کر کھلم کھلا اعلان کر کے اور خفیہ طور پر سمجھایا مگر کوئی بھی ترکیب کارگر نہ ہوئی، وعظ ونصیحت کا کوئی بھی اثر رونما نہ ہوا رات دن دعوت دیتے رہے مگر قوم بھاگتی ہی رہی، منہ پھیرتی ہی رہی جوں جوں میں ان کی طرف بڑھتا رہا شفقت ودلسوزی کا اظہار ہوتا رہا قوم کی طرف سے برابر نفرت اور بیزاری کا اظہار ہوتا رہا، غرضیکہ حضرت نوح کی قوم نے نہیں مانا طرح طرح کے عذاب آئے عجیب عجیب طوفان آئے مگر قوم کو سمجھ نہیں آئی، بالآخر حضرت نوح علیہ السلام نے قوم سے کہا اے میری قوم استغفار کرو تمہارا رب تمہیں بخش دیگا، چنانچہ قرآن میں ہے:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّیُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا.

میں نے کہا کہ گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بیشک وہ ہے بخشنے والا چھوڑ دیگا آسمان سے تمہارے اوپر لگاتار بارش اور مدد کریگا تمہاری مال سے اور بیٹوں سے

اور بنادیگا تمہارے واسطے باغ اور بنادیگا تمہارے لئے نہریں۔

دوستو! یہ حضرت نوح علیہ السلام کی خیر خواہی اور بھلائی کا نتیجہ ہے کہ اپنی قوم سے بار بار درخواست کررہے ہیں کہ اگر تم میری بات مان کر اپنے رب کی طرف جھکو گے اور اس سے اپنی خطائیں معاف کراؤ گے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے، پچھلے سب قصور یک قلم معاف کردیگا اور تمہارے ایمان اور استغفار کی برکت سے قحط اور خشک سالی جس میں تم برسوں سے مبتلا ہو سب دور ہو جائے گی اور لگاتار دھنویں دار بارشیں بھیج دیگا جس سے تمہارے کھیت اور باغات سب سیراب ہوجائیں گے، غلے پھل اور میوہ کی افراط ہوگی، مویشی وغیرہ سب فربہ ہوجائیں گے، دودھ خوب بڑھ جائیگا اور عورتیں جو کفر ومعصیت کی شامت سے بانجھ ہورہی ہیں نرینہ اولاد جننے لگیں گی مگر قوم نے سنکر نہیں دی سنے کو ان سنا کردیا۔

پیغمبر کی بددعا

چنانچہ بدرجۂ مجبوری وقت کے پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام نے بددعا کی، سورہ نوح کے آخری رکوع میں ارشاد ربانی ہے:

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا.

دوستو! جب نبی بددعا کرتا ہے تو بہت سخت کرتا ہے چنانچہ اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام نے بددعا مانگی اے میرے رب زمین پر مت چھوڑ یو منکروں کا ایک بھی گھر بسنے والا اگر آپ نے کوئی گھر چھوڑ دیا تو خود تو راہ راست پر کیا آئیگا بلکہ دوسرے ایمانداروں کو بھی گمراہ کردیگا اللہ حفاظت فرمائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھلائی

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اسی طرح تاریخ بتلاتی ہے کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مکمل زندگی توحید پرستی، غریب پروری اور امت

مسلمہ کی خیرخواہی میں گذری ہے اپنے لئے امت کے لئے برابر خیرخواہی کی دعائیں کرتے رہے، بیت اللہ کی تعمیر کی اس کے آباد ہونے کی دعا کی، مکہ المکرمہ کے لئے امن کی دعا کی، مکہ والوں کے لئے پھلوں اور ثمرات کی دعا کی، مناسک حج کی دعا کی، آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کی دعا کی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار بھیج ان میں ایک رسول ان ہی میں کا کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھلا دے ان کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور پاک کرے ان کو بیشک تو ہی ہے بڑی زبردست حکمت والا۔

بہرحال حضرت انبیاء، علماء، صلحا اور بزرگان دین نے کوئی دقیقہ کوئی منٹ کوئی سیکنڈ ایسا نہیں چھوڑا جس میں خیرخواہی نہ کی ہو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کی ہو گویا کہ قرآن نے جو مطالبہ کیا ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ" پر مکمل عمل کر کے دکھایا ہے، ضرورت ہے اس بات کی ہم بھی اللہ کے فرمان کی قدردانی کریں قرآن کریم کے مطابق زندگی گزاریں، دوستو قرآن پاک کی اس آیت شریفہ میں فلاح مؤمن کی صرف چار شرطیں بیان کی ہیں (۱) رکوع کرو (۲) سجدہ کرو (۳) اپنے رب کی عبادت کرو (۴) خیر اور بھلائی کے کام کرو "لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ" عجب نہیں تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

دعا کرو اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے بھی، آپ کو بھی اور قاری صاحب کو بھی فوز وفلاح کے کام کرنے کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کمالِ انسانیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ. وَآتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّائِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ. وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَأْسِ. اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ.

گرامی قدر حضرات اور برادرانِ اسلام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمال ضرور رکھا ہے خواہ وہ کمال کمال ظاہری ہو یا کمال باطنی، کمال دنیوی یا کمال اخروی، چنانچہ تاریخ بتلاتی ہے کہ دنیا میں کمالات سے متصف بہت سے افراد آئے اور چلے گئے مگر ایسا باکمال آدمی کہ جس میں

Scanned by CamScanner

ہر طرح کی صفات ودیعت کی گئی ہوں نہیں آیا، علاوہ آنحضرت ﷺ کے، چنانچہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام میں فرداً فرداً جو کمالات رکھے گئے تھے وہ تمام کے تمام کمالات علی وجہ الاکمل تن تنہا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں جمع کر دیئے گئے تھے۔

بہرحال جب ہم حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی زندگیوں کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ:

☆ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں حضرت آدم علیہ السلام کے اخلاق وعادات، رأفت ورحمت من کل الوجوہ موجود تھے۔

☆ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی مصائب وتکالیف سے دوچار مگر جوش تبلیغ سے سرشار تھی جب ہم نبی ﷺ کی زندگی سے موازنہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر جو مصائب وتکالیف کے پہاڑ توڑے گئے ہیں وہ بیان میں نہیں لائے جاسکتے، آپ کا دعوتی کام بھی اظہر من الشمس ہے۔

☆ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ولولۂ توحید، حق پرستی وبت شکنی اور ضیافت ومہمان نوازی حضرت ابراہیم کا طرۂ امتیازی تھا، مگر آقائے نامدار فخر موجودات محبوب رب العالمین ﷺ کی حق پرستی کا لوہا ساری دنیا نے مانا، بیت اللہ کے اندر رکھے ہوئے تین سو ساٹھ بت لکڑی کے اشارہ سے گرتے ہوئے چلے گئے، ”جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا“ کا منظر سارے عرب نے دیکھا۔

☆ اسی طرح حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کا جذبۂ ایثار، والدین کی اطاعت وفرمانبرداری، صبر واستقامت مشہور تھی، آنحضرت ﷺ

کے اندر بھی صبر واستقامت، حکمبر داری اور جذبۂ قربانی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

☆ حضرت اسحاق ویعقوب کی تسلیم ورضا، موسیٰ وہارون کا جلال وکمال اور حضرت یوشع کا جہاد میرے نبی ﷺ کے اندر بحسن وخوبی موجود تھا۔

☆ اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام جیسی اطاعت، دانیال جیسی محبت اور لوط علیہ السلام کیسی حکمت شیث علیہ السلام کی معرفت میرے آقا ومولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ میں یکسر موجود تھیں۔

☆ اسی طرح حضرت الیاس جیسا وقار داؤد جیسی آواز اور یحیی جیسی پاکدامنی اور بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا زہد، تقویٰ وطہارت اور ان حضرات جیسے بہت سے اوصاف وکمالات اللہ رب العزت نے تن تنہا فخر موجودات محبوب رب العالمین ﷺ کے اندر جمع کر دیئے تھے، آپ ﷺ کی ذات گرامی اس شعر کی مصداق تھی۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

صفاتِ عظیمہ کے مالک

میرے محترم بزرگو اور دوستو! انسان کے معیار کو بلند کرنے کے لئے شریعتِ مطہرہ نے چند چیزیں رکھیں ہیں، خوش اخلاقی وخوش اطواری، شجاعت وبہادری، شرم وحیاء، عفت وپاکدامنی، شفقت وہمدردی، صدق وصفا، امانت ودیانت، وقار ومتانت جود وسخا، صبر واستقامت تواضع وانکساری اور جذبات ایثار وقربانی وغیرہ وغیرہ جیسی چیزوں سے انسان جب ہم آہنگ ہوگا تو وہ باکمال اور محسن انسانیت کہلانیکا مستحق ہوگا، چنانچہ جب ہم ان انسانی صفات میں غور کرتے ہیں، کہ کیا ان صفات کا مالک کون ہے تو دنیا کا کوئی

Scanned by CamScanner

بھی کر وفر والا بادشاہ، شان وشوکت والا شہنشاہ جرنل کرنل لیڈر اور باکمال ہنر مند ہی کیوں نہ ہو کوئی بھی یکسر ان خوبیوں کا مالک نہیں ہو سکتا۔

خوش اخلاقی

چنانچہ خوش اخلاقی ہی کو لے لیجئے جب ہم خوش اخلاق اور حسن اخلاق والے آدمیوں کو تلاش کرتے ہیں تو ہمیں نبی کریم ﷺ سے بلند اخلاق والا اس روئے زمین پر نہیں ملتا کیونکہ آپ کے اخلاق حسنہ کی گواہی قرآن عظیم نے دی ہے "وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورۃ القلم)" بیشک آپ اونچے اور اعلیٰ اخلاق پر ہیں یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو انتہائی بلند و بالا اخلاق پر پیدا فرمایا تھا، آپ کا کوئی عمل اعتدال سے ہٹا ہوا نہیں تھا، چنانچہ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں:

خَدِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِشَیْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَهٗ وَلَا لِشَیْءٍ تَرَكْتُهٗ لِمَ تَرَكْتَهٗ. ترمذی

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال نبی ﷺ کی خدمت کی ہے مگر کبھی کسی بات پر اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے اف (ہوں) تک نہیں کہا اور نہ کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا کہ کیوں کیا اور نہ کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا، اسی طرح کسی کام کو چھوڑ دیا تو یہ نہیں فرمایا کہ کیوں چھوڑا تو نے اس کو، گویا کہ اللہ کے نبی ﷺ لوگوں میں سب سے بلند اخلاق والے تھے، موطا امام مالک اور احمد نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کے حوالہ سے نقل کیا اللہ کے رسول نے فرمایا "بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ" میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں گویا کہ نبی ﷺ کی بعثت کا عظیم مقصد یہی تھا کہ انسانی اخلاق واوصاف کو بیان کیا جائے اور ان کو

درجۂ کمال تک پہنچایا جائے۔

اعتراض اور اسکا جواب

ماشاء اللہ یہاں طلباء اور دانشوران کثیر تعداد میں موجود ہیں ان کے ذہنوں میں یہ سوال کھٹک رہا ہوگا کہ اگر خادم غلطی کرے، کوئی نازیبا حرکت کرے تو اس کو کچھ نہ کہا جائے خادم کے فعل پر کوئی نکیر نہ کی جائے یہ کیسے درست ہو سکتا ہے، حضرت انس ؓ دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت میں رہے ہیں کیا اتنے لمبے عرصے تک کبھی کوئی غلطی ہی نہیں ہوئی ہے یقیناً ہوئی ہوگی۔

عزیز طلباء اس کے چند جوابات ہیں پہلا جواب تو یہ ہے کہ حضرت انس ؓ خادم خاص کو کبھی بھی تنبیہ نہ کرنا یہ آپ ﷺ کی انتہائی درجہ کی تواضع تھی، دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ ہر کام کو اللہ کی طرف سے سمجھتے تھے، اور اس پر راضی رہتے تھے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے یعنی تقدیر سے ہٹ کر کوئی بات نہیں ہوتی، پھر آدمی کسی بات پر چیں بجبیں کیوں ہو...... ہاں اگر خادم شرارت کرے اور بالقصد کام بگاڑے تو اس کو سلیقہ سکھلانا چاہئے، تنبیہ بھی کرنی چاہئے اور اس کی نازیبا حرکت پر نکیر بھی کرنی چاہئے مگر حضرت انس ؓ سے اس کی امید نہیں تھی ہاں اگر حضرت انس ؓ سے کوئی غلطی ہو بھی جاتی تھی تو وہ دانستہ یعنی جانکر نہیں ہوتی تھی اس لئے نبی کریم ﷺ ان کو کبھی نہیں ٹوکتے تھے اور اف تک بھی نہیں کہتے تھے۔

حسن خلق کی تعلیم

آنحضرت ﷺ برابر حسن اخلاق کی تعلیم دیتے تھے چنانچہ حضرت معاذ بن جبل ؓ کو جب اللہ کے رسول ﷺ نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو آپ ﷺ نے چند نصیحتیں فرمائی تھیں اُن نصیحتوں میں سے آخری نصیحت یہ تھی

"یَامُعَاذُ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ. (رواه مالك) "اے معاذ لوگوں کی تعلیم وتربیت کے لئے خوش خلقی اختیار کرنا۔

حسن اخلاق کی دعا

آنحضرت ﷺ خوش خلقی اور حسن اخلاق کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ حسن اخلاق کی دعا بھی کرتے تھے، چنانچہ مشکوۃ شریف میں حدیث ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ.

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ تو نے میری جسمانی تخلیق یعنی شکل وصورت کو اچھا بنایا ہے لہٰذا میرے اخلاق وکردار کو بھی اچھا بنا۔

حسن خلق کا مطلب

میرے محترم بزرگو اور دوستو! حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے دو دعائیں مانگی ہیں ایک تو یہ "اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ" اے اللہ میری شکل وصورت کو تو نے اچھا بنایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں اس کی حمد وثنا بیان فرما رہے ہیں کہ اس نے شکل وصورت کو اچھا بنایا ہے، معلوم ہوا کہ ظاہری شکل وصورت بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔

ظاہری شکل وصورت کی بھی قدر کرنی چاہیے، ظاہری شکل وصورت پر دنیا قربان ہوتی ہے، مرتی ہے، چنانچہ جن لوگوں کی ظاہری شکل وصورت اچھی ہوتی ہے ہاتھ پاؤں، قد وقامت، چہرہ مہرہ درست ہوتا ہے تو اس کو سب پسند کرتے ہیں، اس کے برخلاف جن کے ہاتھ پاؤں، قد وقامت، چہرہ مہرہ اچھا نہ ہو اس کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا، اس لئے اللہ سے حسن ہیئت

اور عمدہ شکل وصورت کی دعا کرنی چاہیے۔

دوسری دعا اللہ کے رسول ﷺ نے حسن خلق کے بارے میں کی ہے کہ اے اللہ مجھے حسن اخلاق کی دولت سے مالا مال فرما، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کی دعا مقبول ہوئی، حسن خلق کا واضح مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے زندگی گذاری اسی طرح ہمیں بھی گذارنی چاہیے۔

چنانچہ جب حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ تبارک وتعالی نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے "اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ" اس خلق عظیم کا مطلب کیا ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں جو اچھی خصلتیں اور اعلی اوصاف بیان کئے گئے ہیں، آپ ان سب کے ساتھ متصف تھے خواہ وہ حقوق اللہ سے متعلق ہوں یا حقوق العباد سے اور قرآن مجید میں جن باتوں کو برا قرار دیا گیا ہے خواہ ان کا تعلق اللہ تعالی کی نافرمانی سے ہو یا مخلوق خدا کے ساتھ بدمعاملگی وغیرہ سے ہو، آپ ﷺ ان سب سے اجتناب فرماتے تھے بس یہی چیز انسانی اخلاق وکردار کا سب سے اعلی درجہ ہے۔

دوستو! ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن کے مطابق زندگی گذار کر دکھادی اسی طرح ہم سب شریعت اور آداب طریقت پر عمل پیرا ہو کر دکھا دیں کاش ہمارا ہر کام شریعت اسلامیہ کے مطابق ہو جائے۔

حسن خلق کا اعلی درجہ

دوستو! حسن خلق اور خوش خلقی کا شریعت میں بہت بڑا درجہ اور بہت بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے:

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَامِنْ شَيْءٍ اَثْقَلُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ.

Scanned by CamScanner

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن مؤمن کی میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری (وزنی) کوئی چیز نہیں ہوگی، یعنی اخلاق حسنہ کا درجہ ایمان کے بعد ارکان اسلام سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ (تحفۃ الالمعی ج۵ ص۳۳۷)

گویا کہ احادیث میں ایمان کے بعد جس چیز پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور جس چیز پر انسان کی سعادت موقوف ہے وہ اخلاق حسنہ ہیں، غرضیکہ انسان کی زندگی میں اخلاق وکردار کی بڑی اہمیت ہے، اگر انسان کے اخلاق اچھے ہوں گے تو اس کو قلبی سکون حاصل ہوگا، اور زندگی خوش گوار ثابت ہوگی دوسروں کے لئے رحمت ہوگی، اور اگر انسان کے اخلاق گندے ہوں تو وہ خود بھی زندگی کے لطف سے محروم رہے گا اور دوسروں کی زندگی کا مزہ بھی خراب کردے گا، اس لئے حسن اخلاق اور حسن ادب سے اپنی زندگی کو سرشار رکھنا چاہیے۔

حسن ادب کا ایک واقعہ

صاحب مشکوۃ نے کتاب الآداب میں ابوداؤد کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے حضرت اسید بن حضیر ایک روز اپنی خوش طبعی اور ظرافت کی بناء پر لوگوں کو ہنسا رہے تھے اچانک نبی کریم ﷺ آئے اور آپ نے بھی خوش طبعی اور مزاح فرمایا کہ ایک لکڑی ان کے پہلو میں ٹھوکا دی (داخل کردی) اُسید نے کہا کہ مجھے اس ٹھوکا دینے کا بدلہ دیجئے، آپ نے فرمایا بدلہ لے لیجئے، میں حاضر ہوں، اُسید نے کہا آپ کے جسم پر کپڑا ہے اور میرے جسم پر کپڑا نہیں تھا، اگر میں جسم کے اوپر سے ٹھوکا دوں گا تو بدلہ پورا نہیں ہوگا، نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر اپنا کرتہ اٹھا دیا، اسید ؓ آپ کے پہلو سے لپٹ گئے، اور پہلو پر بوسہ دینا شروع کردیا، اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ صرف یہی چاہتا تھا یعنی بدن مبارک پر بوسہ دینا۔

(مظاہر حق جدید ج۵ ص۳۷۳)

میرے محترم بزرگو اور دوستو! یہ تھے کامل انسان، محسن انسانیت فوراً بدلہ دینے کے لئے تیار ہوگئے، تاریخ میں اور احادیث میں اس طرح کے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن سے انسانیت کا پتہ چلتا ہے۔

ایک سچا واقعہ

میرے محترم بزرگو اور دوستو! کامل انسان کیسے ہوتے ہیں اور کمال انسانیت کی پہچان کیا ہے اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا جس کو امام بخاریؒ نے حضرت ابودرداء ؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے، ایک دفعہ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ اور سیدنا عمر فاروق ؓ کے درمیان کسی بات میں اختلاف ہوا، حضرت عمر ؓ ناراض ہوکر چلے گئے، یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر ؓ بھی ان کو منانے کے لئے چلے گئے، مگر حضرت عمر ؓ نے نہ مانا، یہاں تک کہ اپنے گھر میں پہنچ کر دروازہ بند کرلیا، مجبوراً حضرت صدیق اکبر ؓ واپس ہوئے، اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے، ادھر کچھ دیر کے بعد حضرت عمر ؓ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی، یہ بھی اپنے گھر سے نکل کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور اپنا واقعہ عرض کیا، حضرت ابودرداء ؓ کا بیان ہے کہ اس پر اللہ کے رسول ﷺ ناراض ہوگئے، جب صدیق اکبر نے دیکھا کہ حضرت عمر ؓ پر عتاب ہونے لگا تو ابوبکر ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ زیادہ قصور میرا ہی تھا، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ میرے ایک ساتھی کو اپنی ایذاؤں اور تکلیفوں سے چھوڑ دو، کیا تم نہیں جانتے کہ جب میں نے باذنِ خداوندی یہ کہا "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا" اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں، تو تم سب نے مجھے جھٹلایا صرف ابوبکر ؓ ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے میری تصدیق

کی۔ (سورۃ الاعراف ١٩٢، معارف جلد ٣)

میرے دینی بھائیو! یہ ہے انسانیت اسے کہتے ہیں انسانیت، ابوبکر ﷛ کی انسانیت دیکھو وہ کہہ رہے ہیں کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، اور عمر ﷛ کہہ رہے ہیں کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، آج کے انسانوں کا حال یہ ہے کہ یہ کہتا ہے کہ تیرے سے غلطی ہوئی میرے سے نہیں اور وہ کہتا ہے کہ میرے سے نہیں تیرے سے ہوئی، یہ ہے انسانیت کا فرق، آج لوگ جھگڑا پیدا کرتے ہیں، اختلافات پیدا کرتے ہیں، مارنے اور مرنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہر میں جنگلی اور کٹ کھنے جانوروں کا بسیرا ہوگیا ہے، اہل عرب جیسی جاہلیت کا مظاہرہ کرنے لگ جاتے ہیں، دوستو! آج ضرورت ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق ﷛ اور حضرت عمر فاروق ﷛ کی زندگی سے سبق حاصل کریں ایک دوسرے کے ساتھ عفو درگذر کا معاملہ کرلیا کریں۔

شرم وحیا

بہرحال کامل انسان بننے کے لئے اور اچھا آدمی کہلوانے کے لئے حسن اخلاق اور حسن ادب کا مظاہرہ کرنا ہی ہوگا، اسی طرح کمال انسانیت کیلئے شرم وحیا، عفت و پاکدامنی کو بھی بڑا دخل ہے، جہاں آدمی اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرے وہیں پر شرم وحیا کو ہاتھوں سے نہ چھوٹنے دے، اس لئے کہ شرم وحیا کمال انسانیت کیلئے ایک بنیادی وصف ہے، انسان کی سیرت سازی اور معاشرہ کو سنوارنے میں اہم رول ادا کرتا ہے، شرم وحیا کا وصف انسان کو بہت سے برے کاموں سے اور بری باتوں سے روکتا ہے، فواحش ومنکرات سے بچاتا ہے، اچھے اور شریفانہ کاموں پر آمادہ کرتا ہے، بلکہ شرم وحیا کا وصف انسان کی بہت سی خوبیوں کی بنیاد اور جڑ ہے۔

شرم وحیا کی تعریف

دوستو اور بزرگو! شرم وحیا انسان کی اس کیفیت کا نام ہے کہ ہر نامناسب بات اور ناپسندیدہ کام سے نفس میں انقباض اور چبھن پیدا ہو اور اس کام کے کرنے سے تکلیف پہنچے، شرم وحیا کا تعلق انسانوں ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ اللہ کی بھی صفت ہے چنانچہ ابوداؤد کی روایت میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ.

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ بہت شرم کرنے والے پردہ پوش ہیں، شرم اور پردہ کو پسند فرماتے ہیں، پس جب تم میں سے کوئی نہائے تو چاہیے کہ پردہ کرکے نہائے، میرے محترم بزرگو اور دوستو! جب شرم وحیا اللہ کی صفت ہے تو ضروری ہے کہ مؤمن اس کو اپنے اندر پیدا کرے، اور اللہ تعالیٰ کے حیادار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام کام شاندار اور پرحکمت ہوتے ہیں، کوئی کام نامناسب اور برا نہیں ہوتا، خلاصہ یہ نکلا جس مؤمن میں یہ صفت ہوگی وہ بھی ہمیشہ اچھے کام کرے گا اور برے اور شرمناک کاموں سے بچے گا۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہے "اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ" حیا ایمان کی شاخ ہے اور ایمان کا صلہ جنت ہے "وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ" بدکلامی گنوارپن کی شاخ ہے، اور گنوارپن کا انجام دوزخ ہے، ایک حدیث میں ہے "اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے، گویا کہ حیا اور ایمان میں ایک گہرا تعلق ہے، ایک روایت میں ہے "اِنَّ الْحَيَاءَ وَالْاِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ. (رواہ البیہقی) "اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا

Scanned by CamScanner

کہ حیا اور ایمان کو ایک دوسرے کے ساتھ جمع کیا گیا ہے پس جب ان میں سے کسی ایک کو اٹھالیا گیا تو دوسرے کو بھی اٹھالیا جاتا ہے یعنی جو آدمی ایمان سے محروم رہتا ہے وہ حیاء سے بھی محروم رہتا ہے، اور جس آدمی میں حیاء نہ ہو اس میں ایمان بھی نہیں ہوتا گویا کہ حیا اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں۔

پہلے انبیاء کی سنت

دوستو اور بزرگو اور نوجوان بھائیو! حیا ایک بہت اہم چیز ہے ہم اس کی حقیقت کو نہیں پہچانتے، بزرگوں کا قول ہے "اِذَا فَاتَكَ الْحَيَاءُ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ" کہ جب حیا ختم ہوجاتی ہے پھر آدمی جو چاہے کرے، ننگا ناچ ناچے، گانا بجانا کرے، فحش وبدکاری، شراب خوری جو چاہے کرے، اس کو سب چیزیں اچھی معلوم ہوں گی۔

امام بخاریؒ نے ایک روایت بیان کی جو پہلے انبیاء سے منقول چلی آرہی ہے، روایت یہ ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِيْ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ. بخ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں نے پہلے انبیاء پر اُتر نے والے کلام میں سے جو بات پائی ہے وہ یہ ہے کہ جب تو بے شرم ہوجائے تو جو چاہے کر۔

امام بخاری کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ حیا اور شرم یہ پہلے انبیاء کی سنت ہے، پہلے انبیاء سے یہ چیز چلی آرہی ہے، سارے انبیاء نے حیا اور شرم کی دعوت دی ہے، بے حیائی اور بے شرمی سے روکا ہے، اس لئے جو امت اور جو قوم بے حیائی کو اپنا شیوہ بنائے گی وہ جو چاہے کرتی پھرے مگر یاد رہے

وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جب تمہیں اپنی کرتوتوں کی سزا بھگتنی پڑے گی، دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو بے حیائی اور بے شرمی سے محفوظ رکھے۔

نبی ﷺ کی حیا

دوستو! اللہ کے نبی ﷺ کی حیا کا یہ عالم تھا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پردہ نشیں کنواری لڑکی سے بھی کہیں زیادہ حیادار تھے۔

اللہ کے نبی کی شجاعت

گرامی قدر مسلمانو! کمال انسانیت کے اوصاف کا تذکرہ چل رہا ہے دو وصف آپ کے سامنے آئے، حسن اخلاق اور حیا، تیسری چیز شجاعت وبہادری، شجاعت وبہادری بھی کمال انسانیت کا ایک وصف ہے، جب شجاعت وبہادری اسلام کے لئے ہو، جیسے جنگ حنین میں جب مشرکوں کے سخت حملے کی تاب نہ لاکر مسلمان ادھر ادھر بکھر گئے تھے تو آپ ﷺ خچر پر سوار ہوکر شجاعت وبہادری کے ساتھ دشمنوں کو للکارتے ہوئے رجز یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

انا النبی لاکذب انا ابن عبدا المطلب

اے لوگو! میں سچا نبی ہوں میں ابن عبدالمطلب ہوں

معلوم ہوا کہ آدمی بہادری دکھلائے تو اسلام کو بلند کرنے کے لئے، اعلائے کلمۃ الحق کے لئے۔

اسی طرح کمال انسانیت کے اوصاف میں بتلایا تھا کہ صبر واستقامت کا آدمی خوگر ہو۔

صبر واستقامت کے پیکر

چنانچہ صبر واستقامت کا جائزہ جب ہم اس نبی نوع انسانی میں لیتے

ہیں تو نبی ﷺ جیسا لامثال صبر نہیں ملتا، آپ کے صبر کا یہ عالم تھا، اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض دفعہ گھر میں ایک ایک ہفتہ تک چولہا نہ جلتا تھا صرف کھجوروں اور پانی پر گذر ہوتا تھا، صبر کے معنی روکنے کے آتے ہیں، یعنی آدمی اپنے آپ کو قابو میں رکھے کنٹرول میں رکھے، ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرے، صبر و ہمت سے کام لینا ایک اچھا وصف ہے اس سے بڑی بڑی مشکلات حل ہو جاتی ہیں اور جو شخص بے صبر اور بے ہمت ہوتا ہے اس کی مراد کبھی پوری نہیں ہوتی ہاں جو شخص کسی مقصد کے پیچھے لگ جاتا ہے اور صبر و ہمت سے کام لیتا ہے تو وہ ایک نہ ایک دن منزل تک پہنچ ہی جاتا ہے، اور اس کا مقصد بھی پورا ہو جاتا ہے۔

صبر کی تلقین

امام ترمذیؒ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی کہ کچھ انصار نے نبی کریم ﷺ سے مالی تعاون مانگا آپ ﷺ نے ان کو عنایت فرمایا پھر دوسرے وقت میں دوسری مرتبہ مانگا تو بھی آپ نے عنایت فرمایا اور اس موقع پر آپ نے پانچ باتیں ارشاد فرمائیں (۱) ''مَا یَکُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ'' میرے پاس جو بھی خیر ہوتی ہے پس میں اس کو ہرگز تم سے ذخیرہ کر کے نہیں رکھتا وہ خیر کی چیز دینی ہو، یا دنیوی ہو، نبی ﷺ کسی بھی چیز کو ذخیرہ اندوزی کے طور پر نہیں رکھتے تھے۔

دوسری بات ارشاد فرمائی ''وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ'' اور جو شخص مالداری ظاہر کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالی مالدار بنا دیتے ہیں، اسکی ہر ضرورت کو پورا کر دیتے ہیں اس کو مخلوق سے بے نیاز بنا دیتے ہیں اس کو دل کا بادشاہ بنا دیتے ہیں۔

تیسری بات ارشاد فرمائی ''وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ'' جو آدمی پاک

دامن بننے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ اس کو پاک دامن بنا دیتا ہے، یعنی جو لوگوں سے سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالی اس کو سوال کرنے سے بچا لیتے ہیں۔

چوتھی بات ارشاد فرمائی ''وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ'' اور جو شخص صبر کی عادت ڈالتا ہے تو اللہ تعالی اس کو صبر کی توفیق دے دیتے ہیں۔

پانچویں بات ارشاد فرمائی ''وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ شَیْئًا هُوَ خَیْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ'' نہیں دی گئی کسی آدمی کو کوئی چیز جو صبر سے بہتر ہو اور کشادہ ہو، اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے صبر کے وصف کو بیان کیا۔

میرے محترم دوستو! کمال انسانیت کے لئے صبر ایک اہم وصف ہے اسی طرح کمال انسانیت اور محسن انسانیت بننے کے لئے بہت سے اوصاف ہیں ان میں سے صرف حسن عہد کا تذکرہ کر کے بات ختم کر دونگا۔

دوستو! آج ہر آدمی چاہتا ہے کہ مجھے اچھا انسان کہو مجھے کامل انسان کہو مجھے مخلوق کا بہتر آدمی کہو، مگر دوستو بہتر آدمی بننے اور بہتر انسان کہلوانے کیلئے نبی ﷺ کی سیرت پر عمل کرنا ہوگا، آپ کی سیرت کو اپنانا ہوگا، نبی ﷺ کے ہر کردار کو اپنی زندگی میں لانا ہوگا آج ہمارا معاشرہ ایفائے عہد سے بہت دور ہے۔

ایفائے عہد کی تعلیم

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہر آدمی کہتا ہے کہ میں جو وعدہ کرتا ہوں پورا کرتا ہوں مگر عمل قول کے خلاف ہوتا ہے گویا کہ وعدہ صرف زبان خرچی کا نام ہے یوں کہئے کہ زبان کا وعدہ ہے دل کا وعدہ نہیں، وعدہ کا پورا کرنا انسانیت کا مظہر ہے، اور اسلامی اخلاق و آداب کا ایک بنیادی تقاضا ہے اس کے برخلاف بد عہدی اور وعدہ خلافی ایک بہت بڑا عیب ہے، جو شخص اپنا عہد پورا نہ کرے وہ اسلام اور معاشرہ کی نظر میں سخت ناپسندیدہ سمجھا

Scanned by CamScanner

جاتا ہے، احادیث میں ایفائے عہد کی بڑی تاکید آئی ہے، چنانچہ جو شخص وعدہ پورا کرنے سے پہلے مرجائے تو اس کے جانشین کو چاہیے کہ وہ اپنے اصل کا وعدہ پورا کرے، آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد بہت سے وعدے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پورے کئے۔

ایفائے عہد کی عملی تعلیم

اللہ کے رسول ﷺ نے ایفائے عہد کی عملی تعلیم دے کر بتلایا کہ جو بھی وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو، چنانچہ عبد اللہ ابن ابی الحسماء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے میں نے آپ ﷺ سے کوئی چیز خریدی اور اس کی کچھ رقم میرے ذمہ باقی رہ گئی، چنانچہ میں نے وعدہ کیا کہ بقیہ رقم میں اسی جگہ لیکر آرہا ہوں جہاں آپ تشریف فرما ہیں بس میں اپنے وعدہ کو بھول گیا پھر تین دن کے بعد یاد آیا کہ آنحضرت ﷺ سے بقیہ رقم دینے کا وعدہ کیا تھا، چنانچہ میں بقیہ رقم لیکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھتا کیا ہوں کہ آپ وہیں بیٹھے ہوئے ہیں جہاں تین دن پہلے بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ تم نے مجھے بڑی زحمت میں مبتلا کر دیا میں تین دن سے یہیں (اسی جگہ) تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد)

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ کے نبی ﷺ نے تین دن تک اتنا لمبا انتظار محض اس لئے کیا تھا تاکہ آدمی کو احساس ہو کہ جو وعدہ کیا جائے اس کو پورا کریں خواہ کتنی ہی زحمت برداشت کرنی پڑے، تین دن کا انتظار کوئی معمولی انتظار نہیں ہوتا، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ جو وعدہ فرما لیتے تو اس کو پورا کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔

میرے محترم مسلمان بھائیو! یہ بات یاد رہے کہ ایفائے عہد کی تعلیم

دین اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب میں بھی برابر جاری تھی، چنانچہ سارے پیغمبروں اور سارے رسولوں نے ایفائے عہد کی حفاظت کی ہے، جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدح وتعریف کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالی نے یوں فرمایا ہے "وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى" اللہ تبارک وتعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مختلف مواقع پر مختلف امتحانات اور وعدے کئے، ماشاء اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ہر امتحان اور وعدے میں پورے اترے، بہر حال آقائے نامدار ﷺ وعدہ کے پورا کرنے پر بہت زور دیتے تھے۔

بچہ کا وعدہ بھی پورا کرو

چنانچہ فرماتے تھے کہ اگر بچہ سے بھی کوئی وعدہ کرو چھوٹا یا بڑا تو اس کو بھی پورا کرو، حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ نے ایک روز مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ آؤ میں تمہیں ایک چیز دوں گی، اللہ کے نبی ﷺ اس وقت ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ نے میری اماں سے پوچھا کہ تم نے اپنے بیٹے کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا ہے، کہا کہ میں ان کو ایک کھجور دوں گی، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا یاد رکھو اگر تم ان کو کچھ نہ دیتی تو تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔ (رواہ ابوداؤد)

معلوم ہوا کہ بچوں کے ساتھ جھوٹ موٹ وعدہ نہ کرنا چاہیے بلکہ بچوں کو بھی شروع ہی سے ایفائے عہد کی تعلیم دینی چاہیے۔

شرعی عذر کی بنا پر وعدہ خلافی کی اجازت ہے

گرامی قدر دوستو! کچھ مواقع پر وعدہ خلافی بھی ہوسکتی ہے، مثلاً دو آدمیوں نے باہم وعدہ کیا کہ ہم فلاں وقت فلاں جگہ ملیں گے اتفاقاً کسی ایک

کوکوئی ضروری کام نکل گیا، یعنی شرعی مجبوری درپیش ہوگئی تو یہ وعدہ پورا نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہوگا۔

عذرِ حقیقی کی ایک مثال

دوستو! عذرِ حقیقی اور عذرِ شرعی کیا ہوتا ہے اس کی ایک مثال صاحب مشکوٰۃ نے بیان کی:

عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَعَدَ رَجُلًا فَلَمْ يَاْتِ اَحَدُهُمَا اِلٰى وَقْتِ الصَّلٰوةِ وَذَهَبَ الَّذِىْ جَاءَ لِيُصَلِّىَ فَلَااِثْمَ عَلَيْهِ. (رواہ رزین)

حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی سے کہیں ملنے کا وعدہ کرے اور ان دونوں میں سے کوئی ایک نماز کے وقت تک وہاں نہ پہنچے اور وہ شخص نماز پڑھنے کے لئے چلا جائے جو پہلے وہاں آچکا تھا تو وہ گنہگار نہیں ہوگا گویا کہ یہ اس کا عذرِ شرعی ہوگا۔

دوستو! ایسے موقع پر مسئلہ یہ ہے کہ جو آدمی متعینہ وقت پر نہیں پہنچ سکا اس کو چاہیے کہ وہ بیٹھ کر انتظار کرے اور یہ سمجھے کہ ممکن ہے میرا ساتھی انتظار کرکے نماز پڑھنے چلا گیا ہے جتنی دیر میں نماز پڑھی جاتی ہے اتنی دیر تک انتظار کرنا چاہیے، یا یہ سمجھے کہ ہوسکتا ہے میرا ساتھی پیشاب پاخانہ کے لئے چلا گیا جتنی دیر میں پیشاب پاخانہ کیا جاسکتا ہے اتنی دیر انتظار کرے بغیر انتظار کئے نہ جانا چاہیے۔

اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وعدہ کو پورا کرنے کی نیت رکھتا ہو مگر کسی عذر کے سبب وعدہ پورا نہ کرسکا تو گنہگار نہیں ہوگا۔

وعدہ کا پورا کرنا واجب ہے یا مستحب

میرے بھائیو! ایفائے عہد کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے،

بعض ائمہ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ ایفائے عہد مستحب ہے اور بعض ائمہ وجوب کے قائل ہیں، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بھی ایفائے عہد کو واجب کہتے ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ جب کسی سے کوئی وعدہ کرتے تو انشاء اللہ کہہ لیا کرتے تھے، آنحضرت ﷺ کے بارے میں بھی منقول ہے آپ ﷺ لفظ عسیٰ فرماتے تھے۔

بدعہدی کی مثال

بہرحال آدمی جب وعدہ کرے تو پورا کرے بالخصوص قسم کے ساتھ جو وعدہ کیا جائے اس کے خلاف نہ ہونا چاہیے، چنانچہ قرآن میں سورۃ النحل کے اندر ارشاد فرمایا:

وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا. (النحل)

جب تم لوگ قسمیں کھا کر اور اللہ کا نام لیکر معاہدے کرتے ہو تو خدا کے پاک نام کی حرمت قائم رکھو، دوستو! ہم عہد کرکے قسمیں کھا کر اللہ کو ضامن بناتے ہیں جب ہم بدعہدی کریں گے وعدہ خلافی کریں گے تو بتاؤ پھر ہماری حفاظت کون کریگا اللہ کی ضمانت سے نکل کر ہمارا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟

قرآن نے بدعہد لوگوں کی ایک مثال بیان فرمائی:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِىْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا.

تم اس عورت کی طرح نہ ہوجاؤ کہ توڑا اس نے اپنا سوت کا تا ہوا محنت کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کرکے۔

مکہ کی ایک احمق (الہڑ) عورت

مکۃ المکرمہ میں ایک عورت تھی سعیدہ اسدیہ نام کی جو پاگل تھی، بال اور کھجور کی چھال کے ریشے جمع کرتی تھی ان کو چرخہ پر کاتتی تھی، اپنی باندیوں

سے بھی کتواتی تھی، صبح سے دوپہر تک کتائی کا کام ہوتا، دوپہر کے بعد سارا کا سارا کتا ہوا سوت کھول دیتی تھی، اور ریزہ ریزہ کردیتی تھی، روزانہ کا معمول یہی تھا، اللہ تبارک وتعالی یہ مثال بیان کر کے بتلانا چاہتے ہیں کہ وہ عورت کہ جو کاتنے کا کام برابر کرتی تھی کاتنا ترک نہیں کرتی تھی، اور کاتنے کے بعد کتے ہوئے سوت کو توڑنے سے باز نہیں رہتی تھی تم اس کی طرح نہ ہوجاؤ یعنی تم لوگ یا تو عہد ہی نہ کرو اور کرو تو اس کو پورا بھی کرو، ہر مرتبہ معاہدہ کر کے اس کو مت توڑو۔ (مظہری)

میرے محترم بزرگو اور دوستو! کمالِ انسانیت کے تمام تر اوصاف ہمہ شما سے پورے نہیں ہوسکتے اور پورا ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

بہرحال خطبہ کے دوران دوسرے پارے کی ۱۷۷ نمبر کی آیت آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی تھی:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيّٖنَ. وَآتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّائِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ. وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَأْسِ. اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ.

اس آیت شریفہ میں اللہ تبارک وتعالی نے کمالِ ایمان کو بیان کیا ہے یہود ونصاری کہا کرتے تھے کہ ہم مشرق اور مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، اور نماز افضل عبادات میں سے ہے، اس لئے ہم لوگوں کو کسی طرح کا کوئی عذاب نہیں ہوگا ان کے اس خیال کی تردید میں اللہ تبارک

وتعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم لوگ اس کو بڑی نیکی مت سمجھو کہ اپنا منہ مشرق اور مغرب کی طرف کرلیا جائے باقی عقائد اور اعمال ضروریہ کی کوئی پروانہ ہوا ایسا نہیں ہے، بلکہ کمالِ ایمان کے لئے ضروری ہے کہ عقائد صحیح ہوں عبادات صحیح ہوں، معاملات صحیح ہوں، اخلاقیات صحیح ہوں، گویا کہ اس آیت شریفہ پر مکمل عمل ہو، حضرات علمائے کرام نے اس آیت شریفہ کو جوامع الکلم میں شمار کیا ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ.

خلاصۂ کلام

گرامی قدر دوستو! میری تقریر کا اصل خلاصہ اور لُبِّ لُباب یہی ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم کمالِ انسانیت اور محسنِ انسانیت کے اوصاف سے وابستہ ہوں تو ہمیں قرآن حکیم کی اس آیت شریفہ پر مکمل عمل کرنا ہوگا، اپنے عقائد کی بھی درستگی کرنی پڑے گی، اور عبادات کی بھی تصحیح ضروری ہوگی، نیز معاملات اور اخلاقیات پر گہری نظر رکھنی ہوگی، دعا کیجئے اللہ تعالی ہم سب کو کمالِ انسانیت کے اوصاف سے ہمکنار فرمائے

؎ آدمیت وادیٔ بازم مسلماں کردئی
اے خدا قرباں شوم احساں بر احساں کردئی

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

Scanned by CamScanner

ہمارے معاشرہ کی تباہی وبربادی کی ایک اہم اور سب سے بڑی وجہ معاشرے میں اخلاقی بگاڑ کا پیدا ہونا ہے، اس لئے تہذیب اخلاق پر والدین کو زور دینا چاہئے۔

از مرتب

اولاد کی تربیت ایسے کیجئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ امابعد.

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا.

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

گرامی قدر بزرگو اور دیندار ساتھیو!

گذشتہ ہفتہ میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تذکرہ کیا گیا تھا، اولاد کو خطاب کیا گیا تھا کہ اولاد اپنے ماں باپ کی پوری پوری خدمت کریں شکایت کا کوئی موقع نہ دیں، اگر ماں باپ کو اولاد کی طرف سے شکایات ملتی رہیں تو ماں باپ کا دل دُکھ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اولاد کے لئے ناگفتہ بہ نتائج نکلتے ہیں، اسی لئے گذشتہ ہفتہ میں تفصیلی بات چیت کی گئی تھی کہ والدین

Scanned by CamScanner

کے حقوق اولاد پر کیا کیا ہیں، آج کے اس عظیم پروگرام میں مناسب سمجھتا ہوں کہ والدین کو خطاب کیا جائے اور بتلایا جائے کہ والدین کی کیا کیا ذمہ داریاں بنتی ہیں اولاد میں دن بدن خرابیاں بڑھ رہی ہیں، آخر ان کا علاج کیا ہے، آج ہر ماں باپ کہتے ہیں کہ ہماری اولاد ہمارا حکم نہیں مانتی ہم اولاد سے بہت پریشان ہیں۔

وجوہات

مگر دوستو! ہمیں یہ توفیق نہیں ہوتی کہ معلومات کریں غور فرمائیں آخر کیا وجہ ہے کہ ہماری اولاد آج ہم سے دور سے دور تر ہوتی چلی جارہی ہے ہم اپنے بچوں کے لئے کھانے پینے کی بھی فکر کرتے ہیں ان کے لئے کپڑوں، جوتوں کا بھی انتظام کرتے ہیں، تعلیم وتعلم کی بھی فکر کرتے ہیں، دینی تربیت کے بارے میں بھی سوچتے ہیں، غرضیکہ ماں باپ اپنی اولاد کے لئے دینی اور دنیوی دونوں ترقیات کے خواہشمند رہتے ہیں، مگر پھر بھی ماں باپ ناکام رہتے ہیں، اس لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم غور وفکر کریں آخرکار ہماری اولاد ترقی کیوں نہیں کرتی۔

ترقیات کے ابتدائی مراحل

میرے محترم دوستو اور بزرگو! ہماری اولاد جو ترقی نہیں کر پاتی اور دینی شعور جو پیدا نہیں ہو پاتا اس کی اصل وجہ اور اصل سبب یہ ہے کہ ہم بچہ کی اصل نشو ونما پر غور نہیں کرتے۔

میرے محترم دوستو! بچہ کی نشو ونما اور پیدائش سے پہلے کے بھی کچھ مراحل اور منزلیں ہیں ان کی طرف لوگ دھیان نہیں دیتے، سب سے پہلا مرحلہ نکاح ہوتا ہے، جب آدمی رشتہ جوڑے منگنی کرے تو پہلے استخارہ کرے

یعنی نماز استخارہ کی دو رکعت پڑھ کر دعائے استخارہ پڑھے، بہشتی زیور میں آئینہ نماز میں فقہ اور حدیث کی کتابوں میں دعا لکھی ہے اور طریقہ بھی لکھا ہے، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی کام کرے تو اللہ تبارک وتعالی سے صلاح ومشورہ کرلیں، اللہ سے مشورہ نہ کرنا یعنی استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے، اللہ سے مشورہ کرکے جب ہم نکاح اور شادی کریں گے تو انشاء اللہ کوئی پشیمانی نہیں ہوگی، شریعت کے مطابق نکاح کریں، خرافات وبدعات اور طرح طرح کے رسم ورواج سے نکاح کی تقریب کو پاک رکھیں انشاء اللہ اس کے اثرات دونوں خاندانوں میں اچھے رہیں گے، محلہ میں، گاؤں میں، قصبوں اور شہروں میں اس کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے، نکاح کسی مسجد میں یا خانقاہ میں یا دینی مجلس میں ہونا چاہیے، آج کل پیلیس، بارات گھر اور شادی محل بنے ہیں، خوب ٹھاٹ باٹ کے ساتھ شادیاں کی جاتی ہیں، بے حیائی کا ننگا ناچ ہوتا ہے، ویڈیو اور فلمیں بنائی جاتی ہیں، میری مائیں اور بہنیں بے نقاب، ننگے سر اور میکپ کرکے پھرتی نظر آتی ہیں، دنیا بھر کی خرافات ہوتی ہیں، کھڑے کھڑے کھانا کھلایا جاتا ہے، گویا کہ شریعت کے خلاف سارے کام ہوتے ہیں۔

دوستو! سب سے پہلے مرحلہ میں جب ہم شریعت اسلامیہ کی دھجیاں اڑائیں گے تو کہاں سے امن وسلامتی اور رحمت وبرکت نازل ہوگی، اس لئے ضرورت ہے کہ پہلے ہم یعنی بچوں کے ماں باپ کی منگنی اور نکاح شریعت کے مطابق ہوتا کہ اولاد کے نشو ونما پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں، دوستو! جب ماں باپ کی شادی ہی شریعت کے مطابق نہیں ہوئی تو آگے اولاد کی صلاح واصلاح کی کیا امید کی جاسکتی ہے جب تک ماں باپ

Scanned by CamScanner

شریعت کو مضبوطی سے نہیں پکڑیں گے تو آگے اولاد سے بھی کامیابی کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔

میرے محترم دوستو! نکاح کا دن تو اتنا مبارک دن تھا کہ ہم شریعت کے مطابق اس دن کا خیر مقدم کرتے، اللہ کا شکر ادا کرتے، اس کی رحمت وبرکت کا استقبال کرتے، آنے والے مہمانوں کی مسنون ضیافت کرتے، مگر یہ مبارک دن یوں ہی گذر رہا ہے، نہ شوہر کو فرصت ملتی ہے نہ بیوی کو اور نہ رشتہ داروں کو اور نہ گھر والوں کو کہ ہم اس مبارک دن میں قرآن کی تلاوت کرلیں یا نماز پنجگانہ کا اہتمام کرلیں، اس دن ہر ایک روٹھے کو منانے کی فکر تو ہوتی ہے مگر اپنے خالق کو ناراض کرتے ہیں، آدمی صبح سے شام تک غفلت کا شکار رہتا ہے حد تو یہ ہے کہ بعض دفعہ نکاح خوانی ہی بھول جاتے ہیں۔

عبرت آموز واقعہ

ایک دفعہ مولانا احمد علی لاہوری نے فرمایا کہ پاکستان میں ایک بارات آئی، ہفتوں گانا بجانا کھانا پلانا ہوتا رہا طرح طرح کے پکوان، بریانی، قورمے چلتے رہے حتی کہ بارات رخصت ہوگئی، دلہن ساس کے گھر آئی، لڑکی ہوشیار تھی تعلیم اور تربیت یافتہ تھی، ساس کے گھر جا کر کنڈی لگا کر تلاوت کلام پاک کرنے بیٹھ گئی، رات میں شوہر آیا کنڈی کھٹکھٹائی، لڑکی نے کہا جائیے آپ کا مجھ سے کوئی واسطہ اور رابطہ نہیں، تم میرے لئے اجنبی ہو، لڑکے نے کہا لاکھوں روپے خرچ کئے پھر اجنبیت کیسی؟ لڑکی نے کہا کہ تیرا نکاح میرے ساتھ ہوا ہی نہیں، لڑکا گھبراتا ہوا ابا جان کے پاس آیا اور فرمایا کہ ابا جان کیا نکاح نہیں ہوا، کہا کہ ہاں بیٹا واقعتہً ہم نکاح کرنا بھول گئے تھے، یہ حالت ہے ہمارے معاشرہ کی کہ اصل مقصد ہی فوت ہوگیا۔

میاں بیوی کے لئے ہدایات

میرے محترم بزرگو اور دوستو! میاں اور بیوی کے لئے ضروری ہے کہ جب ان کا نکاح ہوگیا تو وہ عہد کریں کہ آج تک ہماری زندگی جس طرح گزری گزر گئی آئندہ ہم شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گے، حلال روزی کمائیں گے حرام کاموں سے اجتناب کریں گے "وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ" پر عمل کریں گے، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ کی تفسیر "اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ كَالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْجِمَاعِ" سے کی ہے۔

میاں بیوی کے لئے عمل صالح

دوستو! اس آیت شریفہ میں میاں بیوی دونوں کیلئے ہدایات کی جارہی ہیں کہ صحبت اور ہم بستری کے وقت بھی عمل صالح کرو یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھو، جو لوگ جماع کے وقت ذکر خداوندی سے غفلت کا شکار ہوجاتے ہیں ان کو بہت بڑا خسارہ اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

چنانچہ جب بغیر دعاء پڑھے میاں بیوی صحبت کرتے ہیں تو شیطان اثر انداز ہوتا ہے اس طرح کہ شیطان اس کے جسم سے اپنا جسم اور اس کے بستر سے اپنا بستر ملا لیتا ہے اور اس کے ساتھ مل کر عورت سے جماع کرتا ہے اب اس کے نتیجہ میں جو اولاد ہوگی اس اولاد میں شیطان شریک ہوگا جیسا کہ قرآن میں ہے "وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ" اس لئے صحبت کرتے وقت یہ دعاء پڑھنی چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَارَزَقْتَنَا.

Scanned by CamScanner

دوستو! اس دعا کے چھوڑنے کی وجہ سے پیدا ہونے والی نسل پوری طرح شیطانی اثرات لئے ہوئے دنیا میں آتی ہے، طرح طرح کی برائیاں اپنے ساتھ لاتی ہیں، اولاد کے اندر نالائق پن اسی کا نتیجہ ہے۔

ہم رونا روتے ہیں کہ اولاد نالائق ہے اور نافرمان ہے اور بے حس ہے مگر یہ نہیں سوچتے کہ ہم ابتدا ہی میں غلطی کر چکے ہیں جماع کے وقت دعا نہیں پڑھی ہے، اس طرف کبھی بھی خیال نہیں جاتا ہے۔

میرے محترم دوستو! یہ چیزیں ماں باپ کے لئے ضروری ہیں کہ وہ ان باتوں پر عمل کریں اس کے بعد دیکھو ہماری نسلوں میں کیا ہی عمدہ نکھار پیدا ہوتا ہے۔

اس کے بعد ایک مرحلہ آتا ہے جب نطفہ قرار پاجاتا ہے ماں حاملہ ہوجاتی ہے کبھی میاں بیوی کو خیال پیدا نہیں ہوتا کہ ہم اچھے کام کریں بڑے کاموں سے گریز کریں اچھی گفتگو کریں، قرآن کریم کی تلاوت کریں تاکہ پیٹ میں جو بچہ ہے وہ بھی ہمارے ذکر واذکار اور تلاوتِ کلام پاک کو سنے، جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے اس کے اندر روح ڈال دی جاتی ہے تو باہر کی سب باتیں اس کو سنائی دیتی ہیں جیسے علامہ بختیار کعکیؒ نے ماں کے پیٹ میں چودہ پارے حفظ کر لئے تھے، چنانچہ علامہ بختیار کعکیؒ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں صبح اٹھ کر سب سے پہلے چودہ پاروں کی تلاوت کرتی پھر گھر کے کام کاج کرتی اسی کا اثر تھا کہ ماں کے پیٹ میں چودہ پارے حفظ ہو گئے۔

اس لئے ماں باپ کو سوچ سمجھ کر گفتگو کرنی چاہیے، ماں کو چاہیے کہ وہ دورانِ حمل کوئی کام شریعت کے خلاف نہ کرے حرام لقمہ منہ میں نہ جانے دے، کیونکہ اس لقمہ کا اثر بچہ پر پڑیگا۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! یہ گفتگو تو ماں باپ کے متعلق تھی کہ وہ اپنے بچوں کے رشتے اور شادی، نکاح سنت وشریعت کی روشنی میں کریں تو آنے والی نسلوں میں اس کی برکتیں ظاہر ہوں گی، اولاد نیک صالح اور مطیع وفرمانبردار پیدا ہوگی، اب مسئلہ ہے ہماری نئی نسل اور اولاد کا کہ ہم اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کس طرح کریں کس طرح ہمارے معاشرہ میں سدھار آئے اس کیلئے علمائے کرام نے اولاد کے بہت سے حقوق بیان کئے جن کی ادائیگی ماں باپ کے ذمہ لازم ہے۔

بچوں کے دس حقوق

چنانچہ بچوں کے کچھ حقوق تو ایسے ہیں جو خالصتاً ہماری ماؤں سے متعلق ہیں اور کچھ حقوق بچوں کے مشترکہ ہیں ماں اور باپ دونوں کے ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے حقوق ادا کریں۔

علمائے اسلام نے بچوں کے دس حقوق بیان کئے ہیں، والدین کو چاہیے کہ وہ خود بھی اپنی اولاد کے حقوق ادا کریں اور اپنے دوست واحباب اور اپنے متعلقین کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔

پہلا حق

چنانچہ پہلا حق تو یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوجائے تو سب سے پہلے اس کو غسل دیا جائے، سفید کپڑے پہنائے رنگین کپڑوں سے اجتناب کریں، ہاں اگر لڑکی ہے تو اس کو رنگین کپڑے پہنانے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ رنگین کپڑا پہنانا مستحب ہے۔

ایک ضروری ہدایت

بچہ کی پیدائش کے وقت ماں باپ کو چاہیے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کریں،

چنانچہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کسی کو اولاد کی خوشخبری ملے تو وہ کہے" ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ" ان الفاظ کی برکت سے اللہ تعالی اس بچہ کو ہر آفت اور مصیبت سے محفوظ فرمائیں گے، غور فرمایئے کتنے ماں باپ ہیں جو اولاد ہونے کی خوشخبری پر" ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ" کہتے ہیں، دعا کیجئے اللہ تبارک وتعالی ہمیں خوشخبری ملنے پر" ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ" کی توفیق مرحمت فرمائیں، جب ہم دعا پڑھیں گے" ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ" تو ہمارے بچے شیطان کے حملوں سے محفوظ رہیں گے۔

دوسرا حق

بچہ کی پیدائش کے بعد ایک مرحلہ رضاعت یعنی دودھ پلانے کا ہے، ماں بچے کو دودھ باوضو ہو کر پلائے پیار اور محبت کے ساتھ اللہ اللہ کہہ کر بچہ کو لوریاں دے، بچے پر قرآن پڑھ کر دم کرتی رہیں، معوذتین (قل اعوذ برالفلق والناس) پڑھ کر دم کر دیا کریں، بچے کو پاک صاف رکھنے کی کوشش کرے، ان چیزوں کا اثر انشاء اللہ ثم انشاء بچہ کی تربیت پر پڑے گا، اگر کسی دایہ سے دودھ پلوائے تو وہ دایہ بھی دین دار پابند شریعت ہو تقوی طہارت کی مالکہ ہو۔

تیسرا حق

ماں باپ کے اوپر دوسرا حق یہ ہے کہ بچہ کی تحنیک کرائیں، تحنیک یہ ہے کہ کسی بزرگ، دیندار عالم کی خدمت میں بچہ کو لیکر جائیں، بچہ کیلئے دعا کرائیں اور اسی طرح کھجور یا نرم چھوارہ یا کھجور کے مشابہ کوئی اور چیز جو میسر آجائے بزرگ صاحب کے پاس لیکر جائیں وہ کھجور کو دانتوں میں چبا کر دیں گے پھر اس کھجور کو بچہ کی زبان پر ملیں اسی طرح شہد وغیرہ بھی پڑھ کر انگلی سے چٹایا جا سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحنیک فرمائی

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے یہاں عبد اللہ نامی بچہ پیدا ہوا تو میں اس کو لیکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے اس بچہ کو اپنی گود میں لیا اور ایک نرم کھجور آپ ﷺ نے منگوائی اور اپنے منہ میں اس کو چبایا اور اچھی طرح لعاب مبارک کھجور کو لگ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا کچھ حصہ اس بچہ کے تالو پر لگا دیا، چنانچہ عبد اللہ ابن زبیر کے منہ میں سب سے پہلی چیز جو پہنچی وہ نبی کریم ﷺ کا لعاب مبارک تھا، بس یہ ایک سنت عمل ہے اس عمل کو کرنا چاہیے، لہذا کوئی بھی نیک مرد یا عورت قریب میں ہو تو اس سے تحنیک کرا لینی چاہیے، سب سے پہلے بچہ کی زبان پر تحنیک کردہ چیز پہنچے گی تو بچہ کے لئے سعادت مندی کی بات ہوگی، بچہ کے لئے نیک بختی کی دعا بھی کرانی چاہیے، چنانچہ آنحضرت ﷺ برکت کے لئے یہ دعا فرماتے: "بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ"۔

چوتھا حق

اذان واقامت ہے بلکہ اذان واقامت کو تحنیک پر مقدم رکھا جائے، لہذا تحنیک سے پہلے بچہ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہلوانی چاہیے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔

Scanned by CamScanner

میرے محترم دوستو! إِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بھی کان میں پڑھنا مستحب ہے، اس موقع پر دعا مانگنا بھی مستحب ہے۔

اذان واقامت میں حکمت

میرے محترم بھائیو! اذان واقامت کہلوانے میں حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ بچے کا دل ودماغ میں سب سے پہلے عظمتِ الٰہی کا پیغام پہنچ جائے اسی طرح اذان واقامت میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اذان کے الفاظ سن کر شیطان دور بھاگ جاتا ہے۔

پانچواں حق عقیقہ

دوستو اور بزرگو! بچہ کی پیدائش کے بعد اس کے چار حق پورے کردئے گئے (۱) غسل دیدیا گیا (۲) تحنیک کرادی گئی (۳) اذان واقامت کہلوادی گئی (۴) دودھ پلانے کا حق ادا کیا گیا، اب پانچواں حق عقیقہ ہے۔

عقیقہ کیا ہے

دوستو! عقیقہ یہ "عَقٌ" سے مشتق ہے، جس کے معنی کاٹنے کے ہیں، چونکہ بچہ کی پیدائش کے سات دن بعد بال کاٹے جاتے ہیں یا سات دن بعد بکری یا بکرا یا کوئی جانور ذبح کیا جاتا ہے اس مناسبت سے اس کو عقیقہ کہتے ہیں، رہی یہ بات کہ عقیقہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

عقیقہ کی شرعی حیثیت

عقیقہ کی شرعی حیثیت کے بارے میں حضرات فقہائے کرام کے مختلف اقوال ہیں، بعض حضرات تو فرماتے ہیں کہ عقیقہ واجب ہے اور بعض سنت کے قائل ہیں اور بعض حضرات مستحب فرماتے ہیں ہمارے امام ابوحنیفہؒ

بھی مستحب ہی کے قائل ہیں۔

عقیقہ حسبِ استطاعت کیا جائے

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ عقیقہ میں آدمی اپنی حیثیت کو دیکھے اگر وہ اعلیٰ درجہ کا مالدار ہے تو لڑکے کے لئے دو بکرے اور دو سے زائد بکرے بھی کرسکتا ہے، حضرت انس ﷺ نے اپنے ہر بچے کے ہونے پر اونٹ ذبح فرمایا اگر آدمی غریب ہے، کمزور ہے اور عقیقہ کرنا چاہتا ہے تو لڑکے کی طرف سے ایک بکرا بھی کرسکتا ہے، ابوداؤد کی روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے حسن اور حسین کا عقیقہ کیا تو دونوں کی طرف سے ایک ایک دُنبہ ذبح کیا، خلاصہ یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا عقیقہ میں کرنا چاہیے، بعض علماء نے تو یہاں تک لکھا کہ اگر آدمی میں عقیقہ کی استطاعت نہیں ہے تو کچھ نہ کچھ صدقہ کردینا چاہیے، جیسے کسی نے حضرت امام مالکؒ سے پوچھا کہ بندہ اتنا غریب ہے کہ وہ عقیقہ میں بکرا ذبح کرہی نہیں سکتا امام مالکؒ نے فرمایا اچھا بھائی تم مُرغی ہی ذبح کرلو، کچھ نہ کچھ اللہ کے نام پر قربانی ضرور کرو۔

عقیقہ کی حکمت

دوستو! علمائے دین اور بزرگانِ عظام کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اس میں بڑی حکمتیں پروردگار نے رکھی ہیں جو حدیث سے ثابت ہیں:

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَةٍ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّٰى وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ.

Scanned by CamScanner

حدیث کی وضاحت

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے تین چیزوں کی وضاحت فرمائی، پہلی چیز "اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ" لڑکا گروی رکھا ہوا ہے اس کو عقیقہ کے بدلہ چھڑا لینا چاہیے یعنی اس کی طرف سے ساتویں دن جانور ذبح کر دینا چاہیے، جانور کے ذبح کرنے میں اللہ تبارک وتعالی نے بڑی حکمتیں رکھی ہیں۔

پہلی حکمت

یہ ہے کہ اگر اولاد کا عقیقہ کیا گیا تو وہ اولاد ماں باپ کے لئے قیامت کے دن سفارش کریگی اور اگر عقیقہ نہیں کیا گیا تو سفارش نہیں کریگی۔

دوسری حکمت

یہ ہے کہ بچہ کا عقیقہ کرنے سے اس کی بلائیں، مصیبتیں اور آفات سب دور ہو جاتی ہیں، اسی لئے لڑکے کے لئے دو بکرے رکھے گئے ہیں، چونکہ لڑکے پر بلائیں زیادہ آتی ہیں اور لڑکی پر بلائیں کم آتی ہیں، اس لئے اس کی طرف سے ایک بکری کافی ہے۔

تیسری حکمت

یہ ہے کہ عقیقہ کرنے سے دوست واحباب کو پتہ چل جاتا ہے کہ فلاں کے یہاں بچہ ہوا ہے نہیں تو سب کو الگ الگ بتانا پڑیگا کہ میرے یہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔

ساتویں دن عقیقہ کی تخصیص

حدیث میں ساتویں دن کی تخصیص کی گئی کہ ساتویں دن عقیقہ کیا

جائے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فرمایا کہ ولادت اور عقیقہ کے درمیان فصل ضروری ہے کیونکہ پیدائش کے دن ماں باپ اور اہل خانہ زچہ بچہ کے سنبھالنے میں مشغول رہتے ہیں اس دن جانور کی تلاش میں بھی دقت ہوگی اعزہ اقرباء رشتہ داروں کی مہمان نوازی میں بھی پریشانی ہوگی اس لئے سات دن کا وقفہ رکھ دیا گیا دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس دن سر کے بال بھی منڈوانے ہیں اس لئے سات دن کا فاصلہ رکھ دیا جو کہ ایک درمیانی مدت ہے نہ کم ہے نہ زیادہ۔

تنبیہ

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ سات دن سے پہلے بھی عقیقہ ہو جائے گا جس دن بچہ پیدا ہوا ہے، آنحضرت ﷺ نے حضرت حسن کی پیدائش پر اسی دن ایک دنبہ ذبح کیا اور بعد میں پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ساتویں دن دنبہ ذبح کیا۔ (مرقات)

بہر حال ساتویں دن کی تخصیص فرض نہیں ہے البتہ سنت اور مستحب ہے کہ ساتویں دن کا خیال رکھے، اگر پیر کو بچہ پیدا ہوا تو اتوار کو عقیقہ کردے، حالات سازگار نہیں تو ۴۰ دن بعد یا اکیس دن بعد یا ۲۸ دن بعد، بہر حال ساتویں دن کا لحاظ رکھا جائے۔

حدیث میں دوسری چیز بچے کے بال منڈوانا اور ان کے بقدر چاندی خیرات کرنا بتلایا گیا ہے، چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت حسن کے بال منڈوائے اور ان کے بقدر چاندی خیرات کی، بالوں کا وزن ایک درہم یا درہم سے کچھ کم تھا۔

تیسری چیز حدیث میں بیان کی گئی کہ بچہ کا نام بھی ساتویں دن

Scanned by CamScanner

رکھدیا جائے اس کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ سات دن سے پہلے بھی نام رکھ سکتے ہیں، بعض حضرات نے کہا کہ اگر عقیقہ سات دن کے بعد نہیں کرنا ہے تو پہلے ہی دن نام رکھ دیا جائے، پیدائش سے پہلے بھی نام رکھا جا سکتا ہے، خواجہ بختیار کعکیؒ نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا نام حمل قرار پانے سے پہلے ہی رکھدیا تھا۔ (تحفۃ الالمعی جلد۴)

نام کے متعلق حضرات علمائے کرام نے کچھ ہدایات فرمائی ہیں ان کو بھی سماعت فرمایئے۔

چھٹا حق اچھا نام

ماں باپ کے اوپر اولاد کا چھٹا حق یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کا اچھا نام تجویز کریں، حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک تمہارے ناموں میں سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (مسلم) ابوداؤد کی روایت میں ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا انبیاء کے ناموں پر اپنے نام رکھو، اللہ کے نزدیک بہترین نام عبداللہ وعبدالرحمٰن ہیں اور زیادہ سچے نام حارث اور ہمام ہیں، اور سب سے برے نام حرب اور مرہ ہیں۔ (رواہ ابوداؤد)

اچھے نام رکھنے کی وجہ

دوستو! احادیث میں اچھے نام رکھنے پر زور دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تم کو تمہارے اور تمہارے باپ کے ناموں سے پکارا جائے گا، لہٰذا تم اپنے اچھے نام رکھو۔ (ابوداؤد)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ تم کو تمہاری ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا اس لئے لڑکوں کے نام بھی اچھے رکھے جائیں اور لڑکیوں کے نام بھی اچھے رکھے جائیں۔

بُرے نام رکھنے کی احادیث میں سخت مخالفت آئی ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ برے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

چنانچہ ایک روایت میں بیان کیا گیا کہ ایک شخص کا نام اسود تھا آنحضرت ﷺ نے اس کے نام کو بدل دیا اور فرمایا کہ آج سے اس کا نام ابیض ہے۔ (مظاہر حق جدید جلد۵)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام بدل دیا

اسی طرح روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا، آنحضرت ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھدیا۔ (مسلم)

اس طرح کے بہت سے واقعات احادیث میں ہیں کہ بہت سے لوگ اپنی اولاد کے نام جہالت اور نادانی کی وجہ سے اور معنی نہ جاننے کی وجہ سے غیر مناسب نام رکھدیتے تھے، اللہ کے رسول ﷺ نے ان ناموں کو بدل نے کا حکم فرمادیا، اس لئے اب ہمارے لئے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کے نام اسلامی رکھیں، معنی دار نام رکھیں، یہود و نصاریٰ جیسے ناموں کی مشابہت سے بچیں۔

شہنشاہ نام بھی نہ رکھو

آج کل بہت سے لوگ جو اپنے کو دانشور سمجھتے ہیں وہ اپنی اولاد کا نام شہنشاہ رکھدیتے ہیں یا ان کا لقب شہنشاہ رکھدیتے ہیں دونوں غلط ہیں، امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کے حوالہ سے روایت نقل کی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین نام والا وہ شخص ہوگا جس کو شہنشاہ کا نام دیا جائے۔ (بخاری)

Scanned by CamScanner

اسی طرح مسلم کی روایت میں ہے:

قال اغيظ رجل على الله يوم القيامة واخبثه رجل كان يسمى ملك الاملاك لا ملك الا الله

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین اور سب سے بدترین وہ شخص ہوگا جس کو شہنشاہ کا نام دیا جائے، بادشاہ خدا کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

یہ تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی بادشاہ نہیں ہے تو جائز نہیں کسی کو شہنشاہ یعنی بادشاہوں کا بادشاہ کہا جائے گویا کہ وصف شہنشاہیت ایک ایسا اعلیٰ وصف ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے۔

تعریفی نام کی ممانعت

احادیث میں ایسے نام رکھنے کی بھی ممانعت آگئی جس نام سے اپنی تعریف ظاہر ہوتی ہو، مسلم شریف کی روایت میں ہے حضرت زینب بنت ابی سلمہ کہتی ہیں کہ میرا نام برہ (نیکوکار) تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے نفس کی تعریف نہ کرو تم میں جو نیکوکار ہے اس کو اللہ خوب جانتا ہے، تم اس بچی کا نام زینب رکھو، خلاصہ یہ ہے کہ جس نام سے نفس کی تعریف ظاہر ہوتی ہو اس کو بدل ڈالو کیونکہ اس طرح کے ناموں سے نفس میں گھمنڈ، تکبر اور ترفع پیدا ہو جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

ساتواں حق

ماں باپ کے اوپر بچہ کا ساتواں حق یہ ہے کہ جب بچہ بولنے کے لائق ہو جائے تو اس کو سب سے پہلے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

کی تلقین کرائی جائے تاکہ اس کی زبان پر سب سے پہلے اللہ کا نام اور محمد کا نام جاری ہو جائے تو حید والی آیتیں سکھائی جائیں:

قل هو الله احد. الله الصمد. لم يلد ولم يولد. ولم يكن له كفوا احد.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب بچہ کی زبان کھل جائے تو اس کو "الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولي من الذل وكبره تكبيرا" کی تعلیم دو۔

([illegible])

دوستو! یہ آیت عزت ہے، عزت کی آیت سکھلاؤ جو بھی توحید کے کلمے بچے کی زبان پر جاری ہو سکیں وہ کلمے سکھلا دینے چاہئیں۔

آٹھواں حق

والدین کے ذمہ اولاد کا آٹھواں حق یہ ہے کہ جب بچہ پڑھنے کے لائق ہو جائے جیسے آج کل چار سال یا پانچ سال کا بچہ اسکولوں میں جاتا ہے ماں باپ بہت خوشی سے اسکول میں بھیجتے ہیں، ماں بھی صبح سے نہلانے دھلانے میں بچے کے ساتھ مشغول ہو جاتی ہے، باپ بھی بچے کو لیجانے کے لئے گاڑی کی صفائی میں مستعد اور چوکنا ہو جاتا ہے یا نوکر اور نوکرانی کے ہاتھ بچے کو اسکول بھیجا جاتا ہے تو اس وقت ماں باپ کو خیال رکھنا چاہیے کہ اس بچے کو ہم پہلے کلمہ سکھائیں، قرآن پڑھائیں تاکہ اس کی زبان پر کلمہ اور قرآن جاری ہو، تاکہ اس کا مزاج اسلامی بنے مگر آج اس بات کی فکر نہیں ہے، ہائے افسوس اے مسلمان تیری نادانی پر تیری کم فہمی پر۔

Scanned by CamScanner

کیاں بتاؤں اے مسلماں تجھ سے نادانی تیری
نام کو بس رہ گئی ہے اب مسلمانی تیری
تھا کبھی حیراں زمانہ تیری شوکت دیکھ کر
ہوگئی ضرب المثل عالم میں حیرانی تیری

مولانا احمد علیؒ لاہوری کا بچہ

مولانا احمد علی لاہوری کی اہلیہ محترمہ اپنے بچہ کی پرورش عجیب انداز سے کرتی تھی، چنانچہ بچہ کو توحید سکھلاتی تھی، اور ایمان بناتی تھی کہ ہر چیز اللہ دیتا ہے، ایک دفعہ دودھیارے نے دودھ دینے کے لئے دستک دی، امی کہتی ہے بیٹا جاؤ دیکھو کوئی دروازہ پر آیا ہے بچہ دروازہ پر جاتا ہے دودھ والا اس کو دودھ دے دیتا ہے، اماں پوچھتی ہے بیٹا دودھ کہاں سے لائے ہو؟ بیٹا کہتا ہے کہ باہر اللہ میاں کھڑا ہے، اس نے دیا ہے، اماں کہتی ہیں شاباش بیٹا تو نے صحیح کہا واقعتا سب کچھ اللہ ہی دیتا ہے، روٹی اللہ دیتا ہے، دودھ اللہ دیتا ہے، سالن اللہ دیتا ہے، گویا کہ اپنے بچہ کا مزاج اسلامی بناتی تھی کہ ہر چیز اللہ کی طرف سے ملتی ہے، دوستو! ہماری ماؤں اور بہنوں کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہیے، واقعہ یہ ہے کہ اگر ماں بچہ کی تربیت کرنا چاہے بہت جلد کامیابی مل سکتی ہے، اسلئے کہ چوبیس گھنٹے بچے ماں کے پاس رہتے ہیں وہ جس طرف چاہیں بچوں کو موڑ سکتی ہیں، آج ہم نے اپنے بچوں کی تربیت سے یکسر ہاتھ اٹھالیا، ضرورت ہے آج ہم اپنے بچوں کی شریعت کے مطابق تربیت کریں، اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت میں اپنے بڑوں اور بزرگوں کا کردار دیکھیں مثلاً حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی ماں کا کردار دیکھیں، حضرت مخدوم صابر کلیری کی اماں کی محنت کو دیکھیں، حضرات حسنین کی اماں آقائے

نامدار کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کردار دیکھیں انہوں نے کس طرح حضرت حسن اور حضرت حسین کی تربیت کی ہے۔

نواں حق

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ماں باپ کے اوپر بچہ کا نواں حق یہ ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو دینی احکام کی تعلیم اس کو دینی چاہیے مشکوۃ شریف میں روایت ہے:

عَنْ عَمْرِ بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ. (رواہ ابوداؤد)

حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ جب تمہاری اولاد سات برس کی ہوجائے تو اس کو نماز پڑھنے کا حکم دو، حدیث میں اولاد سے مراد مذکر اور مؤنث دونوں اولاد ہیں، اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب لڑکا لڑکی دس سال کی ہوجائے اور وہ نماز نہ پڑھے تو ان کو مار کر پڑھاؤ توجہ دلاؤ، ڈانٹ ڈپٹ کرو اور سات سال کی عمر میں مذکر اور مؤنث لڑکا اور لڑکی کے بستر الگ الگ کردو یعنی بہن بھائی کو الگ الگ لٹاؤ، حضرات فقہاء نے لکھا دو بھائیوں کو بھی ایک بستر پر نہ لٹاؤ، احتیاط اسی میں ہے کہ جب بچہ سات یا دس برس کا ہوجائے تو ان کا بستر الگ الگ کردینا چاہیے، بہترائی اسی میں ہے اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دسواں حق

والدین کے اوپر اولاد کا دسواں حق یہ ہے کہ جب لڑکا یا لڑکی بالغ

Scanned by CamScanner

ہو جائے تو اس کے نکاح کا نظم کرو نکاح کرنے میں جلدی کرو خدانخواستہ اگر لڑکا یا لڑکی ماں باپ کے گھر گناہ کر لیتا ہے یا زنا کا صدور ہو جاتا ہے تو اولاد کا گناہ ماں باپ کے نامۂ اعمال میں بھی لکھا جائیگا۔

ماں باپ کے لئے ہدایت

اس لئے میرے محترم بزرگو اور دوستو! ماں باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے اچھا رشتہ تلاش کریں، لڑکے کے لئے دیندار لڑکی تلاش کرنی چاہیے، کیونکہ آگے نیک اولاد کے لئے نیک بیوی کا ہونا ضروری ہے کیونکہ نیک بیوی ہی اولاد کے لئے بنیادی اینٹ ہوتی ہے، اسی طرح لڑکی کے لئے نیک شوہر تلاش کرنا چاہیے تاکہ نیک شوہر کے اثرات بیوی کے اوپر پڑیں، اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اپنی بیوی کو پسند کرتے ہیں چار چیزوں کی وجہ سے (۱) حسن و جمال کی وجہ سے (۲) مال ومنال کی وجہ سے (۳) حسب ونسب کی وجہ سے اور (۴) نیکی کی وجہ سے، اس لئے تم اپنی بیوی کو نیکی کی بنا پر پسند کرو، اس لئے کہ جب دیوار کی اینٹ ٹھیک ہوتی ہے تو وہ ثریا تک سیدھی ہی رہتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ نیک بیوی ڈھونڈے تاکہ اولاد نیک ہو، شوہر جتنی بھی کوشش کرے اولاد کو نیک بنانے کی مگر اولاد نیک نہیں بن سکتی کیوں؟ اس لئے کہ شوہر بچوں کو سمجھا سمجھا کر جاتا ہے کہ یہ کرو، وہ کرو یہ مت کرو، وہ مت کرو جب باپ ایک گھنٹہ کی نصیحت کر کے گھر سے نکلتا ہے تو پیچھے ماں بچوں کو کہہ دیتی ہے کہ تمہارے باپ کا تو دماغ خراب ہے بس ماں کا یہ ایک جملہ باپ کے ایک گھنٹہ کی تقریر پر پانی پھیر دیتا ہے، اس لئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ اولاد نیک ہو تو بیوی نیک ہونی چاہیے تب ہی بیوی اولاد کو نیکی سکھائے گی۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو اور میرے پیارے بھائیو! بات اچھی دیندار بیوی سے چلی تھی، دیندار بیوی پر ہی آ کر ختم ہوگئی، بس معلوم ہوا کہ اگر ہم اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں، صحیح معنی میں مسلمان بننا چاہتے ہیں تو نیک خاندان کی نیک لڑکیوں کو تلاش کرو، بچوں کی تعلیم وتربیت کے دس حقوق بیان کئے ہیں ہر ماں اور باپ اولاد کے ان دس حقوق کو پہچانیں، ان دس حقوق پر عمل کریں ان دس حقوق کو اپنی زندگی میں لائیں انشاء اللہ ثم انشاء اللہ بہت جلد آپ کو انقلاب نظر آئیگا، اور ہر گھر سے نیکی اور تقوی کے اثرات ظاہر ہوں گے۔

آپ حضرات کے سامنے قرآن پاک کی آیت "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا" تلاوت کی گئی تھی جس میں ایمان والوں کو ہدایت کی گئی ہے اے ایمان والو تم اپنے نفس اور اپنے اہل وعیال کو بچاؤ جہنم کی آگ سے۔

قرآن پاک میں اٹھاسی جگہ اس امت کے مسلمانوں کو "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" سے خطاب کیا گیا، کتب سابقہ میں صرف انبیاء کو خطاب ہوتا تھا، اللہ تعالی نے اس امت کو یہ شرف عطا فرمایا کہ قرآن کریم میں براہِ راست اس امت کو مخاطب بنایا۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے، فرمایا کہ جب تو قرآن پڑھے اور "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے خطاب کو سنے تو فوراً اپنے کانوں کو اس کی طرف متوجہ کر اور قلب کو حاضر کر کہ اللہ تعالی بلا واسطہ تجھ سے خطاب فرما رہا ہے، اور کسی اچھی چیز کا حکم دیتا ہے یا کسی بری چیز سے منع کرتا ہے۔

Scanned by CamScanner

دوستو! اس آیت شریفہ میں اللہ تبارک وتعالی نے براہِ راست مؤمنوں کو خطاب کیا کہ اپنے کو بچاؤ اور اپنے اہل وعیال کو بچاؤ جہنم کی آگ سے، قرآن پاک میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اپنے آپ کو جہنم سے بچانیکی فکر تو سمجھ میں آگئی کہ ہم گناہوں سے بچیں اور احکام الٰہی کی پابندی کریں، مگر اہل وعیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے تم کو جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے تم بھی ان کاموں کے کرنے کا حکم دو اور جن کاموں کے کرنے سے تمہیں منع کیا ہے ان کاموں سے ان سب کو منع کرو، بس یہ عمل ان کو جہنم کی آگ سے بچاسکیگا۔

بچوں کے لئے حضرت لقمان کی نصیحتیں

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہمیں اپنے بچوں کو کن باتوں کی تعلیم دینی چاہیے، اور کیسی ان کی تربیت کرنی چاہیے اس کے لئے حکیم لقمان کی کچھ نصیحتیں ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو فرمائیں وہ ہمارے بچوں کی تربیت کے لئے بہترین نمونہ ہیں کاش ہم ان نصائح پر عمل کریں۔

پہلی نصیحت

چنانچہ انہوں نے اپنے بیٹے کو سب سے پہلے عقائد کے بارے میں نصیحت کی:

وَاِذْقَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَىَّ لَاتُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ.

حکیم لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹا شرک نہ کرنا شرک ظلم عظیم ہے، میرے محترم بزرگو اور دوستو! اس نصیحت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سب سے پہلے بچوں کا عقیدہ صحیح کرو، ان کو توحید سکھلاؤ، ایمان مضبوط کرو۔

دوسری نصیحت

قرآن مجید میں دوسری نصیحت کا تذکرہ ہے:

يٰبُنَىَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِىْ صَخْرَةٍ اَوْ فِى السَّمٰوٰتِ اَوْ فِى الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ.

حضرت لقمان علیہ السلام نے دوسری نصیحت کی: اے میرے بیٹے اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر یا زمین وآسمان کی کسی بھی جگہ میں پوشیدہ ہو تو اللہ تعالی اس کو ظاہر کر دیتا ہے، اس نصیحت میں بھی حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کا ایمان بنایا، کہ اللہ تعالی علیم وخبیر وبصیر ہیں۔

تیسری نصیحت

اللہ تبارک وتعالی نے اپنے پاکیزہ کلام میں فرمایا:

يٰبُنَىَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ.

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو تیسری نصیحت یہ کی کہ اے میرے بیٹے نماز کا اہتمام کر و لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو اور مصائب پر صبر کرو بیشک یہ باہمت لوگوں کا کام ہے، میرے محترم دوستو حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو تصحیح عقیدہ کے بعد نماز کا حکم دیا جو اسلام کا اہم فریضہ ہے۔ پتہ چلا کہ ہم اپنے بچوں کو نماز کا حکم برابر دیتے رہیں اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کی ہدایت کرتے رہیں۔

Scanned by CamScanner

چوتھی نصیحت

وَلَاتُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَاتَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو چوتھی نصیحت یہ فرمائی کہ لوگوں کے سامنے تکبر اور گھمنڈ سے پیش نہ آیا کرو اور نہ زمین میں اکڑ اکڑ کر چلا کرو تیرا زمین پر اکڑ کر چلنا یہ زمین کو نہیں پھاڑ سکتا اور نہ تو پہاڑوں کی لمبائی اور اونچائی کو پہنچ سکتا ہے اس لئے زمین پر ٹھہر ٹھہر کر تواضع اور سنجیدگی کے ساتھ چلا کرو۔

پانچویں نصیحت

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ۔

پانچویں نصیحت حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو یہ فرمائی کہ زمین پر اعتدال یعنی درمیانی رفتار سے چلو اور اپنی آواز کو پست رکھو یعنی بڑوں کے سامنے آہستگی سے کلام کرو، سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے، اس لئے میرے بیٹے تجھ کو چاہیے کہ بے ضرورت اور بے فائدہ آواز بلند کر کے گدھوں کے مشابہ نہ بن جانا۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ حیوانات میں گدھے کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ ہر حیوان کی آواز اللہ کی تسبیح ہے مگر گدھے کی آواز شیطان کے دیکھنے کی وجہ سے ہوتی ہے، اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ جب گدھے کی آواز سنو تو "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" پڑھو اس لئے کہ گدھے نے شیطان کو دیکھا ہے اسی لئے وہ چیخ رہا ہے، اور بعض بزرگوں نے یہ کہا ہے کہ گدھے کا چیخنا اور چلانا گھاس اور پانی کے لئے

ہوتا ہے یا شہوت پوری کرنے کے لئے ہوتا ہے یا دوسرے گدھے سے لڑنے کے لئے ہوتا ہے گویا کہ اس کی آواز سب آوازوں سے بدتر آواز ہے اسی وجہ سے حدیث میں ہے کہ گدھے کا نمازی کے سامنے سے گذرنا نماز کو توڑ دیتا ہے۔ (معارف القرآن)

معلوم ہوا کہ گدھا کوئی اچھا جانور نہیں ہے اس لئے اپنے بڑوں اور بزرگوں کے سامنے ادب سے بولو آہستہ بولو۔

حکیم لقمان نے ان نصائح کے علاوہ اور بہت بھی سی نصیحتیں اپنے بیٹے کو کی ہیں، تفسیر سراج منیر میں علامہ شربینیؒ نے حکیم لقمان کے نصائح کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی ہیں وہ نصیحتیں انتیس ۲۹ ہیں جو معارف القرآن ادریسی جلد ۶ ص ۱۸۴ پر نقل کی گئی ہیں، بڑی قیمتی نصیحتیں ہیں اللہ ہمیں ان سب نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

بچوں کی صحیح تربیت وتادیب کی اہمیت

گرامی قدر دوستو! ترمذی شریف میں روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے بیٹے کو ادب اور سلیقہ سکھاتا ہے وہ ایک صاع (ساڑھے تین کلو اناج) خیرات کرنے سے بہتر ہے، اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کوئی باپ اپنے بیٹے کو نیک ادب اور صحیح تربیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دیتا۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ باپ کی طرف سے بیٹے کے لئے سب سے بہتر اور سب سے زیادہ قیمتی چیز وہ صحیح تعلیم وتربیت اور نیک تادیب ہے، اسی طرح ابوداؤد میں روایت ہے جس میں ماں باپ کو تین چیزوں کی طرف متوجہ کیا گیا (۱) بچوں کو ادب اور شائستگی سکھانا صدقہ کرنے سے بہتر نیکی ہے (۲) اولاد

کے لئے بہترین دولت اور بہترین عطیہ ان کو اچھی تعلیم سے آراستہ کرنا ہے (۳) لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان فرق نہیں کرنا چاہیے بلکہ لڑکیوں کی تعلیم اور ان کی تربیت کا بھی لڑکوں کی طرح اہتمام کرنا چاہیے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا۔

تعلیم وتربیت سے غفلت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج تعلیم وتربیت سے ماں باپ بہت زیادہ غفلت برتتے ہیں تعلیم وتربیت پر خرچ نہیں کرتے بلکہ اولاد کے لئے جائداد اور بنک بیلینس بنانیکی فکر رکھتے ہیں اولاد کے لئے مال ودولت جمع کرنے کا جذبہ موجزن رہتا ہے، حالانکہ یہ بات نہ عقلاً درست ہے نہ شرعاً کیونکہ روزی ہر بندہ کی قسمت میں لکھی ہوئی ہے، باپ اس کی فکر کرے یا نہ کرے، اولاد کی قسمت کی روزی اس کو مل کر رہے گی، مگر تعلیم وتربیت کی طرف جب باپ توجہ کرے گا تبھی اولاد سنورے گی ورنہ کندۂ ناتراش رہ جائے گی۔

اسلام میں حقوق کی تعلیم

اسلام میں اگر ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں تو اولاد کے حقوق ماں باپ پر ہیں چنانچہ ماں باپ اگر اولاد کو اچھی تعلیم وتربیت سے محروم رکھتے ہیں تو اس کا نقصان آگے چل کر خود ماں باپ ہی کو اٹھانا پڑتا ہے، بلکہ آگے چل کر پوری سوسائٹی کو اٹھانا پڑتا ہے، اس لئے یاد رکھئے کہ اسلام نے اولاد کے لئے اچھی سے اچھی تعلیم اور اعلی سے اعلی تربیت کا انتظام ضروری قرار دیا اور بہترین سے بہترین تدابیر اختیار کرنے کی ہدایات فرمائی ہیں۔

ناقابل معافی جرم

محترم حضرات! حقوق تلفی ناقابل معافی جرم ہے، انسان پر اس کے خالق کا بھی حق ہے اور اس کے بندوں کا بھی حق ہے، لیکن دونوں حقوق میں بڑا فرق ہے خالق کا حق ایسا ہے کہ اگر بندہ اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے وہ حق ادا نہ کرسکا تو خدا تعالی اس کو اپنے فضل سے معاف کرسکتا ہے لیکن انسان پر جو انسان کے حقوق ہیں ان کو خدا تعالی معاف نہیں کرسکتا جب تک صاحب حق معاف نہ کردے۔

غور سے سنئے! صحیح حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میدان جہاد کی تلوار شہید کے تمام گناہوں کو معاف کردیتی ہے، لیکن اگر اس پر کسی کا قرض ہے تو وہ معاف نہیں ہوگا اس لئے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں غفلت نہ برتیں بلکہ حقوق کی ادائیگی میں جلدی کریں۔

ہمارا حال...... آج ہمارا حال یہ ہے کہ اگر بچے کما کر نہیں لاتے تو شکایت پر شکایت، ہر طرح سے ممکن علاج کی فکر کی جاتی ہے خود بھی سمجھاتے ہیں دوسروں سے بھی سمجھانے کی درخواست کی جاتی ہے، عاملوں کے پاس پہونچکر تعویذات بنواتے ہیں، علماء صلحاء اور اولیاء سے دعائیں کرائی جاتی ہیں تاکہ گھر کے کام کاج کی طرف متوجہ ہوجائے، ہاں اگر نماز اور دینی احکام کی طرف توجہ نہیں کرتا تو ماں باپ کو کوئی فکر نہیں، حالانکہ ماں باپ کو دینی دنیوی دونوں فکر کرنی چاہیے۔

امام غزالی کا مقولہ

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ مؤمن کو جب اللہ تعالی اولاد عطا فرماتا ہے

اور وہ ان کو نیکی کی طرف بلاتا ہے، نیک راستہ پر چلاتا ہے تعلیم وتربیت کا خیال رکھتا ہے تو اولاد نیک اور با اخلاق بنتی ہے۔

میرے پیارو! اولاد کے ہر ہر سانس پر ماں باپ کے اعمال نامہ میں اللہ تعالی ایک نیکی لکھا کرتے ہیں۔

اس لئے ماں باپ کو اولاد کی صلاح واصلاح کی فکر چوبیس گھنٹے رکھنی چاہیے جو لوگ اپنی اولاد کو نیک بنانیکی فکر کرتے ہیں اللہ تعالی ان کی نصرت اور مدد فرماتے ہیں۔

ساری عمر تربیت کی فکر

دوستو! ضرورت ہے اس بات کی کہ ماں باپ ساری عمر اولاد کے سدھار کی اور اصلاح معاشرہ کی فکر دامنگیر رکھیں، پیدائش سے پہلے بھی سدھار کی فکر ہو اور پیدائش کے بعد بھی سدھار کی فکر ہو۔

حمل میں تربیت کی فکر

چنانچہ حضرت عمران علیہ السلام کی بیوی حنہ بنتِ فاقود اجب حاملہ ہوگئی ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا دعا مانگتی ہیں:

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَافِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

اے اللہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے اس کو دین کے لئے وقف کردیا، آپ اس کو قبول کر لیجئے ، دوستو! بچہ ابھی ماں کے پیٹ ہی میں ہے مگر ماں کو فکر لگی ہوئی ہے کہ یہ بچہ نیک صالح ہو چنانچہ وہ بچہ حضرت مریم علیہا السلام کی شکل میں پیدا ہوا، اور حضرت مریم کی نیکیوں میں کس کو شبہ ہے؟ قرآن نے ان کو "اُمُّـهٗ صِدِّیْقَةٌ" کا لقب دیا ہے جو بنی اسرائیل کے مشہور

نبی حضرت عیسی علیہ السلام کی والدہ ہیں، اسی طرح ماں باپ کو بچپن میں، لڑکپن میں، اور جوانی میں اپنے بچوں کی فکر رکھنی چاہیے۔

بچپن میں دینی تربیت کی فکر

چنانچہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے بچپن میں بھی اپنی اولاد کی فکر اور نگرانی مکمل طور پر کی ہے، قرآن پاک میں نقشہ کھینچا گیا:

وَاِذْقَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ.

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی اے اللہ اس شہر کو امن والا بنادیجئے یعنی حرم محترم بنادیجئے، اور مجھ کو اور میری صلبی اولاد یعنی حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق کو بت پرستی سے دور رکھیو، دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی چھوٹی چھوٹی اولاد کی فکر ہے اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے دعا فرمارہے ہیں:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ.

اے میرے رب مجھ کو نماز کا قائم کرنے والا بنا اور میری بعض اولاد کو بھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ میری ساری اولاد نماز کو قائم کرنے والی نہیں ہوگی اس لئے بعض اولاد کے لئے دعا فرمائی، اور فرمایا اے ہمارے رب میری دعا کو قبول فرما۔

بچپن میں دنیوی معاش کی فکر

دوستو اور بزرگو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ ہم اپنی اولاد کی دینی فکر بھی کریں اور دنیوی فکر بھی کریں، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے دعا فرمائی" وارزقہم من

الثمرات" اے اللہ ان کو قسم قسم کے پھلوں سے رزق دے تا کہ یہ رزق تیری اطاعت وعبادت میں معین ثابت ہو، معلوم ہوا کہ اولاد کے لئے رزق اور معاش کی بھی فکر ماں باپ کو کرنی چاہیے، اولاد کے لئے جہاں تک ممکن ہو حصول معاش کے اسباب تلاش کرنے چاہئیں مگر جائز طریقے سے۔

لڑکپن اور جوانی میں تربیتی فکر

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کا جوان بیٹا سامنے کھڑا ہے آپ اسکو بلاتے ہیں" یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکَافِرِیْنَ "اے بیٹے آؤ ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ، کافروں کے ساتھ مت رہو ایمان والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

بڑھاپے میں فکر

دوستو! اسی طرح ماں باپ کی محبت، فکر اور لگن بچوں کے ساتھ عجیب ہوتی ہے چنانچہ بڑھاپے میں بھی اولاد کو نہیں بھولتے، قرآن پاک شہادت دے رہا ہے" اَمْ کُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ "جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات کا وقت آ گیا تو اس وقت اپنے بچوں کو جمع کر کے پوچھ رہے ہیں اے میرے بیٹو میرے بعد کس کی عبادت کرو گے مرتے مرتے اولاد کا غم ہے گویا کہ ماں باپ کو از مہد تا لحد بچوں کی فکر رکھنی چاہیے وہی ماں باپ کامیاب ہیں جو اپنے بچوں کی فکر رکھتے ہیں۔

ماں باپ کی ذمہ داری

دوستو! ماں باپ کی گھریلو زندگی میں سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اولاد کی تربیت کو فرض اولین سمجھیں، اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے" کُلُّ

مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ "ہر بچہ مذہب اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا دیں یا نصرانی، اللہ کے رسول ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ماں باپ اگر اچھی تربیت کریں گے تو وہ بچے دین اسلام پر رہیں گے اور اگر وہ غفلت برتیں گے تو وہ دین اسلام سے ہٹ کر دوسری طرف چلے جائیں گے، اس لئے قرآن کریم میں صاف ارشاد ہے" یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا "اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

ماں باپ سے پوچھ ہوگی

اگر ماں باپ اس طرف توجہ نہ دیں تو یاد رکھو ماں باپ ہی سے کل قیامت کے دن میدان محشر میں پوچھ ہوگی" کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ "تم میں سے ہر آدمی نگران تھا ہر بندے سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا، ماں باپ سے اولاد کے بارے میں سوال ہوگا، ماں سے کہا جائیگا تو نے بچہ کی دینداری میں کتنا حصہ لیا، باپ سے بھی سوال ہوگا تو نے بچہ کے ایمان پر کتنی محنت کی، اسی طرح خاوند سے اس کی بیوی کے بارے میں بھی پوچھ ہوگی کہ تو نے بیوی کو نیک اور دیندار بنانے میں کتنی محنتیں کی ہیں۔

ماں باپ کی محنتوں کا نتیجہ

دوستو اور بزرگو! اگر ماں باپ معصوم بچوں پر محنت کر لیں تو یہ معصوم چھوٹے چھوٹے بچے کل پروان چڑھنے میں بڑے مضبوط اور مربوط ہوں گے، ان کے دین کو ایمان کو کوئی چیلنج نہیں کرے گا، تعلیم وتربیت کے عنوان سے جو باتیں ان کے معصوم ذہنوں میں بٹھائی جائے گی اس کے اثرات آخر

عمر تک محسوس کئے جاتے رہیں گے، بچہ کی زندگی کا دھارا اگر صحیح رُخ اختیار کر گیا تو یہ بچہ کی دُنیا وآخرت کا سب سے بڑا سرمایہ ہوگا۔

بیرون ملک میں جو نوجوان جاتے ہیں ملازمت کے لئے یا پڑھنے کے لئے تو ان میں سے بعض بہت جلد غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں، غلط کاموں میں لگ جاتے ہیں، کلبوں میں جاتے ہیں حرام کھاتے ہیں، حرام پیتے ہیں، حرام کماتے ہیں، شراب پیتے ہیں زنا کرتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کو دیکھا گیا کہ وہ دین کو نہیں چھوڑتے اللہ کا اقرار کرتے ہیں رسول کی رسالت کو مانتے ہیں، آخر کیا وجہ ہے؟ غور وفکر کے بعد پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اصل دین ماں کی گود میں سیکھا ہے، عقائد کی تصحیح ایمان کی پختگی پر بچپن میں محنت کی ہے، بچپن کی تعلیم وتربیت بنیادی اہمیت کی حامل ہوتی ہے، ان کی مثال سادی تختی کے مانند ہے اس پر جو لکھا جائیگا وہی آخر تک باقی رہے گا، محاورہ بھی ہے "اَلْعِلْمُ فِي الصِّغَرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ" بچپن میں جو باتیں سکھائی اور بتائی جاتی ہیں وہ پتھر کی لکیر ہوتی ہیں، بچپن کے بعد کے اعمال نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوۃ دینا، صلہ رحمی کرنا اور حسن اخلاق سے پیش آنا یہ سب اعمال بڑے ہو کر خود سیکھتے ہیں، اس لئے ان کا چھوڑنا آسان ہے، اور جو چیز ماں کی گود میں سیکھی تھی اس کا چھوڑنا بہت مشکل کام ہے، اس لئے ہم اپنی اولاد کا ایمان بچپن میں بنا دیں تا کہ ایمان کی قیمتی اور بیش بہا دولت سے ہمارے بچے، ہماری نسلیں محروم نہ رہ جائیں، بے دینی کے اس پر فتن دور میں جبکہ ہر طرف سے اسلام اور اسلامیات کو آہستہ آہستہ ختم کر دینے کی اسکیمیں اور منصوبے بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔

میرے استاذ محترم حضرت مولانا شریف احمد صاحبؒ بانی ومہتمم

جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور بار بار پڑھا کرتے تھے ؎

خزانہ تھا ایمان کا اک حوالے
پڑے جا رہے ہیں اب اس کے بھی لالے

مژدۂ جانفزا

میرے محترم بزرگو اور دینی بھائیو نوجوان دوستو پس پردہ بیٹھی ہوئی میری ماؤ اور بہنو! سنو غور سے سنو...... مجمع الزوائد میں امام طبرانیؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت پیش کی ہے اس روایت کو آج عزیزم مولانا محمد عباس قاسمی مہتمم مدرسہ جامع العلوم ہبنس پورڈھا کی کے پُر رونق، روح پرور دینی اجتماع میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے تمام مستورات اس کو دل کے کانوں سے سنو، سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ جو شخص بچے کی پرورش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھنے لگے تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس شخص کا حساب نہیں لیں گے، دوستو! اس حدیث کو سن کر دل چاہتا ہے کہ ہر ماں باپ کی اولاد نیک بنے، اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ والدین اولاد کے حقوق کو سمجھیں اور ان کی تعلیم وتربیت کو اپنی زندگی کا اہم جز سمجھیں۔

خطیب کا پیغام

گرامئی قدر دوستو! حضرات انبیاء کی تاریخ بتلاتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنے بچوں کی تعلیمی تربیتی فکر بچپن سے بڑھاپے تک برابر رکھی ہے، ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوئے، چنانچہ قرآن پاک میں حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی وصیت موجود ہے:

يَابُنَيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. (سورہ بقرہ)

اے میرے بیٹو اللہ نے تمہیں دین اسلام کے لئے چن لیا اس لئے تمہاری موت اسلام ہی کی حالت میں ہونی چاہیے۔

آخر میں اپنے دینی بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے نونہالوں اور فرزندوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دیتے وقت اپنے دل ودماغ پر قرآن مجید کی اس آیت کو نقش کر لینا چاہیے "فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ" مت مرو تم مگر مسلمان ہو کر، اسی طرح "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ" اللہ کی عبادت کر یہاں تک کہ تیرے پاس موت آجائے۔

جب دم واپسی ہو یا اللہ
لب پہ ہو لا الہ الا اللہ

آخری کلمات

گرامی قدر دوستو! دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد جیسی نعمت کی قدردانی اور تعلیم وتربیت کی فکر اور توفیق عطا فرمائے، ہم سب کی اولاد کو نیک صالح بنائے۔ آمین۔

یوں تو ایک پتھر کی بھی تقدیر بدل سکتی ہے
شرط یہ ہے کہ سلیقہ سے تراشا جائے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تلاش رزق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا. مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ.

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ.

خدا کو بھول گئے لوگ فکر روزی میں
تلاش رزق ہے رزاق کا خیال نہیں

فکرِ روزی

گرامی قدر برادران اسلام اور میرے دینی بھائیو!

ماشاء اللہ بہت دیر سے دین متین کی اہم اور ضروری باتیں علماء اور صلحاء حضرات سے آپ لوگ سماعت فرما رہے ہیں، قرب وجوار اور دور دراز سے چل کر آنا یہ دین اسلام سے محبت کی علامت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ

دین اسلام کے ہر ہر شعبہ سے ہمیں محبت اور مودت عطا فرمائے۔

دوستو! آج دین اسلام سے ہم لوگ دور ہوتے چلے جارہے ہیں بالخصوص نئی نسل کے نوجوان بے توجہی کا شکار نظر آرہے ہیں جس کی اصل اور بنیادی وجہ دنیا ومافیہا سے محبت ہے، ہر آدمی دنیا کمانے کی فکر میں ہے، مادیات کی طرف نظر ہے، صبح سے شام ہوتی ہے، شام سے صبح ہوتی ہے مگر فکر دنیا اور فکر روزی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، ناجائز اور حرام طریقے سے ۲۴ گھنٹے کمایا جارہا ہے کمانے کی حرص بڑھتی چلی جارہی ہے، رُکنے کا نام نہیں ہے ایک فیکٹری کے بعد دوسری فیکٹری دوسرے کے بعد تیسری فیکٹری اور کمپنی کی فکر ہے، کبھی یہ نہیں سوچتا کہ دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے، اللہ نے مجھے دنیا میں کس لئے بھیجا ہے، بس صرف پیش نظر مال رہتا ہے، مالی مالی (میرا مال میرا مال) کے نعرہ لگاتا ہے، حالانکہ مال، رزق اور روزی ہر آدمی کی اللہ نے مقدر اور متعین کردی ہے، جتنا مال جتنی روزی جس کے مقدر اور قسمت میں لکھ دی ہے وہ اس کو مل کر رہے گی۔

پچاس ہزار برس پہلے تقدیر کی تحریر

چنانچہ صحیح مسلم میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمر نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیریں آسمان اور زمین کی پیدائش سے بھی پچاس ہزار برس پہلے لکھ دی تھیں، چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم کی روایات میں ہے کہ انسان اپنی پیدائش سے پہلے مختلف دور سے گذرتا ہے جب اس کے اعضاء کی تکمیل ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم کرتے ہیں جو اس کے متعلق چار چیزیں لکھ لیتا ہے اول اس کا عمل جو کچھ وہ دنیا میں کرے گا، دوسرے اس کی عمر کے سال، مہینہ، دن اور منٹ اور سانس تک لکھ

لئے جاتے ہیں، تیسرے اس کو کہاں مرنا ہے اور کہاں دفن ہونا ہے؟ چوتھے اس کا رزق کتنا اور کس طریقے سے پہنچنا ہے؟

روزی کا معیار

ارشاد باری ہے:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا. زخرف

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر انسان کی روزی تقسیم کردی کسی کو غنی بنادیا، کسی کو فقیر اور کسی کو بیشمار دولت دیدی اور کسی کو کم، کسی کو تابع بنادیا اور کسی کو متبوع، گویا کہ اللہ نے روزی پہنچانے کا ایک معیار مقرر کردیا۔

رزق انسان کی تلاش میں ہے

اس لئے انسان کو روزی کی زیادہ فکر نہ کرنی چاہیے، اسباب کے درجہ میں کوشش بری چیز نہیں جو وسائل اور اسباب بندہ اختیار کرتا ہے وہ روزی پہنچنے کے دروازے ہیں اگر آدمی کی نظر اسباب وتدابیر اختیار کرتے وقت مسبب الاسباب پر ہو تو یہ اعلیٰ درجہ کے تقوی اور توکل کی بات ہے، یہ بات اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ رزق خود انسان کی تلاش میں رہتا ہے، صاحب مشکوۃ نے توکل اور صبر کے باب میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت نقل کی۔

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ اَجَلُهُ. (رواہ ابونعیم فی الحلیہ)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رزق بندہ کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح انسان کو اس

کی موت ڈھونڈتی ہے۔ (مشکوۃ)

حدیث کا مطلب

دوستو! حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اس بات کی ضرورت نہیں ہوتی کہ کوئی شخص اپنی موت کو ڈھونڈے اور اس کو تلاش کرے بلکہ خود موت ہی اس کے پاس بہرصورت یقینی طور پر آجاتی ہے اسی طرح رزق کا معاملہ ہے کہ اس کو تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ جو کچھ مقدر میں لکھا ہے وہ بہرصورت لازمی طور پر پہنچتا ہے خواہ اس کو ڈھونڈا جائے یا نہ ڈھونڈا جائے۔

حدیث کی وضاحت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اس حدیث کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ رزق کو تلاش نہ کیا جائے اور اسکو ڈھونڈا نہ جائے کیونکہ ڈھونڈنے کی صورت میں رزق نہیں ملے گا بلکہ حدیث کا اصل مقصد یہ ہے کہ حصول رزق کے لئے سعی وتلاش بھی تقدیر الٰہی اور نظام قدرت کے مطابق ہے، البتہ اس سلسلے میں صحیح راہ یہ ہے کہ اولاً تو انسان کو خدا پر توکل اور اعتماد کرنا چاہیے اور یہ پختہ یقین رکھنا چاہیے کہ رزق کا ضامن اللہ تعالی ہے نیز اگر رزق ملنے میں کوئی رکاوٹ اور تاخیر ہو جائے تو اضطراب و بے چینی کا مظاہرہ نہ کرنا چاہیے بلکہ برابر ہمت اور طاقت کے بقدر حصول معاش کی تلاشت میں لگا رہنا چاہیے، کیونکہ طریقہ وعبودیت یہی ہے کہ اپنا رزق حاصل کرنے کے لئے مناسب جدوجہد اور سعی وکوشش کی جائے ہاں البتہ عقیدہ یہی رہے کہ اصل رازق اللہ تعالی ہیں۔

ملا علی قاری نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ انسان کو اس کا رزق اس کو موت سے بھی پہلے اور موت سے بھی جلدی پہنچتا ہے کیونکہ جب کسی کی موت آتی ہے تو وہ اپنا رزق اس سے پہلے ہی پا چکا ہوتا ہے، جس کو وہ اپنے مقدر میں لیکر اس دنیا میں آیا تھا، چنانچہ اگر غور کر کے دیکھیں تو اللہ کے اس ارشاد ”اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ“ سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اولاً تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تم کو موت دے گا پھر تم کو زندہ کرے گا۔

ملا علی قاری نے اپنی مرقات شرح مشکوۃ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر انسان اپنے زرق سے اس طرح بھاگے جس طرح وہ اپنی موت سے بھاگتا ہے تو یقیناً اس کا رزق بھی اس کو اسی طرح پالے گا جس طرح کہ اس کی موت اس کو پالیتی ہے۔

بہرحال ان روایات واحادیث کے پیش نظر پتہ چلتا ہے کہ روزی کا رزاق اور اس کا کفیل اور ضامن اللہ تبارک وتعالی ہی ہے، آپ حضرات کے سامنے قرآن پاک کی آیت دوران خطبہ تلاوت کی گئی، اس آیت شریفہ کی روشنی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، آپ حضرات بغور سماعت فرمائیں، اس لئے کہ قرآن کی آیت ہے، متبرک کلام ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ جب کوئی آدمی اللہ تبارک وتعالی سے بات کرنا چاہے تو نماز میں مشغول ہو جائے اور اگر یہ چاہے کہ اللہ تعالی ہی مجھ سے بات کریں تو قرآن کی تلاوت میں مشغول ہو جائے، قرآن پاک کی تلاوت کے آداب میں سے ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو نہایت عظمت اور محبت سے سننا چاہیے اس لئے آپ حضرات اس آیت شریفہ کے الفاظ، معانی، مراد اور مطلب کو

Scanned by CamScanner

عمل کی نیت سے سنیں، انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ.

رزق کی کفالت اور ضمانت کا اعلان

گرامی قدر مسلمانو! اللہ تبارک وتعالی نے اس آیت شریفہ میں زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزیاں اللہ تبارک وتعالی پر ہیں یعنی وہ کفیل اور ذمہ دار ہے، زمین پر چلنے والی ہر مخلوق کا خواہ وہ انسان وجنات ہوں یا چرند و پرند ہوں، چھوٹی ہو یا بڑی، بحری ہو یا بری، اسی طرح اللہ تبارک وتعالی کو ہر چیز کے مستقر اور مستودع کا علم ہے، یعنی یہاں دنیا میں انسان یا حیوان کب تک زندگی گذارے گا اس کا علم اللہ تبارک وتعالی کو ہے یہ مستقر ہے، اور مرنے کے بعد کہاں دفن ہوگا کہاں رہے گا یہ مستودع ہے، گویا کہ اللہ تبارک وتعالی کو ہر جاندار چیز کے بارے میں معلوم ہے، جو بھی اس روئے زمین پر رینگتی ہیں چلتی پھرتی ہیں خواہ وہ کیڑے مکوڑے اور چیونٹیاں ہی کیوں نہ ہوں، اللہ کو ہر چیز کا علم ہے، اور اس نے ہر چیز کی روزی کا وعدہ کیا ہے، دوستو اللہ تبارک وتعالی نے جو روزی پہنچانے کا وعدہ کیا ہے یہ اس کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے اپنے اوپر لازم کرلیا اور جب اللہ تبارک وتعالی کوئی ذمہ داری لے لیتے ہیں تو پھر اس کے خلاف نہیں کرتے ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ'' چنانچہ اہل سنت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ اللہ پر کوئی عمل واجب نہیں لیکن اللہ اگر اپنی رحمت سے خود کسی بات کا وعدہ فرمالیں تو تکمیل وعدہ واجب ہے ''اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا'' کی اضافت عہد اور تعین پر دلالت کرتی ہے، یعنی قضا وقدر میں جو رزق اس کا مقدر اور متعین ہوچکا

ہے وہ اس کو پہنچتا رہے گا، خدا کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی، پس اگر کوئی بھوک اور فاقہ سے مرجائے تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ خدا کے خزانے میں رزق نہیں رہا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کو اب اس کو زندہ رکھنا ہی مقصود نہیں وہ کسی کو فاقہ سے مارتا ہے اور کسی کو بیماری سے، مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کے رزق کا کفیل ہے اس کے سوا کوئی رازق نہیں اس لئے بندوں کو چاہیے کہ اس پر بھروسہ کریں۔

صحابہ والا بھروسہ

دوستو! آج کمی ہے بھروسہ کی تقوی وتوکل کی، ہر وقت ہماری نظر ظاہری اسباب پر رہتی ہے اس لئے ہم روزی کے مسئلہ میں پریشان رہتے ہیں ہمارا پڑھنا پڑھانا، اعلی سے اعلی تعلیم حاصل کرنا، گریجویٹ بننا، ڈاکٹر اور انجینئر بننا وغیرہ وغیرہ سب تعلیمات کا مقصد پیسہ کمانا ہوتا ہے، زیادہ سے زیادہ روزی حاصل کرنا ہوتا ہے، حالانکہ اللہ تبارک وتعالی نے سب کچھ مقدر کردیا، اس لئے آدمی سب چیزوں کو اسباب کی حد تک سمجھیں جس طرح حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سمجھتے تھے۔

سبق آموز واقعہ

امام قرطبیؒ نے ابوموسی اشعری اور ابومالک وغیرہ کے حوالہ سے قبیلہ اشعرین کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہ قبیلہ اشعرین کے کچھ لوگ ہجرت کرکے مدینہ طیبہ پہنچے جو کچھ توشہ اور کھانے پینے کا سامان ان کے پاس تھا وہ ختم ہوگیا، چنانچہ انہوں نے اپنا ایک آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا کہ ہمارے کھانے وغیرہ کا کچھ انتظام فرمادیں، یہ شخص جب

Scanned by CamScanner

رسول کریم ﷺ کے دروازہ پر پہنچا تو اندر سے آواز آئی کہ رسول کریم ﷺ بار بار یہ آیت پڑھ رہے ہیں:

وَمَامِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا. وَمَامِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا.

تو اس شخص کو یہ آیت سن کر یہ خیال آیا کہ جب اللہ نے سب جانداروں کا رزق اپنے ذمہ لے لیا ہے تو پھر ہم قبیلہ اشعرین والے بھی اللہ کے نزدیک دوسرے جانوروں سے گئے گذرے نہیں وہ ضرور ہمیں بھی رزق دیں گے یہ خیال کر کے یہ شخص وہیں سے واپس ہو گیا، چنانچہ آنحضرت ﷺ کو اس نے اپنا کچھ بھی حال نہیں بتایا بلکہ واپس جا کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ خوش ہو جاؤ تمہارے لئے اللہ کی مدد آرہی ہے، چنانچہ اشعرین ساتھیوں نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ ہمارے قاصد نے ہماری حسب منشا رسول اکرم ﷺ سے ہماری حاجت کا ذکر کیا ہے اور آپ ﷺ نے انتظام کرنے کا وعدہ فرما لیا ہے، چنانچہ سب اشعرین اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے اور انتظار میں ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس سے کچھ آئے گا، تھوڑی ہی دیر کے بعد دیکھتے ہیں کہ دو آدمی ایک قصعہ یعنی ایک تشلہ گوشت اور روٹیوں سے بھرا ہوا اٹھا کر لا رہے ہیں، چنانچہ یہ تشلہ اشعرین قبیلہ کی خدمت میں پیش کر دیا انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی بچ رہا تو ان لوگوں نے یہ مناسب سمجھا کہ باقی کھانا آنحضرت ﷺ کے پاس بھیج دیں تا کہ اس کو آپ اپنی ضرورت میں صرف فرمالیں، چنانچہ ان لوگوں نے اپنے دو آدمیوں کو یہ کھانا دیکر آنحضرت ﷺ کے پاس بھیج دیا اور خود بھی تمام کا تمام قافلہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا، جا کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا بھیجا ہوا

کھانا بہت زیادہ اور بہت نفیس ولذیذ تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو تمہارے پاس کوئی کھانا نہیں بھیجا تب قبیلہ اشعرین نے پورا واقعہ ذکر کیا کہ ہم نے اپنے فلاں آدمی کو آپ کے پاس بھیجا تھا، اس نے یہ جواب دیا تھا کہ اللہ کی مدد آرہی ہے جس سے ہم نے سمجھا کہ آپ نے کھانا بھیجا ہے یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نہیں بھیجا ہے بلکہ اس ذات قدوس نے بھیجا ہے جس نے ہر جاندار کے رزق کی ذمہ داری لی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ کی نظر مادیات کی طرف نہیں رہتی تھی بلکہ آپ کی نظر آخرت کی طرف رہتی تھی، تقوی وتوکل پیش نظر رہتا تھا، ہر چیز کی آمد کا یقین اللہ پر تھا کہ جو کچھ بھی آتا ہے اللہ کی طرف سے آتا ہے، چنانچہ آپ بار بار:

وَمَامِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا.

کی تلاوت کر رہے تھے، اللہ پر بھروسہ تھا کہ روزی اللہ کی طرف سے آتی ہے، اس لئے اشعرین قبیلہ کو صاف صاف کہہ دیا کہ یہ گوشت اور روٹیوں کا تشلہ میں نے نہیں بھیجا ہے بلکہ جب آدمی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اس کی غیبی مدد ہوتی ہے۔

مشاہدہ کا اثر

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مع اپنے اہل وعیال کے مصر جا رہے تھے، راستہ میں سردی محسوس ہوئی تو آگ کی تلاشت میں کوہ طور پر چلے گئے وہاں آگ کی بجائے تجلیات الٰہی سامنے آئیں اور ان کو نبوت ورسالت عطا ہو کر فرعون اور اس کی قوم کی ہدایت کے لئے مصر جانے کا حکم ہوا تو خیال آیا کہ میں اپنی بیوی کو جنگل میں تنہا چھوڑ کر آیا

Scanned by CamScanner

ہوں اس کا کون کفیل ہوگا؟ اس خیال کی اصلاح کے لئے حق تعالی نے موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ سامنے پڑی ہوئی پتھر کی چٹان پر لکڑی ماریں انہوں نے تعمیل حکم کی تو یہ چٹان پھٹ کر اس کے اندر سے ایک دوسرا پتھر برآمد ہوا حکم ہوا کہ اس پر بھی لکڑی ماریں، چنانچہ اس پتھر پر لکڑی ماری وہ پتھر بھی پھٹا اور اس کے اندر سے ایک تیسرا پتھر برآمد ہوا باری تعالی کی طرف سے پھر تیسری مرتبہ حکم ہوا کہ اس پر بھی لکڑی ماریں، چنانچہ یہ تیسرا پتھر شق ہوا اور اس تیسرے پتھر کے اندر سے ایک جانور برآمد ہوا جس کے منھ میں ہرا پتہ تھا، حضرت موسی علیہ السلام نے جب یہ ماجرا دیکھا کہ پتھر اور پتھر کے اندر پتھر اور پتھر کے اندر جانور اور اس کے منھ میں ہری پتی، یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ اندھیرا اور اندھیرا اور اندھیرے میں جانور اسکے منھ میں ہرا پتہ، اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا دیکھا اے موسی جب ہم یہاں پتھر کے اندر روزی پہنچا رہے ہیں کیا تیری اہلیہ محترمہ کو روزی نہیں پہنچائیں گے، بس حضرت موسی علیہ السلام پر تو گھڑوں پانی پڑ گیا، اللہ تبارک وتعالی کی قدرت کاملہ کا یقین تو حضرت موسی علیہ السلام کو پہلے ہی سے تھا مگر مشاہدہ کا اثر کچھ اور ہی ہوتا ہے سیدھے مصر پہنچ گئے زوجہ محترمہ کو بتلایا بھی نہیں کہ میں مصر جارہا ہوں گویا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے توکل اور یقین میں اضافہ ہوگیا۔

رازق صرف اللہ ہے

بہرحال آپ حضرات کے سامنے روزی اور رزق کے بارے میں بات چل رہی تھی روزی کا اصل رازق اللہ تبارک وتعالی ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ کو یہ آیت سکھلائی "اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ" بلاشبہ خدا ہی رزق دینے والا

ہے اور غالب طاقت والا ہے۔ (ابوداؤد وترمذی)

دوستو! روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جب رزق دینے والا اور غالب طاقت رکھنے والا صرف اور صرف اللہ تعالی ہی ہے تو پھر ہمارے لئے لازم ہے کہ اس کی ذات کے علاوہ اور کسی پر قطعاً بھروسہ نہ کیا جائے اور اپنے امور کا بہترین کارساز اور وکیل اس کے علاوہ اور کسی کو ہرگز نہ سمجھا جائے۔

کسب وکمائی کو اصل رازق نہ سمجھو

میرے محترم نوجوانو اور دینی بھائیو! کچھ دیر پہلے میں نے ایک بات کہی تھی کہ کسب وکمائی اور وسائل واسباب کو رازق نہ سمجھو کہ ہم کمائیں گے تو کھانے کو ملے گا نہیں کمائیں گے نہیں ملے گا، اس پر جو اعتراض ہوتا تھا کہ پھر ہم کو کمانے کی کوئی ضرورت نہیں، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں، اس اعتراض کا جواب بھی ہوگیا کہ کمانا چاہیے، وسائل اختیار کرنے چاہئیں مگر ان وسائل اور اسباب کو اصل نہ سمجھیں بلکہ اصل رازق اللہ کو سمجھیں، دوبارہ پھر یہی بات حدیث کی روشنی میں نقل کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہمارے ذہنوں میں اور دل ودماغ میں یہ بات اچھی طرح بیٹھ جائے کہ اصل روزی کا رزاق اللہ جل جلالہ عم نوالہ ہی ہیں۔

حدیث سے استدلال

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اِخْوَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاْتِى النَّبِىَّ ﷺ وَالْآخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَى الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ النَّبِىَّ ﷺ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ. (رواه الترمذى)

Scanned by CamScanner

اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے دو بھائیوں کا تذکرہ فرمایا ایک بھائی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں رہا کرتا تھا کیونکہ اس کے اہل وعیال نہیں تھے اور حصول معاش کی ذمہ داریوں سے بھی بے فکر تھا اس لئے طاعت وعبادت اور دینی خدمات میں اکثر وبیشتر مشغول رہتا تھا اور دوسرا بھائی کسی ہنر وپیشہ کے ذریعہ کماتا تھا اور دونوں بھائی ایک ساتھ کھاتے پیتے تھے، کماتا ایک کا اور کھانا دو کا، اس لئے کمانے والے بھائی نے نبی کریم ﷺ کے پاس شکایت کی کہ میرا بھائی نہ تو میرے کام کاج میں ہاتھ بٹاتا ہے اور نہ خود الگ سے کوئی کام کرکے کماتا ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے یہ شکایت سن کر فرمایا کہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ بھائی کی برکت سے تمہیں رزق دیا جاتا ہو۔

دوستو! یہ حدیث اس امر پر بھی دلالت کرتی ہے کہ غریب، غرباء، فقراء اور اعزہ واقرباء کی خبر گیری کرنا اور ان کی معاشی ضروریات کی کفالت کرنا رزق میں وسعت وبرکت کا باعث ہے، اصل رازق اور رزاق اللہ ہی ہے، بعض علماء نے لکھا کہ کسی بھی کام کے لئے اسباب وتدابیر اختیار کرنا فرض ہے اور اس پر یقین رکھنا کفر ہے۔

اطاعت وفرمانبرداری میں مدد خداوندی

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اگر ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری میں وقت گذاریں تو مدد خداوندی سے ہمکنار ہوں گے۔ مشکوۃ شریف میں حدیث ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ قَالَ رَبُّکُمْ عَزَّ وَجَلَّ لَوْ اَنَّ عَبِیْدِیْ اَطَاعُوْنِیْ لَاَسْقَیْتُهُمُ الْمَطَرَ بِاللَّیْلِ وَاَطْلَعْتُ عَلَیْهِمُ الشَّمْسَ بِالنَّهَارِ وَلَمْ اَسْمَعْهُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ. (رواہ احمد)

چنانچہ اس حدیث قدسی میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا بزرگ وبرتر پروردگا فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری فرمانبرداری کریں تو میں ان پر یقیناً رات میں تو بارش برساؤں اور دن میں ان پر دھوپ کی چادر پھیلاؤں اور ان کو بادل گرجنے کی آواز نہ سناؤں۔

دوستو! اللہ تبارک وتعالی مطیع اور فرمانبرداروں سے بہت خوش ہوتے ہیں ان کے لئے رات میں بارشیں برساتے ہیں تاکہ راحت اور چین کی نیند سو جائیں اور دن میں دھوپ نکالتے ہیں تاکہ کام کاج میں مشغول رہ سکیں اور ان کو بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سے بھی محفوظ رکھتے ہیں تاکہ ان کے راحت وآرام میں خلل نہ پڑے اور کام کاج میں رخنہ انداز نہ ہوں۔

صبر وتوکل پر حیرت انگیز واقعہ

دوستو! مجھے آج اس مجلس میں اس موقع پر ایک عجیب وغریب واقعہ یاد آیا، صاحب مشکوۃ نے باب التوکل والصبر کے تحت حضرت ابو ہریرہ ؓ کے حوالہ سے بیان کیا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا واقعہ ہے کہ وہ ایک دن اپنے گھر والوں کے پاس آیا اس نے دیکھا کہ گھر والے فقر وفاقہ کی حالت میں ہے تو وہ مارے شرم کے جنگل کی طرف نکل گیا تاکہ اللہ کے حضور اپنی حاجات پیش کرے اور یکسوئی کے ساتھ اس کی بارگاہ میں عرض ومناجات کرے، ادھر جب اس کی بیوی نے دیکھا کہ شوہر شرم کی وجہ سے باہر چلا گیا ہے تو وہ بیوی اٹھی اور چکی کے پاس گئی اور چکی کو پاک صاف کرلیا اس امید پر کہ شوہر باہر سے آئے گا تو کچھ نہ کچھ لیکر آئے گا، اس کو پیس کر روٹی پکالوں گی، پھر وہ تنور کے پاس گئی اور اس کو گرم کیا اللہ سے یہ دعا کی اے اللہ تو

Scanned by CamScanner

بہترین رزق دینے والا ہے ہمیں رزق عطا فرما، دعاء کرنے کے بعد اس بیوی نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ چکی کا گراند یعنی اس کی تالی آٹے سے بھری ہوئی ہے پھر یہ بیوی تنور کی طرف گئی جا کر دیکھتی کیا ہے کہ تنور میں روٹیاں خود بخود پک رہی ہیں اور باہر آ رہی ہیں بیوی نے روٹیاں اٹھا کر رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد عرض و مناجات کر کے شوہر جنگل سے آیا، آ کر دیکھتا کیا ہے کہ روٹیاں ہی روٹیاں تیار ہیں، بیوی سے معلوم کیا کہ کیا میرے چلے جانے کے بعد کہیں سے کچھ غلہ وغیرہ آیا تھا، بیوی نے کہا کہ ہاں ہمیں خدا کی طرف سے ملا ہے، مگر عام طریقہ کے مطابق کسی انسان نے ہمیں نہیں دیا ہے، بلکہ یہ رزق محض غیب سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، خاوند نے جب بات سنی تو اسکو بھی بڑا تعجب ہوا اور وہ سن کر سیدھا چکی کے پاس گیا، دیکھتا کیا ہے کہ چکی چل رہی ہے غلہ پس رہا ہے غلہ ڈالنے والا کوئی نہیں ہے چکی کا پاٹ اٹھا کر دیکھا تو چکی بند ہو گئی جو غیبی کرشمہ تھا وہ ختم ہو گیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پورا واقعہ اللہ کے رسول ﷺ کو سنایا، اللہ کے رسول ﷺ نے سن کر فرمایا جان لو اس میں کوئی شبہ نہیں اگر وہ شخص اس چکی کو نہ اٹھاتا تو وہ چکی مسلسل قیامت کے دن تک برابر چلتی رہتی، اور اس سے متواتر آٹا نکلتا رہتا۔ (رواہ احمد)

میرے محترم دوستو! یہ ہے اللہ سے مانگنے کا اثر کہ آدمی اعتماد اور بھروسہ کے ساتھ اس سے مانگے وہ اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے، اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آتی ۔

وہ شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ اس کا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

میرے دوستو! اللہ کی رحمت تو بہانہ ڈھونڈتی ہے، وہ تو چاہتے ہیں

کہ میں اپنی رحمت کو عام کروں مگر رحمت کو سنبھالنے والے نہیں، ان رحمتوں کے متحمل بھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص اور مخصوص بندوں کو بناتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے فرزند ارجمند اسماعیل ذبیح اللہ جب وہ اپنے پاؤں کو بیت اللہ شریف کے دروازہ کے قریب زمین پر مار رہے تھے تو پانی جاری ہو گیا، جسے آج ہم آبِ زمزم کے نام سے یاد کرتے ہیں، ساری دنیا اس پانی سے سیراب ہو رہی ہے، اس پانی میں کوئی کمی نہیں آ رہی ہے، اور اس پانی کی خصوصیت بھی یہ ہے کہ وہ پانی کبھی خراب بھی نہیں ہوتا، اسی طرح دوستو اگر یہ چکی چلتی رہتی اور وہ آدمی اس کو نہ اٹھاتا تو ساری دنیا اس چکی کے آٹے سے سیراب ہوتی رہتی، اس لئے میرے نوجوان بھائیو تقویٰ اور توکل اعتماد اور بھروسہ کو اپنے ہاتھوں سے نہ چھوٹنے دو۔

تقویٰ اور توکل اور صبر کے فضائل و برکات

میرے محترم بزرگو اور دوستو! تقویٰ و توکل اور صبر بہت بڑی دولت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تقویٰ و توکل اور صبر میں بڑی برکات رکھی ہیں، ابن ماجہ اور دارمیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ اور ماحصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بلا شبہ ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اس پر عمل کریں تو ان کے حق میں وہی ایک آیت کافی ہو جائے (اور ان کو دیگر اوراد و وظائف کی ضرورت نہ رہے) وہ آیت یہ ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.

اس آیت شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں یعنی گناہ کے کاموں سے بچتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو دنیا و آخرت کی

Scanned by CamScanner

ہر مشکل و صعوبت سے نجات دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق مہیا فرماتے ہیں جہاں سے اس کو ملنے کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا، اور مقصود صحیح یہ ہے کہ رزق سے مراد ہر ضرورت کی چیز ہے خواہ وہ دنیا کی ہو یا آخرت کی، مومن متقی کے لئے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم اس کی ہر ضرورت پوری فرمائیں گے اور اس کی ہر مشکلات کو آسان کر دیں گے، اس کو یہ بھی نہیں پتہ چلے گا کہ میری ضروریات کس طرح پوری ہو گئیں، آیت شریفہ کا اگلا حصہ ہے

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔

جو شخص اللہ پر توکل اور بھروسہ کرے گا اللہ اس کی مہمات اور مشکلات کے لئے کافی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کام کی انتہا کو پہنچنے والا ہے اس کا کوئی کام ادھورا اور ناقص نہیں رہتا جس کام کا وہ ارادہ کرتا ہے اس کو پورا ہی کر کے چھوڑتا ہے، اور اس نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے اسی کے مطابق سب کام انجام دیتے ہیں، اس کی حکمت و تقدیر نے اگر کسی کام کی تاخیر مقدر کر دی تو وہ اسی تاخیر سے ہوگا اور اگر ناگہاں اور فوری طور پر کسی چیز کو اللہ نے مقدر کر دیا تو وہ ناگہاں اور اچانک رونما ہو جائیں گی، یہ اللہ کی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں، بہر کیف جس طرح اس نے فیصلہ کیا اسی طرح ہر کام کا ہونا ضروری ہے، اس لئے ہم لوگوں کی یہ روش اور انداز ٹھیک نہیں ہے کہ ہم اللہ کے فیصلوں میں تاخیر اور تعجیل کا شکوہ کرتے رہیں، تقویٰ و توکل اور صبر کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی تقدیر پر رضا برضا سر تسلیم خم کرتے رہیں۔

حضرات مفسرین نے اس آیت کا شان نزول بھی تحریر کیا ہے،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لڑکے سالم کو دشمن گرفتار کر کے لے گئے اس کی ماں سخت پریشان ہے مجھے کیا کرنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کو اور لڑکے کی والدہ کو حکم دیتا ہوں کہ تم کثرت کے ساتھ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کرو، ان دونوں نے حکم کی تعمیل کی اور کثرت سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنے لگے، اس کا اثر یہ ہوا کہ جن دشمنوں نے لڑکے کو قید کر رکھا تھا وہ اچانک غافل ہو گئے اور لڑکا ان کی قید سے کسی طرح نکل گیا، اور ان کی بکریاں ہنکا کر والد صاحب کے پاس آ گیا، بعض روایات میں ہے کہ اس کے ہاتھ ایک اونٹ لگ گیا وہ اونٹ پر سوار ہو کر دوسرے اونٹوں کو بھی ساتھ لیکر آ گیا، والد صاحب یہ خبر لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آ کر یہ سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول میرا لڑکا جو بکریاں اور اونٹ لیکر آیا ہے یہ ہمارے لئے حلال اور جائز ہیں یا نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی "وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا" اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اس کے لئے روزی کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بے حساب روزی ملتی ہے۔

بے حساب روزی کا مشاہدہ

میرے استاذ محترم حضرت مولانا الحاج شریف احمد صاحبؒ بانی مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور فرمایا کرتے تھے کہ قطب عالم ولی کامل عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائپوری نور اللہ مرقدہ نے کاشف العلوم کے سنگ بنیاد کے وقت یہی آیت پڑھی تھی:

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهٖ قَدْ

Scanned by CamScanner

جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا.

فرمایا کہ اللہ کے بھروسہ پر کام شروع کردو، جھنجل پور بیابان جگہ تھی، جنگل تھا، آ ہو کا سا منظر تھا، چلتے راہ گیر اور مسافر دن میں خوف کھاتے اور ڈرتے تھے، پڑھنے پڑھانے والوں کا کوئی نظم نہیں تھا، قریب تانکہ گاؤں سے پانچ بچوں کو بلا کر "وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ" کا سبق شروع کردیا گیا تھا، آج الحمدللہ اس سبق کی برکت سے جنگل کا منگل بن گیا، روزی کے، رزق کے غیب سے ایسے خزانے کھلے ہیں کہ دیکھنے والے محو حیرت ہیں، زکریا اسعدیؒ نے کہا تھا ۔

حسن روز افزوں نے کتنا فرق پیدا کردیا
دیکھئے یہ آپ ہیں یہ آپ کی تصویر ہے

کاشف العلوم کے ہر پمفلٹ، کتابچہ، روداد، آئینہ کاشف العلوم اور عمارات کے پتھروں پر حضرت مولانا شریف صاحبؒ یہی آیت لکھواتے تھے

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ.

حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحبؒ رائپوری کی زندگی بھی تقوی وتوکل سے مزین اور آراستہ تھی، حقیقت میں اصحاب صفہ جیسی زندگی آپ نے گذاری دار العلوم دیوبند کے زمانۂ طالب علمی میں سبزی منڈی سے پتے اٹھا کر لاتے اور ان کو دھل کرا ابال لیتے اور کھا لیتے۔

تقوی اور توکل کا حق

میرے محترم دوستو! آج ہم سے تقوی اور توکل کا حق ادا نہیں ہو رہا ہے اس لئے ہم مصائب وپریشانیوں میں گھرے نظر آتے ہیں تقوی کا حق یہ ہے کہ ہم گناہوں سے بچتے رہیں اللہ کا ذکر کرتے رہیں اور اس کو فراموش نہ

کریں اور توکل کا حق یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کریں اور اس بات پر پورا یقین واعتقاد ہو کہ کسی بھی چیز کو وجود میں لانے والا خواہ وہ چیزیں جاندار ہوں، ضرر و نفع والی ہوں یا غربت وافلاس والی ہوں یا ضعف وبیماری اور صحت وتندرستی والی ہوں غرضیکہ سب کا مالک اللہ تعالی ہے۔

دوستو! جب ہم اس یقین اور اعتماد کے ساتھ اللہ سے مانگیں گے تو اللہ تبارک وتعالی پرندوں کی طرح ہمیں روزی دے گا، اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا. ترمذی وابن ماجہ

حضرت عمر بن خطاب ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حقیقت میں اگر تم اللہ پر توکل واعتماد کرو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو یقینا وہ تمہیں اسی طرح روزی دے گا جس طرح کہ پرندوں کو روزی دیتا ہے، وہ پرندے صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے اپنے گھونسلوں میں واپس آتے ہیں، حدیث سے معلوم ہوا کہ کسب وکمائی اور جد وجہد کے ساتھ ساتھ اللہ پر اعتماد کرو جیسے پرندے اس اعتماد پر گھونسلوں سے نکلتے ہیں کہ اللہ تعالی ہمیں روزی دے گا، چنانچہ اللہ تعالی روزی دے کر واپس کرتا ہے۔

توکل کی فضیلت

میرے عزیزو اور پیارے نوجوان دوستو! توکل کے بہت فضائل ہیں صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عباس ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ تو بدفالی لیتے ہیں، نہ منتر پڑھواتے ہیں اور نہ اپنے جسم کو دغواتے ہیں بلکہ وہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالی ہم سب کو توکل اور اعتماد کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

توکل کی برکت کا ایک عجیب واقعہ

دوستو! توکل کی عجیب وغریب برکتیں ہیں اس پر کوے کے بچوں کا ایک واقعہ مجھے یاد آیا، کوے کے بچے جب انڈوں سے باہر آتے ہیں تو بالکل سفید ہوتے ہیں کوا جب ان کو دیکھتا ہے تو اس کو بہت برے لگتے ہیں، چنانچہ ان بچوں کو چھوڑ کر وہ کوا چلا جاتا ہے اور وہ بچے تنہا پڑے رہ جاتے ہیں تو اللہ تعالی ان کے پاس مکھی اور چیونٹیاں بھیجتا ہے جن کو وہ بچے چن چن کر کھاتے ہین اور پرورش پاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ بڑے ہوجاتے ہین تو اپنا رنگ بدل دیتے ہیں اور بالکل سیاہ ہوجاتے ہیں پھر کچھ عرصہ کے بعد کوا ان بچوں کے پاس آتا ہے اور ان کو سیاہ رنگ کا دیکھتا ہے تو ان کو لیکر بیٹھ جاتا ہے اور ان کی پرورش کرنے لگ جاتا ہے، دیکھو اللہ کی شان کہ وہ کوے کے بچوں کو بغیر حرکت وسعی کے کس طرح روزی پہنچا رہا ہے۔ (مظاہر حق ج٦)

پرورش کا ایک عجیب وغریب واقعہ

دوستو! پروردگار اپنی مخلوق کی عجیب وغریب طریقہ سے پرورش فرماتا ہے پروردگار کی پرورش کے بہت سے واقعات تاریخ کی کتابوں میں ملتے ہیں مگر ایک واقعہ بہت ہی عجیب وغریب اور انوکھا لکھا ہے۔

ایک روز اللہ تبارک وتعالی نے روح قبض کرنے والے فرشتے حضرت عزرائیل سے پوچھا کہ کیا کبھی کسی کی روح نکالتے ہوئے تجھے رحم بھی

آیا ہے، حضرت عزرائیل نے کہا کہ ہاں ایک موقع پر مجھے بہت رحم آیا تھا اور یہ اس وقت کا قصہ ہے کہ ایک کشتی ٹوٹ گئی تھی اور اس کے لوگ پانی میں غرق ہوگئے تھے اور کچھ لوگ ڈوبنے سے بچ گئے تھے جو کشتی کے تختوں پر تیر رہے تھے ان ہی میں ایک عورت بھی تھی جو تیرتے ہوئے تختہ پر بیٹھی ہوئی اپنے شیر خوار بچے کو دودھ پلا رہی تھی اس وقت اے اللہ تیرا حکم ہوا کہ اس عورت کی روح قبض کرلو، لیکن مجھے اس کے بچہ پر بہت رحم آیا جو اس تیرتے ہوئے اور ٹوٹے ہوئے تختہ پر تنہا رہ گیا تھا، اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا اے عزرائیل تمہیں معلوم ہے اس بچہ کا انجام کیا ہوا؟ عزرائیل نے کہا کہ مجھے نہیں اللہ نے فرمایا میں نے اس ٹوٹے ہوئے اور تیرتے ہوئے تختہ کو حکم دیا کہ اس بچہ کو جزیرہ کے کنارے پر چھوڑ دے چنانچہ بچہ ساحل کے کنارہ پر پہنچ گیا، پھر میں نے ایک شیرنی اس بچہ کے پاس بھیجی اس نے اپنا دودھ پلا پلا کر اس بچہ کی پرورش کی جب وہ کچھ بڑا ہوگیا تو میں نے جنات متعین کردئے تاکہ وہ بچہ کو رہن سہن کی تعلیم دیں، یہاں تک کہ وہ ایک مضبوط جوان ہوگیا، اور پھر علم وفضل میں کمال حاصل کرتا ہوا علماء کی صف میں داخل ہوگیا، دولت وامارت سے بہرہ مند ہوا، آخرکار سلطنت کے مرتبہ کو پہنچ کر تمام روئے زمین کا بادشاہ و حکمران بن گیا، تب وہ اپنی اصل حقیقت کو بھول گیا اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگا، ربوبیت کے حقوق کو فراموش کردیا اس کو یہ یاد نہ رہا کہ خدا تعالی نے دریا کی لہروں سے نکال کر ایک شیرنی سے تجھے دودھ پلایا، جنات کے ذریعہ تعلیم سے آراستہ کیا اور پھر تجھے اس مرتبہ ومقام پر پہنچادیا کہ تو آج پوری روئے زمین کا بادشاہ مطلق العنان حکمراں بن بیٹھا ہے، عزرائیل جانتے ہو وہ کون شخص تھا؟ وہ اس دنیا میں شداد کے نام سے مشہور ہوا جس نے اپنی خدائی کا

دونوں دنیا اور اپنی جنت بھی بنائی۔

بہرحال اس واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر بہت رحیم وکریم ہے جب وہ اپنے دشمنوں کو رزق دیتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے متوکل اور مخصوص بندوں کو بھول جائے۔

توکل نہ کرنے والوں سے اللہ بری ہے

میرے محترم دوستو! اگر ہمارے اندر توکل نہ رہا تو اللہ تبارک وتعالیٰ بری ہیں اسے کوئی فکر نہیں ہم جہاں چاہیں مریں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انسان کا دل ایک جنگل کی طرح ہے جس کی مختلف شاخیں اور گوشے ہیں، مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل میں اور اس کی فطرت میں طرح طرح کی فکریں اور غم ہیں لہٰذا جس آدمی نے اپنے آپ کو ان شاخوں اور گوشوں میں الجھا لیا یعنی اپنے دل کو رزق اور دوسری ضروریات زندگی کی فکروں اور غموں میں مشغول ومنہمک کر لیا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس ہلاکت میں مبتلا ہو اور کس حالت میں موت اس کو آدبوچتی ہے، ہاں جس آدمی نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کی درستگی کے لئے کافی ہے، دل ودماغ کی پراگندگی، پریشانی اور ظاہری جسمانی تعب ومحنت اور مشقت سب سے نجات دے دیتا ہے۔

حضرت نانوتویؒ کا تقویٰ

دوستو! حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے بارے میں حضرت تھانویؒ نے لکھا کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ شاہ جہاں پور تشریف لے جارہے تھے، دوست واحباب کی سفارش سے اپنے صاحبزادہ نوعمر حافظ احمد صاحب ساتھ ہو لئے مرادآباد پہنچے تھے کہ احباب میں سے کسی نے صاحبزادہ کو پانچ روپے پیش کئے تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کو اس کا علم ہوا تو صاحبزادہ کو وہیں سے واپس فرمادیا اور فرمایا ہے یہ تو جال ہے، یعنی دنیا طلبی کا ذریعہ ہے، یہ حضرات تھے تقویٰ وتوکل اور استغناء کے مالک جن کے اثرات دارالعلوم دیوبند اور عالم اسلام میں مرکوز ہیں۔

تقریر کا خلاصہ

میرے محترم بزرگو اور دوستو! میری پوری تقریر کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ بندہ حصول معاش کے تمام تر اسباب وذرائع اور کسب وعمل کے تمام طریقے اپنانے کے ساتھ ساتھ دل سے اللہ تبارک وتعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کرے کہ اے اللہ اصل رزق پہنچانے والا تو ہی ہے، تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے، تیرے سوا کوئی آسرا نہیں ہے، جب آدمی اس اعتماد پر کمائے گا تو انشاء اللہ العزیز اس کی کمائی میں اور روزی میں خوب خوب برکت ہوگی۔

اسباب کا انکار نہیں

میرے محترم دوستو! میں روزی کے اسباب ووسائل کا انکار نہیں کر رہا ہوں، اسباب ووسائل سو ۱۰۰ فیصد اختیار کرنے چاہئیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِیْعًا" باری تعالیٰ اہل ایمان کو خطاب فرمارہے ہیں کہ احیائے دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرو اور جہاد کے لئے اسلحہ فراہمی کا بھی حکم دیا جارہا ہے مگر یہ وعدہ نہیں کہ تم یقیناً محفوظ ہو جاؤ گے صرف اتنا ہے کہ اسباب کا اختیار کرنا صرف اطمینان قلبی

کے لئے ہوتا ہے ورنہ ان میں فی نفسہ نفع ونقصان کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔

جذبہ اور یقین

اس لئے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ جذبہ صادقہ اور یقین کامل اپنے اندر پیدا کرے جب تک کسی چیز کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا تو بات نہیں بنتی ایک آدمی نماز پڑھتا ہے اس کو پچاس نمبر ملتے ہیں اور ایک دوسرا آدمی بھی نماز پڑھتا اس کو تیس نمبر ملتے ہیں کسی کو بیس نمبر ملتے ہیں کسی کو دس نمبر ملتے ہیں اور بعض کو کچھ بھی نہیں ملتا اور بعض کو پورے سو نمبر مل جاتے ہیں، گویا کہ جیسا جیسا جذبہ جس کے اندر ہوگا ویسے ہی نمبرات حاصل کرلے گا، اس لئے ہمارا جذبہ سچا ہو اور یقین کامل ہو تو انشاء اللہ العزیز پورے سو نمبر بھی آدمی نماز پڑھ کر حاصل کرسکتا ہے، بس اسی طرح رزق کا مسئلہ ہے کہ انسان خوب جذبہ صادقہ اور محنت شاقہ کے ساتھ کمائے اور پھر یقین رکھے کہ اصل ملجاء وماوی اللہ ہی ہے "لَامَلْجَاءَ وَلَامَنْجاً مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ" آدمی کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی پناہ اگر دے سکتا ہے تو اللہ ہی دے سکتا ہے، نصرت اور مدد اگر آسکتی ہے تو اللہ ہی کی طرف سے آسکتی ہے "اِنْ تَنْصُرُوْا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ" اس لئے میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہماری نظر اللہ ہی کی طرف رہنی چاہیے، اللہ ہی کی طرف ہمیں دوڑنا چاہیے، بھاگنا چاہیے "فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ" اگر تم کامیابی چاہتے ہو تو اللہ کی طرف دوڑو، کسب وکمائی اور رزق حلال کے سلسلے میں بڑی مصیبتیں اور آزمائشیں آتی رہتی ہیں اس سے گھبرانا نہ چاہیے، بلکہ قدم جما کر رکھنے چاہئیں، پرندوں کی طرح، کیڑے مکوڑوں کی طرح اور زمین پر چلنے والے ہر قسم کے جانوروں کی طرح یقین، اعتماد اور بھروسہ رکھو کہ رزق وہی ذات عطا کرتی ہے جس نے اپنے کلام پاک میں

بانگ دہل فرمادیا "وَمَامِنْ دَابَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا" ایک جگہ ارشاد فرمایا "فَکَاَیِّنْ مِّنْ دَابَّۃٍ لَاتَحْمِلُ رِزْقَھَا اَللّٰہُ یَرْزُقُھَا وَاِیَّاکُمْ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (عنکبوت)" اس آیت شریفہ میں بھی باری تعالی اشارہ فرمارہے ہیں کہ تم لوگ اپنا سامان معیشت (روزی کے اسباب ووسائل) ساتھ ساتھ لئے مت پھرو کیونکہ بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اپنی کمر پر لادے نہیں پھرتے پھر بھی رازق حقیقی ان کو ہر روز رزق پہنچاتا ہے، اس لئے میرے دوستو! تم ہر وقت روزی کے فکر میں مبتلا نہ رہا کرو، قرآن مجید میں سورۂ عنکبوت میں صاف صاف اعلان کبریا ہے "اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ" اللہ تبارک وتعالی پھیلاتا ہے روزی جس کے لئے جتنی چاہتا ہے "وَیَقْدِرُ لَہٗ" یعنی اللہ ناپ ناپ کر دیتا ہے، جتنی جس کو ضرورت ہوتی ہے، کیا شان ہے اس ذات کریمی کی "اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ" کہ اس کو سب خبر ہے کہ کس کو کتنا دینا چاہیے۔

دعا ہے اللہ تعالی ہم سب کی ضروریات کا تکفل فرمائے ہماری ضروریات کے مطابق رزق کے فیصلے فرمائے،، ہر طرح کی تنگی ومصیبت کو دور فرمائے، اپنی ذات پر مکمل اعتماد اور بھروسہ رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ذکر وفکر میں مشغول رہنا آسان سے آسان تر فرمائے۔

خدا کو بھول گئے لوگ فکر روزی میں
تلاش رزق ہے رزاق کا خیال نہیں

وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب.

Scanned by CamScanner

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

عید قرباں اور آزمائش خلیل علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى أَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ. صدق الله العظیم.

بشارت خواب میں پائی اٹھ ہمت کا ساماں کر
پے خوشنودئ مولا اسی بیٹے کو قرباں کر

گرامی قدر برادران اسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
آج کی اس مبارک مجلس میں عید قرباں اور اللہ کی مہمان نوازی کے متعلق کلام کروں گا، اس لئے غور وفکر سے عمل کی نیت سے، خلوص وللّٰہیت اور دینی جذبات کے ساتھ سماعت فرمائیں۔

تاریخ قربانی

دوستو اور بزرگو اور میرے دینی بھائیو! قربانی کی تاریخ بہت پرانی اور قدیم ہے، جتنی پرانی تاریخ سید البشر حضرت آدم علیہ السلام اور نسل انسانی کی ہے

اتنی ہی پرانی تاریخ قربانی کی ہے، قرآن مجید میں اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے:

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ.

دوستو! قربانی کہتے ہیں جس چیز کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے خواہ جانور ذبح کرنے سے ہو یا عام صدقہ وخیرات کے ذریعہ ہو، آج ہم جس قربانی کا ذکر کر رہے ہیں وہ قربانی جانور ذبح کرنے سے پوری ہوگی

قربانی کا پس منظر

قربانی کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بیوی حضرت حواء علیہا السلام کے بطن سے ایک ساتھ لڑکا اور لڑکی پیدا ہوتی تھی اگلے حمل سے پھر ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی، نکاح کا طریقہ اس شریعت میں یہ تھا کہ ایک حمل کی لڑکی اور دوسرے حمل کا لڑکا، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل جب پیدا ہوئے تو حضرت ہابیل علیہ السلام کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی وہ بدشکل اور بدصورت تھی، قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی وہ انتہائی خوبصورت اور حسین تھی، جب نکاح اور شادی کا نمبر آیا تو قابیل نے کہا کہ میرے ساتھ جو لڑکی اقلیما پیدا ہوئی میں اس سے نکاح کراؤں گا، سب چاہتے ہیں کہ خوبصورت لڑکی سے نکاح ہو مگر اللہ کا نظام ہے وہ کالے کو گوری دیدے اور گورے کو کالی ؎

قسمت کیا قسام ازل نے
جو جس چیز کے لائق نظر آیا

معلوم ہوا کہ اللہ کے فیصلہ پر راضی رہنا چاہیے وہ جس کے مقدر میں جیسی رکھدے اس کو خوشی سے قبول کرلے۔

بہرحال ہابیل نے کہا میرے ساتھ ہلیوا پیدا ہوئی ہے میرے لئے

جائز نہیں ہے کہ میں اس سے نکاح کروں، اس لئے کہ وہ میری سگی (حقیقی) بہن ہے، بہرحال دونوں بھائیوں میں تنازع اور اختلاف پیدا ہوگیا، حضرت ہابیل حق پر ہے اور قابیل ناحق اور باطل پر ہے، گویا کہ حق وباطل کی جنگ چھڑ گئی، بالآخر اللہ کی طرف سے فیصلہ صادر ہوا "اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا" کہ دونوں بھائی قربانی پیش کرو جس کی قربانی قبول ہوجائے گی وہ حق پر ہے، اور جس کی قربانی قبول نہیں ہوگی وہ باطل پر ہے۔

مقبول قربانی کا طریقہ

قربانی کی قبولیت اور عدم قبولیت کا طریقہ یہ تھا کسی پہاڑ پر اپنی اپنی قربانی کی چیز رکھدیتے کوئی غلہ کی قربانی پیش کرتا کوئی روپیہ پیسہ کی قربانی پیش کرتا، کوئی جانوروں کی قربانی پیش کرتا، آگ آتی اور مقبول قربانی کو جلا کر راکھ کردیتی، چنانچہ قابیل نے غلہ کی قربانی پیش کی اور حضرت ہابیل نے مینڈھے کی قربانی پیش کی، آگ آئی مینڈھے کو جلا کر خاک کرکے چلی گئی، گویا کہ ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی، قابیل کو بڑا افسوس ہوا اور برافروختہ ہوگیا، غصہ میں جل بھن گیا ارادہ کرلیا کہ بس اب میں اپنے بھائی ہابیل کو قتل کردوں گا، قرآن نے نقشہ کھینچا "قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ" قابیل نے کہا اب تو میں تجھے قتل کرکے رہوں گا، اس لئے کہ اللہ نے تیری قربانی قبول کرلی اور میں محروم ہوگیا، حضرت ہابیل نے جواب دیا "قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ" اللہ تعالی قربانی اپنے متقی بندوں کی قبول کرتا ہے۔

لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَیَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِیَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

حضرت ہابیل اپنے بھائی قابیل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا

Scanned by CamScanner

اے قابیل اگر تو مجھے مارنیکا ارادہ کرتا ہے میری طرف قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے گا یاد رکھ میں تیری طرف قتل کرنے کیلئے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا تو مجھے قتل کردے میں تجھ سے بدلہ نہیں لوں گا میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں، اللہ نے حضرت ہابیل کو حوصلہ دیا آگے بڑھ کر یوں کہا:

اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْءَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ وَذَالِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِیْنَ.

میں تو یوں چاہتا ہوں کہ میرا گناہ اور تیرا گناہ تیرے ہی اوپر لوٹ جائے اور تو اصحاب نار میں سے ہو جائے اور ظالمین کی جزا ایسی ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ہابیل نے اپنے بھائی قابیل کو خیر خواہانہ نصیحت کی مگر قابیل نے کچھ نہیں سنا اس پر صحیح اور نیک باتوں کا کچھ اثر نہیں ہوا، بھائی ہابیل کو قتل کر کے ہی رہا، دنیا میں ایسا طریقہ جاری کر دیا کہ قیامت تک جتنے بھی قتل ہوں گے سب کا عذاب اور گناہ قابیل کو ہوگا:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَیِّئَةً فَعَلَیْهِ وِزْرُهٗ وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ.

نادان قابیل

نادان قابیل نے خلاف شریعت نکاح کرنے میں بہادری سمجھی، من چاہی زندگی گزارنے کو فخر سمجھا، قرآن نے قتل کا نقشہ کھینچا کہ بھائی ہابیل کو قتل تو کردیا مگر قابیل خود پریشان ہے، نادم ہے، شرمندہ ہے کہ اب بھائی کا کیا کروں، کہاں لے جاؤں، اس لئے کہ آج سے پیشتر دنیا میں کوئی قتل نہیں ہوا تھا، کوئی دنیا سے فنا نہیں ہوا تھا، بھائی کی نعش میں تعفن اٹھ گیا، سڑ ہیند پیدا ہوگئی، بدبو پھیل گئی، پس اللہ تبارک وتعالی نے ایک کوا بھیجا وہ کوا اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کھودتا تھا اور کھود کر ایک دوسرے کوے کو جو کہ مرا ہوا تھا اس کو

گڑھے میں دھکیل کر اس میں مٹی ڈالتا تھا تاکہ قابیل کو معلوم ہو جائے کہ اپنے مردہ بھائی ہابیل کی نعش کو کس طرح زمین میں چھپائے، بہرحال قابیل نے سارا ماجرا دیکھا اور اپنے بھائی قابیل کو پھر گڑھا کھود کر زمین میں دھنسا دیا، اور اوپر سے مٹی ڈال دی اور یوں گویا ہوا:

قَالَ یٰوَیْلَتٰی اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ. قابیل نے کہا اے افسوس میں عاجز ہو گیا کہ میں اس کوے کے مثل بھی نہیں ہوں کہ میں چھپاتا لاش اپنے بھائی کی، میں ہو گیا شرمندہ ہونے والوں میں سے۔

روایات میں آتا ہے کہ قابیل نے بھائی ہابیل کو قتل تو کردیا مگر خود کا دل قابو میں نہ رہا مخبوط الحواس ہو گیا اسی بدحواسی اور پریشانی میں مر گیا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

دونوں جہاں میں خسران ہی خسران مقدر بن گیا، اللہ تعالی اسکی بدحواسی سے، غصہ سے، غیظ وغضب سے بچائے جس میں اپنی دنیا اور آخرت ہی خراب ہو جائے۔

بہرحال پتہ چلا کہ قربانی کا پیش آنے والا واقعہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ کا ہے، حضرت آدم علیہ السلام مکہ میں ہیں حج کے لئے گئے ہوئے ہیں، بچے یہاں ہندوستان میں لڑ رہے ہیں، قتل وقتال ہو رہا ہے، مکہ مین آدم کو خبر ہوئی کہ ہابیل کا قتل ہو گیا، حضرت آدم علیہ السلام مکہ سے چلے راستہ میں دیکھا کہ ہر چیز میں تغیرات پیدا ہو گئے۔

بستیاں اور بستیوں کے رہنے والے بدل گئے
روئے زمین غبار آلود اور بدنما ہو گئے

حضرت آدم علیہ السلام نے آکر قابیل سے معلوم کیا کہ تم نے بھائی کا قتل کیا ہے انکار کر بیٹھے اور کہا کہ میں قتل کرتا تو خون موجود ہوتا یہاں خون کا نام ونشان نہیں ہے، اُس وقت زمین خون کو نگل جاتی تھی، اللہ نے اسی وقت زمین کو حکم دیدیا کہ اب خون نہ نگلنا، چنانچہ اسی دن سے زمین نے خون نگلنا بند کردیا، اب زمین خون نہیں پی تی، بلکہ خون جوں کا توں زمین پر پڑا رہتا ہے، اللہ کی شان، اس کی شان کریمی کے صدقے کہ خون زمین پر ہفتوں، مہینوں جوں کا توں پڑا رہتا ہے۔

اولوالعزم پیغمبر کی قربانیاں

محترم سامعین! یوں تو قربانیاں سارے انبیاء نے پیش کیں، سارے انبیاء کے زمانہ میں قربانی کے واقعات یکے بعد دیگرے پیش آتے رہے امتحانات اور آزمائشوں سے حضرات انبیاء کی زندگی بھری پڑی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائشیں مشہور ہیں طرح طرح کی آزمائشوں سے واسطہ پڑا، تین آزمائش بہت کڑی اور سخت ہیں۔

پہلی آزمائش

پہلی آزمائش یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شروع ہی سے توحید پرست تھے اور قوم بت پرست تھی حتی کہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر بھی اعلی درجہ کا بت پرست اور بُتوں کا نمبرون کاریگر تھا۔

آزر کو دعوتِ توحید

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے باپ آزر کو توحید کی دعوت پیش کی، آزر کا گھر کفر وشرک کا سب سے بڑا مرکز تھا اس

لئے دعوت حق کی ابتداء اپنے ہی گھر سے کی، آزر کو کفر وشرک کے انجام بد سے ڈرایا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مخلصانہ پند ونصائح کا کوئی اثر آزر نے قبول نہیں کیا، اُلٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈرانا دھمکانا شروع کیا:

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِىْ مَلِيًّا.

قوم کو دعوتِ توحید

دوستو اور بزرگو اور میرے دینی بھائیو! جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کا اثر آزر پر نہ ہوا تو قوم کو دعوتِ توحید دی کہ ایک خدا کے پرستار بن جاؤ چند معبودوں اور بتوں کی پرستاری چھوڑ دو، ایک دفعہ موقع پا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام بت توڑ دیئے چنانچہ قوم نے پوچھا اے ابراہیم تو نے ہمارے بتوں کو کیوں توڑا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مجھے پتہ نہیں اپنے بڑے بت سے پوچھ لو ''قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُ'' قوم غصہ میں بھر گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بہت خفا ہوئے حتی کہ جنگ وجدل اور انتقام لینے پر تیار ہوگئے۔

نمرود کو دعوتِ توحید

آہستہ آہستہ یہ بات یعنی توحید کی دعوت کا سلسلہ نمرود تک پہنچا، نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناظرہ اور مباحثہ کیا، مناظرہ ومباحثہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کامیاب ہوگئے، نمرود مبہوت اور پریشان ہوگیا نمرود کی قوم بھی لاجواب ہوگئی، سب نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنے دیوتاؤں کی توہین اور اپنے باپ دادا کے دین کی مخالفت کو برداشت نہیں کریں گے ہم ابراہیم کو دہکتی ہوئی آگ میں جلا ڈالیں گے۔

Scanned by CamScanner

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لئے ایک الاؤ تیار کیا گیا جوق در جوق لوگ اس میں لکڑیاں ڈالنے کی نذر و منت مانتے تھے ایک دوسرے کو وصیت کرتے تھے کہ لکڑیاں ڈالنا خیر کی بات ہے، عورتیں بھی کار خیر سمجھ کر محنت اور مزدوری کر کے لکڑیاں خرید کر اس میں ڈالنا ثواب کی بات سمجھتی تھیں، تاریخی روایات میں ہے کہ ایک مہینہ تک سارے شہر کے لوگ لکڑیاں اکٹھا کرتے رہے پھر اس میں آگ لگا کر سات دن تک اس کو دھونکتے اور بھڑکاتے رہے، یہاں تک کہ اس کے شعلے فضائی آسمان میں اتنے اونچے ہو گئے کہ اگر کوئی پرندہ اس کے اوپر سے گذرتا تو جل جاتا، ایسی خطرناک آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ڈالنے کا پلان بنایا گیا، مگر ابراہیم علیہ السلام کو ڈالے کون؟ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے؟ اتنی خطرناک آگ کے قریب ابراہیم کو کیسے لیکر جائیں یہ کسی کے بس کی بات نہیں تھی، تو شیطان نے ان کو منجنیق (گوپیا) میں رکھ کر پھینکنے کی ترکیب اور تدبیر بتلائی۔

فرشتوں کی کمک اور مدد

بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا جا رہا ہے، منجنیق کا استعمال کیا جا رہا ہے، ساری مخلوق چیخ اٹھی حتی کہ آسمان کے فرشتے بھی کہہ رہے ہیں یارب کریم آپ کے خلیل ابراہیم پر کیا گذر رہی ہے وہ آگ میں ڈالا جا رہا ہے، روئے زمین پر ابراہیم کے علاوہ تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے ساری مخلوقات کو ابراہیم علیہ السلام کی مدد کرنے کی اجازت دیدی، پانی کا فرشتہ آیا اس نے کہا اے ابراہیم اگر آپ چاہیں تو میں آگ کو بجھا دوں، ہواؤں کا فرشتہ آیا اس نے عرض کیا اگر آپ حکم دیں تو میں آگ کو ہواؤں میں اڑا دوں، جبرئیل

امین تشریف لائے عرض کیا اے ابراہیم اگر میری کسی مدد کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں میرا اللہ میری مدد کے لئے کافی ہے "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"۔ (تفسیر مظہری)

اللہ کی مدد

بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایمان میں ذرا بھی جنبش نہیں آئی ان کے پایۂ استقامت میں ذرہ برابر بھی لغزش نہیں آئی، بے خوف وخطر آتش نمرود میں کود پڑے ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں داخل ہو رہے ہیں اور یہ کلمات پڑھ رہے ہیں:

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحَانَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ وَلَكَ الْمُلْكُ لَاشَرِيْكَ لَكَ. (تفسیر مظہری)

ان الفاظ کا پڑھنا تھا اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور آگ کو حکم دیا:

يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ.

اے آگ تو ٹھنڈی اور سلامت ہو جا ابراہیم پر، اللہ کے اس فرمان کے بعد آگ اپنی حقیقت میں آگ نہ رہی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ آگ نے اپنے آس پاس کی چیزوں کو جلایا جن رسیوں میں ابراہیم علیہ السلام کو باندھ کر آگ میں ڈالا گیا وہ رسیاں بھی جل کر خاک ہو گئیں، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بدن پر آنچ تک نہ آئی، تاریخی روایات میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آگ میں سات دن تک رہے، اور فرمایا

Scanned by CamScanner

کرتے تھے کہ مجھے اپنی عمر میں ایسی راحت کبھی میسر نہیں آئی جیسی راحت ان سات دنوں میں حاصل ہوئی۔

آج بھی ہو گر ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن مین دیدہ ور پیدا

دوسری آزمائش

میرے محترم دوستو! نارِ نمرود سے خلاصی کے بعد دوسری آزمائش کا دور شروع ہوگیا آپ کو اپنا وطن عراق چھوڑ کر ملک شام چلے جانے کا حکم ہوا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہؓ کے ہمراہ عراق سے شام کی جانب روانہ ہوگئے جب مصر پہنچے تو وہاں ایک ظالم بادشاہ سے سابقہ پڑا، چنانچہ اس ظالم بادشاہ کا یہ دستور تھا کہ جو بھی نیا مسافر آتا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی ہوتی تو بیوی کو اپنے حرم مین داخل کر لیتا اور شوہر کو قتل کرا دیتا اور اگر مسافر کے ساتھ اس کی بہن یا کوئی اور عزیز ہوتا تو پھر اس مسافر کو چھوڑ دیتا تھا، چنانچہ مصر کے اس ظالم بادشاہ کے پاس سے جب گذر ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارہ کو پکڑ لیا گیا اور اس ظالم بادشاہ کے کارندوں (کام کرنے والے) نے ظالم بادشاہ کے دربار میں پہنچا دیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ کو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جب بادشاہ تمہیں معلوم کرے تم کون ہو؟ تو کہہ دینا کہ میں ابراہیم کی دینی بہن ہوں اور ظاہر ہے کہ میرے اور تمہارے علاوہ اس سرزمین پر کوئی دوسرا مسلمان نہیں ہے، اس لئے اگر یہ ظالم بادشاہ تمہیں اپنے چنگل میں پھنسا لے تو کہہ دینا کہ یہ میرا دینی

بھائی ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارہ دربار میں حاضر ہوگئے، سوال و جواب شروع ہوگئے تو سارہ علیہا السلام نے کہا کہ یہ میرا دینی بھائی ہے، ایک روایت میں یہ بھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہ میری دینی بہن ہے۔

بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تو چھوڑ دیا گیا اور سارہؓ کو اس ظالم بادشاہ کے یہاں پہنچا دیا، اس ظالم بادشاہ نے عام عورتوں جیسا سلوک کرنا چاہا اور شب (رات) میں اس ظالم نے سیدہ سارہؓ کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تو ہاتھ شل (لنجا) ہوگیا، اور کسی طرح بھی کامیابی نہ مل سکی، حضرت سارہ سے کہا کہ تو اپنے رب سے دعا کر وہ میرے ہاتھ کو درست کردے میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا، چنانچہ سیدہ سارہؓ نے دعا کی فوراً اسی وقت ہاتھ درست ہوگیا، ظالم بادشاہ نے دوبارہ پھر ارادہ کیا ہاتھ بڑھایا اور زیادہ شل ہوگیا پھر سیدہ سارہ سے درخواست کی کہ اپنے رب سے دعا کر میں تجھے رہا کردوں گا، چنانچہ حضرت سارہ نے دعا کی پھر ہاتھ درست ہوگیا، پھر اس ظالم بادشاہ نے کہا یہ عورت جنی ہے، انسان نہیں ہے، اس کو جلد رخصت کر دینا چاہیے کہیں کوئی بڑی مصیبت نہ آجائے، چنانچہ اس ظالم بادشاہ نے حضرت سارہ کو اسی وقت اپنے محل سے روانہ کر دیا اور ساتھ ہی اپنی بیٹی ہاجرہ کو حضرت سارہؓ کی خدمت کے لئے متعین کر دیا، چنانچہ حضرت سارہؓ نے اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا کر دی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے نکاح کر لیا۔ (بخاری)

تیسری آزمائش

میرے محترم دوستو! عراق سے ہجرت کر کے ملک شام پہنچے تو اللہ تبارک وتعالی نے ایک بردبار لڑکا بنام حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا کیا جس

Scanned by CamScanner

کے لئے دعائیں کی گئی تھیں "رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ" بہرحال اللہ نے دعا قبول کی، مگر ملک شام سے بھی حکم ربانی ہوا کہ اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے شیر خوار بچے اسماعیل علیہ السلام کولیکر یہاں سے بھی کوچ کرو، اور بے آب وگیاہ وادی غیر ذی ذرع خانہ کعبہ کے پاس چھوڑ آؤ، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی، جس کی تفصیل امام بخاری نے بیان کی، حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے شیر خوار بچے اسماعیل اور اپنی بیوی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کولیکر چلے اور جہاں آج کل خانہ کعبہ ہے اس جگہ ایک بڑے درخت کے پاس جو چاہِ زمزم اور مسجد حرام کے بالائی حصہ پر تھا، دونوں کو وہاں چھوڑ دیا یہ جگہ اس وقت غیر آباد تھی پانی کا بھی دور دور تک نام ونشان نہیں تھا، اس لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے چمڑے کے ایک تھیلے میں کھجور اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ دیا اور پیٹھ پھیر کر روانہ ہوگئے، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو یہ بتانا ہی گوارا نہ کیا کہ مجھے اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہوا ہے، بہرحال سیدنا ابراہیم علیہ السلام چل دیے، پیچھے پیچھے سیدہ ہاجرہ کہتے ہوئے آرہی تھی اے ابراہیم اس لق ودق صحرا اور بے آب وگیاہ وادی میں ہمیں تنہا چھوڑ کر کہاں جارہے ہو، جہاں کوئی نہ آدم ہے نہ آدم زاد، نہ کوئی مونس نہ غمخوار، سیدہ ہاجرہ بار بار اس جملہ کو دہرارہی ہے، لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مڑکر بھی نہ دیکھا، سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا "اَللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا" کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے یہ جواب سن کر کہا "اِذًا لَّا يُضَيِّعُنَا" اگر اللہ کا حکم ہے تو جائیے اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، یہ کہہ کر واپس لوٹ آئیں اور ابراہیم علیہ السلام روانہ ہوگئے۔ (بخاری)

بیوی اور بیٹے سے محبت

میرے محترم دوستو! بیوی اور اولاد سے ایک فطری محبت ہوتی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیوی اور بیٹے کے لئے دعا کی:

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ. (سورۃ ابراھیم)

اے ہمارے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں اے ہمارے رب تاکہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف متوجہ کر دیجئے اور ان کو پھل کھانے کو دیجئے تاکہ یہ لوگ شکر گذاری کریں۔

پانی کی تلاش

چنانچہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کچھ دن تک مشکیزہ کا پانی اور تھیلے کی کھجوریں کھاتی رہیں اور اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی رہیں لیکن جب پانی ختم ہوگیا اور سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا پیاسی ہوئیں بچہ بھی شدید پیاس سے بلبلانے لگا اور بیتاب ہوکر ایڑیاں گھسنے لگا تو سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے یہ منظر دیکھا نہ گیا، چنانچہ اسماعیل کو چھوڑ کر دور جا بیٹھیں پھر بھی چین نہ آیا تو پانی کی تلاش میں صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں کہ شاید کوئی انسان یا پانی کا نشان نظر آئے مگر کچھ نظر نہ آیا، صفا پہاڑی سے بچہ کو جھانکتی، تکتی، ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی رہی کہ کہیں بچے کو کوئی موذی جانور تکلیف نہ پہنچا دے، بہرحال بیٹے کی محبت نے جوش مارا اس کے پاس دوڑ کر آئی پھر برداشت نہ ہوا، دوڑ کر مروہ پہاڑی پر گئی، دیکھنے لگی کہ کوئی انسان نظر

Scanned by CamScanner

آئے پانی کا نشان نظر آئے، مگر کچھ نہ آیا پھر بیٹے کے پاس دوڑی دوڑی آئی بار بار اسی طرح ہوتا رہا، کبھی صفا پر کبھی مروہ پر، چنانچہ سات مرتبہ صفا اور مروہ پر آتی جاتی رہی، چنانچہ اللہ تعالی کو سیدہ ہاجرہؓ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک حجاج کرام کے لئے صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ دوڑنا ضروری قرار دے دیا۔

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جب سیدہ ہاجرہ ساتویں مرتبہ مروہ پر چڑھیں تو انہیں ایک آواز سنائی دی، انہوں نے اپنے آپ سے کہا خاموش اور آواز کی طرف کان لگایا وہ آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں نے تمہاری آواز سنی اگر تم میری مدد کر سکتے ہو تو کرو تو کیا دیکھتی ہیں کہ جہاں آبِ زمزم کا کنواں ہے وہیں ایک فرشتہ جبرئیل امین موجود ہے، فرشتے نے اپنی ایڑی سے یا بازو سے زمین میں گڈھا کر دیا جس سے وہاں پانی کا چشمہ اُبل پڑا، جس کا نام آج زمزم ہے، پانی کو دیکھ کر اول جانور اور پرندے آئے پھر جانوروں کو دیکھ کر انسان پہنچے بس اسی طرح سے مکہ کی آبادی کا سامان ہو گیا، بہر حال یہ مکۃ المکرمہ بن گیا۔

چوتھی آزمائش

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا یہ لختِ جگر نورِ نظر اور فرزند ارجمند تقریباً ۱۳ سال کی عمر کو پہنچ گیا تو حضرت ابراہیم علی السلام کو ایک اور سخت آزمائش سے گذرنا پڑا، وہ آزمائش یہ تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وقتاً فوقتاً مکہ مکرمہ آتے جاتے، انہیں ایام میں تین شب مسلسل یہ خواب دیکھتے رہے کہ میں اسماعیل کو ذبح کر رہا ہوں ۔

بشارت خواب میں پائی اٹھ ہمت کا ساماں کر
پئے خوشنودیٔ مولا اسی بیٹے کو قرباں کر

بہر حال اپنا خواب بیٹے کو بتلایا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں:

اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی.

بیٹا میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں بتا تیری رائے کیا ہے؟ بیٹا بولا:

یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ.

ابا جان آپ کر گذریئے انشاء اللہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے ۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

شیطان کا تانا بانا

میرے محترم دوستو! جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو قربان گاہ کی طرف لیکر چلے تو کمبخت شیطان وسوسے ڈالتا ہے سیدہ ہاجرہ کے دل مین کہ ایک ہی بیٹا ہے، وہ بھی مدتوں کے بعد پیدا ہوا ہے ہونہار بچہ ہے اس کو کیوں ذبح کیا جا رہا ہے؟ کیا تمہیں اللہ کا حکم ہوا ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ ہاں اللہ کا حکم ہے، بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اکلوتے بیٹے کو لیکر چلدیتے ہیں، شیطان راستہ میں حائل ہوتا ہے اور اس جذبۂ قربانی کو دیکھ کر حیران اور پریشان ہوتا ہے وہ کسی قیمت پر تیار نہیں تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس عمل میں کامیاب ہوں، چنانچہ ۳ دفعہ یہ راستہ میں حائل ہوا ہر دفعہ ابراہیم علیہ السلام نے کنکریاں مار مار کر اسے بھگا دیا، سات سات کنکریاں ماریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ عمل اللہ کو

بہت پسند آیا اتنا پسند آیا کہ قیامت تک کے لئے اس کو حج کے مناسک میں داخل فرمادیا، ہر سال لاکھوں حاجی رمی جمار کرتا ہے۔

بہرحال باپ اور بیٹا قربان گاہ (منی) میں پہنچ گئے تو ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کے ہاتھ پاؤں کو باندھا اور بوسہ دیا اور اس طرح کروٹ پر لٹادیا کہ پیشانی کا ایک کنارہ زمین کو چھونے لگا، چنانچہ چھری چلانی شروع کی تو زمین پر سکتہ سا طاری ہوگیا، آسمان بھی لرز اٹھا، حلقوم پر چھری نہیں چل رہی ہے، چھری بار بار کند ہوجاتی ہے، دراصل اللہ تبارک وتعالی نے اپنی قدرت سے پیتل کا ایک ٹکڑا حلقوم کے بیچ میں حائل کردیا اور آواز دی اے ابراہیم بس کرو تم نے خواب کو سچ کردکھایا "قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا"۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

دوستو! اللہ تبارک وتعالی کو ابراہیم علیہ السلام کا امتحان مقصود تھا، شامی اور طحطاوی میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لاڈلے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کیلئے لٹایا تو اللہ تبارک وتعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فدیہ لیکر جاؤ جلدی جاؤ، چنانچہ جبرئیل امین کو فکر ہوئی کہ کہیں ابراہیم بیٹے کو ذبح نہ کرڈالیں، آسمانوں ہی سے پکارنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر، زمین پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ آواز سنی تو بشارت سمجھ کر بول اٹھے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، ادھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو فدیہ آنے کی اطلاع ہوئی تو آپ بھی پکار اٹھے اللہ اکبر وللہ الحمد۔

بہرحال اللہ تعالی کی طرف سے جبرئیل امین کے ذریعہ ایک مینڈھا فربہ اور موٹا بڑا خوبصورت قربان گاہ میں آگیا، اسماعیل علیہ السلام کی جگہ یہ

مینڈھا ذبح ہوا اسی کو قرآن نے کہا: وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ.

دوستو! یہ مینڈھا وہی تھا جس کی قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے ہابیلؓ نے پیش کی تھی۔

بہرحال یہ کڑے اور سخت امتحانات تھے جن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خاندان والوں کو گذرایا گیا، اور ان کے ساتھ ساتھ اور بہت سے اعمال واحکام کی پابندیاں بھی عائد کی گئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام تر پابندیون کا اور عہود کا پورا پورا حق ادا کیا، قرآن نے اعلان کیا "وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى" حضرت ابراہیم علیہ السلام سب امتحانات میں کامیاب ہوگئے۔

خطیب کا پیغام

دوستو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت سے امتحانات ہوئے اس مختصر اور کم وقت میں ان کو بیان نہیں کیا جاسکتا، بس اتنی بات کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں تقوی وطہارت عبادت وریاضت، ضیافت ومہمان نوازی اور اعلی درجہ کا توکل واعتماد بدرجۂ اتم موجود تھا، جس کے نتیجہ میں "وفدینا بذبح عظیم" کا تمغہ ملا، اور "لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ" کا مژدۂ جانفزا ملا۔

فضائل قربانی

میرے محترم دوستو! اس عید قرباں میں اللہ کی طرف سے مہمان نوازی بھی ہوتی ہے اور ثواب بھی بھرپور ملتا ہے، حدیث میں ہے بقرعید کے دن اللہ تعالی کے یہاں سب سے زیادہ مقبول اور محبوب عمل قربانی کرنا ہے،

Scanned by CamScanner

قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ زندہ ہوکر آئے گا۔ (ترمذی)

اسی طرح میرے محترم دوستو! حضرت زید بن ارقم ﷺ روایت فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے جناب رسول اکرم ﷺ کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ قربانی کیا ہے؟ رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے باپ جناب ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، اور ہر ہر بال کے عوض نیکی ملتی ہے، حضرت ابو سعید ﷺ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کے خون کے ہر قطرہ سے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (مراد گناہ صغیرہ ہیں) حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت فرماتے ہیں کہ قربانی کا خون گوز مین پر گرتا ہے مگر خدا کی حفاظت میں رہتا ہے، قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالی کے یہاں مقبول ہوجاتا ہے، لہذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو، اللہ تعالی کے نزدیک بقرعید کے روز سب سے پسندیدہ عمل قربانی کے خون کا بہانا ہے، حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص باوجود وسعت وگنجائش کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

عجب ماجرا ہے بروز عید قرباں
وہی قتل بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

بہرحال تمہیدی خطبہ میں "لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤءُهَا" والی آیت تلاوت کی تھی، اس کا شان نزول بیان کرکے بات ختم کرتا ہوں، غور وفکر کے ساتھ اور عمل کی نیت کے ساتھ سنئے۔

آپ حضرات تقریروں میں سنتے ہیں کہ اللہ کے پاس ہمارے

جانوروں کا گوشت پوست اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقوی پہنچتا ہے، حضرت مقاتلؒ نے نہ پہنچنے کا مطلب یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالی قربانیوں کے گوشت اور خون کو اٹھا کر اپنے پاس نہیں لیجاتا بلکہ تمہارے اعمال صالحہ اللہ کے پاس پہنچتے ہیں۔

چنانچہ تفسیر مظہری میں اس آیت کا شان نزول بیان کیا کہ دور جاہلیت میں لوگ قربانی کا خون کعبہ میں چھڑکتے اور گوشت کے پارچے وہاں بکھیرتے تھے، جب اسلامی دور آیا تو صحابہ کرام ﷺ نے بھی کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم اس عمل کے زیادہ مستحق ہیں، ہم بھی کعبہ میں خون کا چھڑکاؤ کریں گے، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ اللہ تبارک وتعالی کے یہاں یہ ظاہری گوشت، خون، ہڈیاں اور چمڑا وغیرہ نہیں پہنچتا بلکہ وہاں اندرونی عمل، نیک نیتی اور صلاح واصلاح کے کاموں کا عوض پہنچتا ہے "فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ" کا آدمی مستحق ہوتا ہے، اللہ سے دعاء ہے کہ ہم تمام امت مسلمہ کو صلاح واصلاح کے اعلی مقام پر پہنچادے۔

وماتوفیقی الا باللہ

Scanned by CamScanner

ﷺ

شعائر اسلام کی پامالی اور ہماری ذمہ داری

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں
نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

برادران اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے غیور فرزندان توحید!

آج کی اس پر رونق اور پر بہار محفل میں عالم اسلام کے کچھ حالات مختصر انداز میں بیان کرنے کے لئے کرسی پر بیٹھ گیا ہوں، اس وقت پوری دنیا میں مسلمان کن حالات کا شکار ہیں، کن حالات سے دوچار ہیں، مسلمان بچوں پر کیا بیت رہی ہے، نوجوانوں اور بوڑھوں پر کیا گذر رہی ہے اور ہماری ماؤں اور بہنوں کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے، دوستو! ان حالات میں ہمارے

اوپر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، آیئے آپس میں کچھ مذاکرہ کرلیں، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آج اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عالمی اور منصوبہ بند سازشیں ہو رہی ہیں، چاروں طرف سے مسلمانوں پر حملے ہو رہے ہیں کہیں قرآن کو مشق ستم بنایا جا رہا ہے تو کہیں مدارس و مکاتب کو تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، کہیں اسلامی لاء اور قوانین پر اعتراضات کئے جا رہے ہیں، کہیں رسالت مآب ﷺ کے مجسمے تیار کرکے آپ ﷺ کی شان مبارک کو مجروح کیا جا رہا ہے، کہیں ہماری ماؤں اور بہنوں کے دامن عفت وعصمت کو برسر عام داغ دار اور تار تار کیا جا رہا ہے اور کہیں ہماری پیشانی پر دہشت گردی کے لیبل چسپاں کرکے جیل کی سلاخوں میں دھکیلا جا رہا ہے، غرضیکہ ہم پر ہر طرح کے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں مگر دوستو! یاد رہے کہ یہ حملے ہماری خامیوں اور کمیوں کی بنا پر ہو رہے ہیں، عصر حاضر میں جب ہم دیکھتے ہیں اور موازنہ کرتے ہیں کہ آخر دشمنان اسلام کے حملے زیادہ تر کن کن عناصر پر ہوتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ دشمنان اسلام تین عناصر (اجز) پر زیادہ حملے کرتے ہیں وہ تین عناصر اور اجزاء یہ ہیں (۱) قرآن کریم (۲) ذات گرامی رسالت مآب ﷺ (۳) جہاد فی سبیل اللہ، ان تینوں عناصر پر زبردست حملے اس لئے کرتے ہیں کہ اگر امت مسلمہ قرآن سے، اور نبی ﷺ سے اور جہاد فی سبیل اللہ سے بیگانہ ہو جائیں تو اسلام کا منبع اور سرچشمہ ہی ختم ہو جائے گا نہ مرض رہے گا نہ مریض، یہ ان کی خام خیالی ہے۔

پہلا عنصر

گرامی قدر حاضرین مجلس! تینوں عناصر میں سے پہلا عنصر قرآن کریم ہے، چنانچہ کبھی تو قرآن کریم پر پابندی لگوانے کے لئے ہائی کورٹ

Scanned by CamScanner

میں مقدمہ دائر کرایا جاتا ہے اور کبھی قرآن کریم کو جھگڑے اور فسادات والی کتاب کہا جاتا ہے اور کبھی قرآن حکیم کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے اور کبھی اعتراضات کی بوچھاریں کی جاتی ہیں کبھی کہا جاتا ہے کہ کتاب ایشور (اللہ) کی اتاری ہوئی نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس کتاب میں لوگوں کے مارنے اور قتل کرنے کا حکم ہے، لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم ہے، کوڑے مارنے اور سنگسار کرنے کا حکم ہے، لوگوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کا حکم ہے، اور کبھی یکساں سول کوڈ نافذ کر کے قرآنی تعلیمات کو مٹانے کی کوششیں کی جاتی ہیں کبھی ہماری مساجد اور مدارس کو مسمار کر کے قرانی تعلیمات کا سد باب کیا جاتا ہے، کبھی فرقہ پرست تنظیمیں قرآن کریم سے بعض آیات کو نکالنے کا مطالبہ کر رہی ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ کچھ ناعاقبت اندیش لوگ فرقان الحق کے نام سے ایک نئی اور بکواس کن کتاب پیش کر کے اس کے اصلی قرآن الٰہی ہونے کا دعوی کر رہے ہیں اور طرح طرح کی خرافات میں مبتلا ہیں، دوستو! جب ان بیہودہ حرکتوں اور بدخصلتوں سے ان کا دل نہیں بھرا تو شقاوت و بدبختی میں ایک قدم اور آگے بڑھا کر اس مبارک اور متبرک کتاب کو اور اس مینارۂ نور کے نسخہ کو بیت الخلا میں بہادیا، اور اس کے نسخوں کو آگ میں جلادیا، حالانکہ اس کتاب سے پوری دنیا کو روشنی مل رہی تھی، آج بھی مل رہی ہے اور انشاء اللہ تاقیامت ملتی رہے گی۔

دین کی جڑ

میرے غیور مسلمان بھائیو! قرآن مجید جو ہمارے دین کی جڑ ہے جس پر ہمارے مذہب کی بنیاد ہے اسی کی علی الاعلان بے حرمتی کی جارہی ہے، اس کو جلایا جارہا ہے، اس کو پھاڑا جارہا ہے، اس کی تھیلیاں (پولوتھین) بنائی

جارہی ہیں، مگر دوستو! ہم اب بھی خواب غفلت میں مدہوش ہیں، ہم اپنا جمود توڑیں، سکوت چھوڑیں اور یہ عزم کریں کہ ہم تعلیمات قرآنی پر عمل پیرا ہوں گے اور اس کے ایک ایک حرف کو اپنی زندگی میں اتار کر اپنا نصب العین بنائیں گے اور اپنے اندر ایمانی قوت و حرارت پیدا کریں گے اور تمام برادران وطن تک یہ بات پہنچائیں گے ؎

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

قرآن محکم اور مضبوط کتاب ہے

میرے محترم دوستو! یہ قرآن سچی کتاب ہے، بڑی مضبوط اور محکم کتاب ہے، اس کتاب کی ہر بات پکی ہے، الفاظ، معانی، اخبار، قصص، احکام، علوم وغیرہ اس کتاب کے الفاظ ہمیشہ تبدیل و تحریف سے محفوظ رہیں گے، معانی و تراجم سب قرآن و سنت کے مطابق ہیں، اخبار و قصص واقع کے مطابق ہیں، احکام اور علوم تمام تر عقل و حکمت کے موافق ہیں، اور کیوں نہ ہوں خدائے علیم و حکیم نے اس کو اپنے علم کامل کے زور سے اتارا ہے اور حفاظت کا وعدہ کیا ہے "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ. حجر"

کفار و مشرکین اور دشمنان اسلام کتنی ہی ایڑی چوٹی کا زور لگالیں مگر وہ قرآن کے ایک حرف کو بھی تبدیل نہیں کر سکتے۔

میرے محترم دوستو! در اصل قرآن انسانیت کا درس دیتا ہے، انسانیت سکھاتا ہے، رہن سہن کے طریقے بتلاتا ہے، سماج اور معاشرہ کو سنوارنے کی تعلیم دیتا ہے، ثقافت و تہذیب اور کلچر کی حفاظت کرتا ہے، آج اگر ہم قرآن کے مطابق زندگی گذارنے کا تہیہ اور ارادہ کر لیں کہ قرآن سے

Scanned by CamScanner

ہٹ کر زندگی نہیں گذاریں گے تو انشاء اللہ ثم انشاء اللہ ساری مخالف طاقتیں سرنگوں ہوجائیں گی، مسلم معاشرہ بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے گا اور یہ کہنا پڑیگا۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر
فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

دوسرا عنصر رسالت مآب ﷺ

محترم دوستو! جیسا کہ میں نے آپ کو شروع میں بتلایا تھا کہ مخالف طاقتیں اسلام کے تین عنصر پر زیادہ حملے کرتے ہیں، تو پہلا عنصر قرآن پاک ہے جو آپ کے سامنے آگیا اس کا علاج بھی سامنے آگیا، دوسرا عنصر اور جز ہے رسالت مآب ﷺ کی ذات اقدس، آپ ﷺ کی ذات اقدس پر دشمنان اسلام کے حملے آئے دن ہوتے رہتے ہیں، طرح طرح کے اتہام اور بہتان کی بوچھاروں سے مسلمانوں کا سر شرم سار ہوجاتا ہے، چنانچہ گذشتہ کئی سالوں سے اس ذات مقدس اور بابرکت شخصیت کے متعلق اسلام دشمنوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر طرح طرح کے بہتان لگا کر ان کی ذات کو مجروح کیا جائے اور ان کے اسوۂ حسنہ سے مسلمانوں کے دلوں میں نفرت اور بیزاری کا بیج بودیا جائے۔

میرے نوجوان بھائیو اور اسلام کے پاسبانو سنو! عمل کے کانوں سے سنو، جب سے سوشل میڈیا نے رواج پایا ہے اس وقت سے توہین اسلام اور توہین رسالت کا سلسلہ عام ہوگیا ہے، خود ہمارے اس امن پسند ملک

ہندوستان میں اسلام اور اس کے پیغام پر بہت سے توہین کے واقعات ہوتے رہتے ہیں، ابھی حال ہی میں دیوبند کے اندر ایک غیر مسلم طالب علم نے اپنے فیس بک پر رسول کریم ﷺ کے متعلق نازیبا تبصرے کئے، آپ ﷺ کا مجسمہ بنا کر توہین کی، اسی طرح میرٹھ، دہلی، ممبئی جیسے حساس شہروں میں اس قسم کی ناپاک حرکتیں ہوچکی ہیں، یہ سب مسلمانوں کو ورغلانے کی سازشیں ہیں، حکومت تماشہ دیکھتی ہے، کبھی بھی ہماری حکومت نے مخلصانہ کاروائی نہیں کی ہے، ۲۰۰۵ء میں بین الاقوامی منظر ناموں میں ڈنمارک کی خبر شائع ہوئی، ڈنمارک یورپ کا ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کی اکثر آبادی یہودیوں پر مشتمل ہے، اسی ملک کے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کا ایک کارٹون بنایا جس میں اس نے دکھایا کہ آپ ﷺ کے ہاتھوں میں ایک بم ہے، گویا کہ اس نے آپ ﷺ کو دہشت گرد بتلایا، میرے دوستو! اللہ تبارک وتعالی نے اس گستاخ کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جو پوری دنیا کے لئے عبرت کی چیز ہے، ایک دن وہ اپنے گھر کے اندر سویا ہوا تھا، منجانب اللہ آگ کا گولہ گھر میں گھسا اس کو جلادیا اور اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا، اسی طرح سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین نے اسلامی نام رکھ لیا اور اس پر طرہ یہ کہ اسلام کے خلاف اور نبی کریم ﷺ کے خلاف زہر اُگل رہے ہیں، اللہ کے نبی ﷺ کی توہین کرتے ہیں۔

اسی طرح فرانس کا ایک بدنام زمانہ ہفتہ واری میگزین شارلی ہیڈو بار بار یہ حرکتیں کرتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا کارٹون بنا کر اپنی میگزین کے سرورق پر شائع کرتا ہے۔

دوستو! اسی طرح کا ایک شرمناک اور بدبختانہ واقعہ ۲۰ رمئی ۲۰۱۰ء کو امریکہ میں پیش آیا، اعلان کیا گیا کہ ہر ایک آدمی محمد ﷺ کا خاکہ بنائے یہ

Scanned by CamScanner

اعلان کرنے والا نعوذ باللہ منہ امریکہ ہی کا ایک سر پھرا آدمی تھا، اس نے یہ اعلان اپنی فیس بک کے ذریعہ دنیا بھر میں پھیلا دیا، چنانچہ لاکھوں لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں قلم لے کر اس کی اتباع کی جن کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی تھی اور اس گستاخ امریکی نے یہ بھی کہا کہ اگر سب لوگ محمد ﷺ کا مجسمہ اور تصویر بنائیں گے تو اسلام کے دہشت گرد خود ہی مر جائیں گے، چنانچہ پوری دنیا نے ملکر اس کی شدید مذمت کی حتی کہ پاکستان کی حکومت نے اپنے ملک میں انٹرنیٹ سروس معطل کردی اور یہ کہا کہ اس وقت تک سروس بحال نہ کی جائے گی جب تک انٹرنیٹ کے منتظمین فیس بک سے وہ مواد پاکستان اور ہندوستان سے نہ ہٹالیں۔

نبی ﷺ کی عظمت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ ہم محسن انسانیت ﷺ کا پورا پورا احترام کریں کیونکہ آپ نے سسکتی اور تڑپتی ہوئی انسانیت کی غمخواری کی، نفرت کی آندھیوں میں شمع الفت جلائی، مساوات کا علم بلند کیا، اخوت کی جہانگیری کی بنیاد ڈالی، معصوم بچیوں کو مسکرانے کا حق دیا، مظلوم عورتوں کو باعزت مقام دیا، گالیاں سنکر دعائیں دیں، سنگ باروں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے تڑپتے رہے اور انسانیت کے غم میں پگھلتے رہے، گویا کہ پوری کائنات آپ کے صدقے میں وجود میں آئی، اس حقیقت کو کسی شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو یہ نقش ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح وقلم نہ ہوتا

یہ محفل کون ومکاں نہ ہوتی جو وہ ایام رُسل نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سارے انبیاء کے امام ہیں، سارے رسولوں کے پیشوا ہیں خالق کائنات کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے ہم رتبہ نہ کوئی ہے اور نہ ہی صبح قیامت تک کوئی ہو سکتا ہے۔

دوستو! ہم ایسے معظم نبی اور شہنشاہ دو جہاں کی کیا عظمت بیان کر سکتے ہیں علامہ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيْرُ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرُ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

نبی ﷺ کا مرتبہ

اللہ تبارک وتعالی نے نبی ﷺ کی شان عجیب بتائی، چنانچہ اللہ کا فرمان ہے، اے میرے محبوب ہم نے تمہیں وہ مرتبہ دیا ہے جو کسی کو نہیں دیا، چنانچہ فرمایا کہ جہاں جہاں میرا نام لیا جائے گا اے مصطفیٰ وہاں وہاں آپ کا نام بھی لیا جائے گا، جب بھی لا الہ الا اللہ کہا جائے گا محمد رسول اللہ بھی ضرور کہا جائے گا، قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر اپنے نام کے ساتھ رسول اللہ کا تذکرہ فرمایا ہے، سورہ آل عمران میں ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" اور "مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" اسی طرح "فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" دوسری جگہ ارشاد ہے "وَمَنْ يُّغْضِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" ایک مقام پر فرمایا "يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" اکثر مقامات پر

اپنے نام کے ساتھ رسول کا ذکر فرمایا۔

دوستو! باری تعالیٰ نے کلام حکیم میں صاف صاف فرما دیا:

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ.

کہ اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت ضروری ہے، غرض کلمہ میں، نماز میں، اذان میں، دین کے ہر شعبہ میں اللہ کے نام کے ساتھ محمد رسول اللہ کا نام ضروری ہے، معلوم ہوا کہ جب تک خدا کی خدائی ہے، اس وقت تک مصطفیٰ کی مصطفائی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب تک لا الہ الا اللہ کی تذکیر سے عالم کو منور کیا جاتا رہے گا اس وقت تک محمد رسول اللہ کی گونج سے بھی عالم کو معطر کیا جاتا رہے گا۔

آپ ﷺ کی برکات

دوستو! آپ ﷺ کی برکات بھی عجیب ترین ہیں، آپ ﷺ نے جس جگہ پر بھی قدم رکھے وہاں پر ایسے گل کھلے کہ جس کی مہک آج تک جاری ہے، اور تا قیامت جاری رہے گی، آپ نے جس پر نظر ڈال دی وہ محبوب ومقبول اور منظور نظر بنتا چلا گیا، ابوبکر پر نظر ڈالی وہ محبوب خدا اور صدیق اکبر بن گئے، عمر بن خطاب پر نظر ڈالی تو پتھر دل موم بن گیا اور فاروق اعظم کا لقب مل گیا، عثمان پر نظر ڈالی تو وہ باحیا امیر المؤمنین اور ذوالنورین بن گئے، اسی طرح علی مرتضیٰؓ پر نگاہِ شفقت ڈالی تو وہ شیر خدا بن گئے، حضرات صحابہ پر محبت بھری نظر پڑی تو وہ رضی اللہ عنہم ورضوعنہ بن گئے، چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، سورج کی طرف اشارہ کیا تو وہ پلٹنے پر مجبور ہو گیا، حضرت قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ نے کیا ہی خوب کہا تھا ۔

پلٹ آتا ہے سورج حکم رسالت سے
شہ کون و مکاں جب ہاتھ کی انگلی ہلاتے ہیں
چاند کی طرف انگلی اٹھائی تو چاند ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
انگلی سے اشارہ چاند کی جانب سارے انساں کرتے ہیں
انگلی سے چاند کے ٹکڑے کرنا سب کے بس کی بات نہیں

تیسرا عنصر جہاد فی سبیل اللہ

گرامی قدر مسلمانو! دشمنانِ اسلام اور مخالف طاقتیں اسلام کے خلاف اسلامی آئین اور قوانین کے خلاف زہر اگلتے ہی رہتے ہیں، کبھی قرآن کریم پر حملہ کرتے ہیں تو کبھی رسالت مآب ﷺ کی ذات گرامی پر اور کبھی جہاد فی سبیل اللہ پر جو اعلائے کلمۃ اللہ کا بینر رہا ہے، یوں تو دین کے ہر شعبہ پر ریمارک اور حملے کرتے رہتے ہیں مگر زیادہ تر ان تین عناصر پر نظر رہتی ہے قرآن، محمد ﷺ اور جہاد۔

بہر حال یہ تینوں چیزیں ہر وقت ان کو کھٹکتی رہتی ہیں، وہ سوچتے ہیں کہ اگر مسلمان قرآن پاک پڑھنا چھوڑ دیں اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیں اسی طرح محمد عربی ﷺ کی سنتوں کو ترک کر دیں اور جہاد فی سبیل اللہ کو دل سے نکال دیں تو ہم لوگ کامیاب ہیں ہمارا مشن کامیاب، ہماری جد وجہد اور ہماری نقل وحرکت کامیاب ہے۔

جہاد کی فضیلت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! یاد رکھو مسلمان کبھی بھی جہاد فی سبیل اللہ سے اعراض نہیں کر سکتا، جہاد فی سبیل اللہ کو نہیں چھوڑ سکتا کیوں؟ اس لئے

Scanned by CamScanner

کہ جہاد نام ہے دین کی حفاظت اور سر بلندی کے لئے دشمنان اسلام سے لڑنا دوستو! مسلمان دین اسلام اور اس کی حفاظت کے نام پر کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا، اللہ کا فرمان ہے "وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِہٖ" اللہ کے دین کے لئے پوری طاقت خرچ کرو، دوسری جگہ ارشاد فرمایا "وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا" جو لوگ ہمارے دین کے لئے انتہائی کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں بجھاتے ہیں۔

ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ جہاد کے ہم پلہ کونسا عمل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ عمل تمہارے بس کا نہیں، یہ بات دو یا تین مرتبہ پوچھی گئی آپ ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا کہ وہ عمل تمہارے بس کا نہیں، تیسری مرتبہ میں فرمایا کہ راہ خدا میں جہاد کرنے والا کا حال اس روزہ دار، نفل نماز پڑھنے والے کی طرح ہے جو نہ نماز سے سست پڑے اور نہ روزہ سے یہاں تک کہ مجاہد واپس آجائے، یعنی ایک آدمی جہاد کے لئے نکلا دوسرا نماز روزہ میں لگا اور وہ اس مجاہد کے لوٹنے تک مسلسل روزے رکھتا رہا اور نوافل پڑھتا رہا ایک لمحہ کے لئے بھی عبادت موقوف نہیں کی یہ عبادت گذار مجاہد کی طرح ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ عمل بہت دشوار ہے، متواتر عبادت کرنا روزے رکھنا غیر معمولی بات ہے، اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ عمل تمہارے بس کا نہیں۔

مجاہد اللہ کی گارنٹی میں ہے

دوستو! جہاد بہت بڑی چیز ہے، چنانچہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک حدیث قدسی بیان فرمائی، حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے راستہ میں جہاد کرنے والا میری

گارنٹی میں ہے، اگر میں اس کی روح قبض کرتا ہوں یعنی وہ شہید ہوتا ہے تو میں اس کو جنت کا وارث بناتا ہوں اور اگر میں اس کو گھر لوٹاتا ہوں تو ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ لوٹاتا ہوں۔ (ترمذی) اور اس کو غازی اور مجاہد کا لقب ملتا ہے اور یوں کہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے دونوں ہاتھ میں لڈو ہیں، مرتا ہے تو شہید کہلاتا ہے اگر واپس گھر آ گیا تو غازی کہلاتا ہے۔

جہاد کی برکات

میرے محترم دوستو! جہاد فی سبیل اللہ مسلمانوں کا وہ عمل ہے کہ جب تک مسلمانوں میں اس کا جذبہ رہا تو اس وقت تک انہیں کوئی آنکھیں نہیں دکھا سکتا تھا ان پر کوئی اپنی حاکمیت ظاہر نہیں کرسکتا تھا ان پر کوئی اپنا رعب اور دبدبہ قائم نہیں کرسکتا تھا، بڑی سے بڑی طاقتیں ان کے سامنے سرنگوں ہوجاتی تھیں، بڑی سے بڑی طاقتوں کو انہوں نے شکست فاش دی، بڑے سے بڑے مغرورین اور متکبرین کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا، جس طرف کو چل دیے چلتے ہی رہے کوئی روکنے والا نہیں تھا، یہاں تک کہ درندوں اور چرندوں نے بھی راستے چھوڑ دیے۔

شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی
بڑھتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
جہاں کردیا گرم گرما گئے وہ
جہاں کردیا نرم نرما گئے وہ

صدائے عمرو بن عاص ؓ

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمرو بن عاص ؓ مسلمانوں کی ایک

جماعت لیکر افریقہ پہنچے وہاں ایک چھاؤنی بنانے کی ضرورت پیش آئی، امیر قافلہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جنگل میں چھاؤنی بنانے کا حکم نافذ کردیا، مگر وہ جنگل وحشتناک تھا دن میں بھی لوگ گذرتے ہوئے ڈرتے تھے، جو اس جنگل میں چلا جاتا تھا وہ واپس نہ آتا تھا، وہاں بڑے بڑے اژدھے، شیر، چیتے، ہاتھی اور موذی جانوروں کو جب قافلہ نے دیکھا تو سوچنے لگے یہاں چھاؤنی بنانے کی شکل کیا ہوگی، امیر قافلہ حضرت عمرو بن عاص نے آگے بڑھ کر یوں آواز لگائی کہ اے چرندو، پرندو اور موذی جانوروں آج ہم غلامان مصطفیٰ ﷺ کو اس جنگل کی ضرورت ہے، میں خدا کی خدائی کا واسطہ دیکر تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس جنگل کو خالی کردو، اگر تم نے نہ مانا تو ہم جسے پائیں گے قتل کردیں گے خدا کی شان کہئے اور مسلمانوں کا جذبہ جہاد دیکھئے کہ یہ آواز ہر جانور کے کان میں پہنچ گئی، شیر، چیتے، بھیڑیئے اپنے اپنے بچوں کو سینے سے چمٹا کر چل دیئے، جیسے مفتوح فاتح کے سامنے غلام آقا کے سامنے سر جھکائے چلتا ہے، یہ تھی حضرات صحابہ کی شان اور جذبہ جہاد، ان ہی مناظر کی عکاسی علامہ اقبال نے کی ہے ؎

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑادیئے گھوڑے ہم نے

دردانگیز پریشانیوں کی وجوہات

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج ہمارے اندر سے جذبۂ جہاد ختم ہوگیا، عیش پرستی میں مبتلا ہوگئے، اپنے مفاد کی خاطر ایک دوسرے کے خلاف ہوگئے، اسی وقت سے بیکسی و بے بسی، مایوسی، معاشرتی خرابیاں اقتصادی بربادیاں، تہذیبی، پستی جیسی بے شمار دردانگیز پریشانیوں کا دائرہ دن نکلنے اور

شام ڈھلنے پر بڑی تیزی سے مسلمانوں کو اپنے گھیرے میں لینے لگے، اسی وقت سے یہ مسلمان قوم پوری دنیا میں ذلیل و رسوا ہونے لگی، آپ کو معلوم ہوگا کہ جب اندلس، بخارا اور سمرقند کے مسلمانوں میں باہم متفق رہنے کا جذبہ ختم ہوگیا، جب افغانستان اور عراق کے مسلمان متفرق ہوگئے تو وہاں کے کتنے ہی مسلمانوں کو پیٹرول چھڑک کر زندہ جلادیا گیا اور کتنے ہی مسلمانوں کو برہنہ کیا گیا اور پھر کتوں کے ذریعہ ان کے گوشت نچوائے گئے، وہاں کے کتنے ہی مدارس و مکاتب، خانقاہوں اور مساجد کو منہدم کردیا گیا اور مسلمان ماؤں اور بہنوں کے ساتھ وہ معاملہ کیا گیا کہ جس کو بیان کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے، زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں جس کو سنتے ہوئے دل سے یہ آواز نکلتی ہے کہ اے عاد و ثمود کو تباہ و برباد کرنے والے خدا، اے فرعون کو غرقاب کرنے والے آقا ؎

کی اگر تو نے مسلمانوں کی دل جوئی نہیں
مٹنے دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

مسلمانوں کی ذمہ داری

ملت اسلامیہ کے نوجوانو اور امت محمدیہ کے غیور پاسبانو اور دین متین کے متوالو! دین اسلام کی صیانت و حفاظت ہمارا فریضہ ہے، ماؤں اور بہنوں کی عصمت کی چادروں کو تار تار ہونے سے بچانا وقت کا تقاضہ ہے، مساجد و مدارس، خانقاہوں اور مکاتب کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہے، کفار و مشرکین اور دشمنان اسلام کی دشمنی کا جواب دینا یہ ہمارا ایمانی ... رکھئے صداقت پر ایمان رکھنے کے باوجود اگر باطل سے نبرد آزما ہونے کا جذبہ نہ ہو تو وہ ایمان کامل نہیں ہے، دوستو! جذبہ اصل ہے بغیر جذبہ کے تند نیا

میں کامیابی ملتی اور نہ آخرت میں، جب تک دنیا کمانے کا جذبہ نہیں ہوگا تو وہ دنیا میں ناکام رہے گا، اسی طرح آخرت کا معاملہ ہے، اگر ہم دینی جدوجہد میں مصروف نہ ہوں دینی جذبہ کارفرما نہ ہو تو دینی ترقیات سے ہمکنار ہونا مشکل ہے، تینوں عنصر کا جذبہ موجزن ہونا چاہیے، چنانچہ جب ہم حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کا جذبۂ دینی اعلی درجہ کا تھا، آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے اندر دینی حمیت، دینی ایثار اور دینی جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، جس پر نظر پڑ گئی اسے کندن بنا دیا، آپ کے جذبۂ دینی کا اثر حضرات صحابہ میں نمایاں تھا، اور حضرات صحابہ کے جذبہ کا اثر تابعین میں اور سلف صالحین میں نظر آیا چنانچہ ہمارے پیارے ملک اور محبوب وطن ہندوستان کی آزادی میں علماء کا خون کام آیا ان کا دینی جذبہ اور دینی حمیت کام آئی، اگر اُس وقت ہمارے علماء حالات سے نبرد آزما نہ ہوتے تو یہ ہندوستان آزاد نہ ہوتا، یہ ہمارے علمائے کرام اکابر اور سلف صالحین ہی کی محنتوں اور کاوشوں اور دینی جذبہ کا نتیجہ ہے جو آج ہندوستان میں ہم دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں آزادانہ زندگی گذار رہے ہیں، اور علامہ اقبال کا ترانہ ہندی گنگناتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

اس لئے میرے محترم بزرگو اور دوستو! یہ دینی جذبہ، دینی حمیت اور دینی ایثار اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب ہم اسلام کے ان تین عنصر یعنی قرآنی تعلیمات کو اور آں حضرت ﷺ کی سنتوں کو اور جہاد فی سبیل اللہ کے طریقوں کو دل وجان سے اپنا لیں پھر انشاء اللہ العزیز دنیا کی تمام تر طاقتیں اور

دشمنان اسلام کی ہائی سپر قوتیں ہمارے سامنے زیروزبر ہو سکتی ہیں، جیسے سیدنا حضرت موسی علیہ السلام کی ضرب کے سامنے ''انا ربکم الاعلی'' کا نعرہ لگانے والے فرعون کو جھکنا پڑا، تین سو تیرہ فاتحان بدر کے سامنے ہزاروں مسلح کافروں کو ہتھیار ڈالنے پڑے، غرضیکہ ماضی میں دنیا کی تمام سپر طاقتیں مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہو گئیں، تو پھر یہ امریکہ، اسرائیل اور دیگر اسلام دشمن بھیڑیئے کس کھیت کی مولی ہیں، پھر یہی کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اسلامی قوانین کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور مستحکم طریقے سے عمل کرنے والے ہو جائیں تو اللہ تبارک وتعالی کی مدد یں شامل حال ہو جائیں گی "اِنْ تَنْصُرُوْا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ'' کا جانفزا مژدہ ہمیں سنا دیا گیا، اس لئے دوستو! باطل طاقتوں سے کبھی گھبرانا نہ چاہیے، باطل طاقتوں کا منھ توڑ جواب دینا چاہیے، اور یہ اعلان کرنا چاہیے۔

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

میرے محترم دوستو! آج دشمن اسلام طاقتیں طرح طرح سے سر ابھار رہی ہیں کبھی ہمارے عبادت خانوں اور مسجدوں پر یلغار کرتے ہیں تو کبھی ہمارے مدارس اسلامیہ اور مکاتب دینیہ کے پڑھنے پڑھانے والوں کو دہشت گرد اور آتنک وادی بتلاتے ہیں، حالانکہ مدارس اسلامیہ میں دہشت گردی کے خاتمے کی تعلیم دی جاتی ہے، سربراہ حکام نے بارہا مدارس اسلامیہ کا سروے کرایا حتی کہ موجودہ سرکار بی، جے، پی، نے از سر نو سروے کرایا، رپورٹ یہی آئی کہ کہیں کسی مدرسہ سے دہشت گردی کے آلات واسباب مہیا نہیں ہوئے، حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مدارس اسلامیہ انسانیت کے پیامبر ہیں، خلافت الہیہ کا فریضہ انجام دینے

والے، انسانیت کو ہدایت کا پیغام دینے والے اور انسانیت کو اپنا تحفظ اور بقا کا راستہ دکھانے والے افراد کی ایک مستحکم فیکٹری سمجھتا ہوں۔

خطیب کا پیغام

بزرگان دین اور شیدائیان اسلام! ہمیں اسلام کے ان تینوں عنصر پر مضبوطی سے عمل کرنا پڑے گا قرآن کے احکامات اور رسالت مآب ﷺ کے فرمودات اور جہاد فی سبیل اللہ کو اپنی زندگی کے قیمتی لمحات میں داخل کرنا پڑے گا، اور بالخصوص جذبہ جہاد سے آراستہ ہونا پڑے گا ایک بار سے پھر یہ سبق یاد کرنا پڑے گا۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائیگا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

دوستو! ہمیں اپنے اندر ابوبکر ؓ جیسی صداقت، عمر ؓ جیسی عدالت، عثمان ؓ جیسی فراست اور علی ؓ جیسی شجاعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اور محمد بن قاسم جیسی فراست، صلاح الدین ایوبی اور محمود غزنوی جیسی جفاکشی اور پہاڑوں سے ٹکرانے والی قوت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، ٹیپو سلطان جیسا عزم واستقلال پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اور اپنی زندگی پر موت کو ترجیح دیکر شوق شہادت میں یہ اعلان کر دینا چاہیے۔

مال مانگو تو مال دینگے جان مانگو تو جان دینگے
مگر ہم سے یہ نہ ہو سکے گا کہ نبی کا جاہ وجلال دینگے

اور ساتھ ساتھ اپنی زندگی کا اس شعر کو جزو اعظم سمجھئے۔

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ادب اور خدمت کے کرشمے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَـٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب
ادب ہی سے انسان انسان ہے
ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے

گرامی قدر حضرات اساتذہ اور عزیز طلباء! قرآن مجید کے چھبیسویں پارے کی سورہ حجرات کی دوسری آیت تلاوت کی گئی اس پوری سورت میں آداب معاشرت پر زور دیا گیا ہے، آداب معاشرت بھی دین کا ایک اہم شعبہ ہے، آداب معاشرت کے بغیر دین میں کمال پیدا نہیں ہوسکتا

کامل اور مکمل انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا، کمال انسانیت کے اوصاف آدابِ معاشرت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتے، اسی لئے اہل ایمان کو خطاب کیا گیا "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً " اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ، ایمان واسلام کے جتنے بھی شعبے ہیں اعتقادات، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور آداب معاشرت وغیرہ وغیرہ سب ہی شعبوں کو اپنی زندگی میں داخل کرنا ہے، چونکہ اسلام صرف چند عقائد یا چند عبادات ومعاملات یا چند قوانین پر عمل کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ اسلام ایک جامع اور مانع نظام حیات ہے ایک مکمل ومنظم دستورِ زندگی ہے۔

اس لئے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر ہر شعبہ میں اسلام کو داخل کرے ایسا نہ ہو کہ توحید تو اسلام سے لے لے اور عبادت کے لئے مسجد، مندر اور کلیسا سب کو یکساں سمجھے یا رسالت پر تو ایمان لے آیا اور اخلاق گوتم بدھ سے لینے جائے جس طرح نصاریٰ نے مذہب انجیل سے حاصل کیا مگر آداب معاشرت روم اور یونان سے حاصل کئے۔

اسلام ایک اعلیٰ اور معیاری مذہب ہے

میرے محترم دوستو اور نوجوان بھائیو اور گرامی قدر اساتذہ اور میرے پیارے بچو! یاد رکھو کسی بھی دین اور کسی بھی مذہب اور کسی بھی نظریہ کی پیوندکاری مذہب اسلام کے ساتھ نبھ نہیں سکتی، کسی طرح کی ملاوٹ نہیں ہوسکتی، اس کے سب اصول اپنے ہیں، چنانچہ انسانی زندگی کے شب وروز کے تمام اعمال مثلاً رہن، سہن، میل جول، لین دین، گفت وشنید کے تمام تر اصول وضوابط بہت عمدہ ہیں، آج کل اسلام کے پانچ اہم شعبوں میں سے کسی قدر آدمی اعتقادات اور عبادات پر تو عمل کرلیتا ہے مگر تین شعبوں میں

بہت کمی پائی جاتی ہے معاملات، اخلاقیات اور آداب معاشرت اور یہ تینوں چیزیں مسلمان کی زندگی میں نکھار، تزئین اور خوبصورتی پیدا کرنے والی ہیں، اگر انسان اپنی دینی اور دنیوی زندگی کو اچھا بنانا چاہتا ہے تو اپنے معاملات ایک دوسرے کے ساتھ اچھے کرنے ہوں گے، اخلاقیات کا مظاہرہ کرنا پڑے گا، اور آداب معاشرت یعنی رہن سہن، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا اور بول چال کو نبی کریم ﷺ کی زندگی کے مطابق ڈھالنا ہوگا، چونکہ نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال، اخلاق وعادات، احوال واوصاف، خصائل وشمائل اور سیرت وکردار ہمارے لئے قابل تقلید اور لائق نمونہ ہیں، یوں کہہ لیجئے کہ آپ کا طرزِ زندگی مذہب اسلام کے مطابق ہے، ہمیں ہر چیز میں نبی ﷺ کی متابعت اور پیروی کرنی ہے، آپ ﷺ کی مکمل زندگی ادب کا آئینہ دار ہے۔

ادب کی تعریف

ادب وہ ملکہ ہے جو ناشائستہ حرکتوں سے انسان کو باز رکھے اسی طرح ادب وہ اقوال وافعال ہیں جن کو اچھا اور قابل تعریف سمجھا جائے، ہر بات کو اچھائی اور درستگی کے ساتھ اچھے موقع پر کہا جائے اور ہر کام کو احتیاط اور دور اندیشی کے ساتھ انجام دیا جائے، ادب کا مفہوم قرآن وحدیث کی روشنی میں بہت وسیع ترین ہی نہیں بلکہ بہت وسیع ترین تر ہے، چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک مکارم اخلاق، عمدہ عادات، یقین، قناعت، صبر وشکر، حلم، شجاعت، سخاوت، مروت، عزت، شرم اور حیا جیسے اوصاف کو اختیار کرنا اور ان پر عمل کرنے کا نام ادب ہے۔

Scanned by CamScanner

ادب کی خصوصیات

دوستو! ادب کی بہت سی خصوصیات ہیں ان خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ ادب جس آدمی کی زندگی میں قائم ہو جاتا ہے تو وہ اس کو ناشائستہ اور نازیبا حرکتوں سے بچا دیتا ہے اسی طرح ادب کا حسن اگر طور وطریقہ میں آجائے تو تہذیب کا نام پاتا ہے اور اگر کسی انسان کی زبان کی زینت بن جائے تو ادیب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اگر عام عبارت میں آجائے تو نثر کہہ دیتے ہیں اور اگر کلام میں وزن کا بھیس اختیار کرے تو شعر کہلاتا ہے۔

آداب کی پابندی سے انسان تہذیب یافتہ اور شائستہ لوگوں میں شمار ہوتا ہے، ادب ہی سے بڑوں کی عزت وتوقیر اور چھوٹوں پر شفقت وہمدردی کا درس ملتا ہے "مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا" کی دعوت کا سبب ہے

حضرات گرامی! آج مسلم معاشرہ کا ہر ہر فرد اگر آداب زندگی، سلیقہ مندی کو ملحوظ رکھے تو خیر القرون کی یاد تازہ ہو سکتی ہے، حضرات صحابہ کا دور یاد آسکتا ہے، اکابرین اور سلف صالحین سے وابستگی پیدا ہو سکتی ہے۔

ادب کی اہمیت

دوستو! حضرات انبیاء علیہم السلام اور ہمارے نبی الانبیاء خاتم المرسلین ﷺ نے، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اور ہمارے اکابر علماء، صلحاء نے اپنی زندگی کے ہر ہر شعبہ میں ادب واحترام کو ترک نہیں ہونے دیا بلکہ ادب کو اہم سمجھا، جیسے ہمارے نبی ﷺ کا فرمان ہے

"اَدَّبَنِيْ رَبِّيْ فَاَحْسَنَ تَادِيْبِيْ" مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا، اس لئے ہر مؤمن کو چاہیے کہ آداب زندگی سے اپنے اعمال کو زینت بخشے، اسی طرح اللہ کے نبی نے فرمایا "اَلدِّيْنُ كُلُّهٗ اَدَبٌ" دین سراسر ادب ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہلے ادب سیکھو پھر علم سیکھو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر شے کی کوئی قیمت ہوتی ہے انسان کی قیمت اس کا علم ادب ہے، حضرت ابو عبداللہ بلخی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آداب نفس کا حاصل کرنا علم کے حصول سے زیادہ اہم ہے۔

کائنات کی ہر چیز کا ادب ضروری ہے

دوستو! کائنات کی ہر چیز کا ادب کرنا ضروری ہے باری تعالیٰ کے دربار میں ہر قولی اور فعلی چیزوں میں ادب کو ملحوظ رکھنا چاہیے کیونکہ یہ فطری تقاضہ ہے کہ انسان اپنے محسن ومربی کو کبھی فراموش نہ کرے انسان اگر غور کرے تو پتہ چلتا ہے کہ انسان کا ہر ہر انگ (حصہ) اللہ تعالیٰ کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہے اس لئے اس کے دربار میں جھکنا چاہیے اور ادب بھی اسی کی چوکھٹ پر نچھاور کرنا چاہیے، حضرات انبیاء علیہم السلام سے جب جب بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے سوالات کئے تو حضرات انبیاء نے ادب ومحبت کے ساتھ اور رغبت انداز میں جوابات دئے، اللہ کے یہاں کوئی درخواست پیش کی اس میں بھی ادب ملحوظ رہا، چنانچہ نبی کریم ﷺ جب معراج کے لئے تشریف لے گئے تو ادب وتمکنت کا اظہار کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود گواہی دی "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى" "نہ نگاہ بہکی نہ حد سے آگے بڑھی" یعنی نگاہ دائیں بائیں نہ گئی بلکہ جس کا دیکھنا مقصود تھا اسی کی طرف جمی رہی، یہ تھا اللہ کے نبی ﷺ کے ادب کا حال، حضرات مفسرین نے لکھا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی

آنکھ کی ٹکٹکی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا قلب کی توجہ بھی وہیں مرکوز رہی، گویا کہ دل و دماغ اور نگاہ مکمل طور پر اللہ تبارک وتعالی کی طرف متوجہ رہی، جس کے نتیجہ میں باری تعالی نے آپ ﷺ کو شاہد بنایا، مبشر بنایا، نذیر بنایا، سراجا منیرا بنایا اور رحمۃ للعالمین کے لقب سے نوازا۔

اللہ کے نام کا ادب

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ کا دربار تو بہت بڑی بات اور بہت بڑی چیز ہے، ہم صرف اللہ کے نام کا ادب ہی کرلیں اس پر بھی اجر وثواب مرتب ہو جاتا ہے، چنانچہ سیرت کی کتابوں میں لکھا کہ بشر حافی اپنی جوانی میں محکمہ پولس میں ملازم تھے ان کی ابتدائی حالت بہت خراب تھی، شراب میں مست رہتے تھے، ایک روز اسی حال میں وہ شراب خانے کی طرف چلے جارہے تھے، راستہ میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر نظر پڑی اس کو اٹھالیا اور اٹھا کر ادب کے ساتھ اس کو صاف کیا، اس کی قدر کی، عطر میں بسایا اور اس کاغذ کے ٹکڑے کو اونچی جگہ رکھ دیا، حضرت حسن بصریؒ کو الہام ہوا کہ بشر حافیؒ کو بشارت سنادو کہ تم نے اللہ کے نام کی قدر وعظمت کی اس لئے اللہ نے تمہارا مرتبہ بڑھا دیا، تو نے اللہ کے نام کو پاؤں سے لیکر سر تک اٹھایا ہے اللہ تیرے نام کو فرش سے عرش تک اٹھادے گا تیرا نام عرش پر ہوگا۔

بشر حافی نے جب یہ الفاظ سنے تو آپ تائب ہوئے اور روحانی دنیا کے مشاہیر اولیاء میں آپ کا شمار ہوا معلوم ہوا کہ ادب ادب ہے ۔

ادب ہی سے انسان انسان ہے
ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے

ملکہ زبیدہ نے اللہ کے نام کا ادب کیا

میرے محترم دوستو! اللہ کے نام کا ادب مرد کریں یا عورتیں بڑے کریں یا بوڑھے بچہ کریں یا جوان غرضیکہ اللہ کے نام کا ادب جو بھی فرد بشر کرے گا تو اللہ تبارک وتعالی اس کے ساتھ رحمت ومغفرت کا معاملہ فرمائے گا چنانچہ زبیدہ خاتون نے نہر زبیدہ بنوا کر بغداد سے عربستان تک پانی پہنچایا، وہ خاتون کم سنی میں اپنی ہم جولیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ خوش گپوں میں مصروف تھی، جھولا جھولنے کے دوران اس کا دوپٹہ سر سے سرک گیا، دوپٹہ ابھی اترا ہی تھا کہ اذان کی آواز آئی اس نیک خاتون نے فی الفور جھولا روکا اور اپنا سر دوپٹہ سے ڈھانپا، اس کے بعد زندگی گزار کر وفات پاگئی، اس کے بعد ایک رشتہ دار نے خواب میں دیکھا اور پوچھا زبیدہ! تیرا کیا بنا؟ کہنے لگی اللہ رب العزت نے میرے ساتھ آسانی کا معاملہ فرمایا، پھر اس شخص نے خواب میں ہی کہا، آپ نے طویل نہر بنوائی تھی وہی کام آگئی ہوگی، زبیدہ نے کہا نہر تو بنوائی تھی لیکن وہ میری مغفرت کا سبب نہ بن سکی، چنانچہ خواب دیکھنے والے نے پوچھا پھر آپ کی مغفرت کیسے ہوئی؟ اس نے بتایا کہ ایک دن میں جھولا جھول رہی تھی اس وقت میرے سر پر دوپٹہ نہیں تھا، اذان ہونے لگی لفظ اللہ سنتے ہی میں نے دوپٹہ سر پر رکھ لیا، تو وہ دوپٹہ جو میں نے اللہ کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے سر پر رکھا، میرے اس عمل کو اللہ تعالی کی طرف سے ایسی قبولیت ہوئی کہ اللہ رب العزت نے فرمایا تو نے میرے نام کی ایسی تعظیم کی جا آج ہم بھی تجھے جنت میں داخل کرتے ہیں، رحمت حق بہانہ می جوید کا مظہر نظر آگیا۔

گرامی قدر حضرات! خطبہ میں جو آیت شریفہ تلاوت کی گئی، اس

آیت میں ادب واحترام ہی کی دعوت کو پیش نظر رکھا گیا ہے اس آیت شریفہ کو دوبارہ سنو:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ.

آیت کا مطلب خیز ترجمہ

میرے محترم بزرگو اور دوستو! قرآن مجید میں آداب سے متعلق بہت سی آیات ہیں اس مختصر وقت میں ان کا احصاء ممکن نہیں ہے جو آیت شریفہ ابھی ابھی آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اس میں دعوت دی گئی ہے، اہل ایمان کو اے ایمان والو! اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبی کے ساتھ اونچی آواز سے بات کیا کرو، جس طرح آپس میں تم ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

محترم دوستو! یہاں اس آیت شریفہ میں براہ راست اہل ایمان کو خطاب ہو رہا ہے، حضرت عبداللہ ابن مسعود ﷛ کا بیان ہے کہ جب قرآن میں "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" سے خطاب کیا جائے تو فوراً اپنے کانوں کو اس کی طرف متوجہ کرنا چاہیے اور قلب کو حاضر رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ خطاب فرما رہا ہے یا تو کسی اچھی چیز کا حکم دے رہا ہے یا بری چیز سے منع کر رہا ہے، اس لئے میرے نوجوان بھائیو غور سے سنو اس آیت میں جو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو یہ آیت ایک خاص موقع پر نازل ہوئی۔

آیت کا شان نزول

اس شان نزول کو سنئے، حضرت عبداللہ بن زبیر ﷛ نے فرمایا کہ بنو تمیم کا ایک قافلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت ابوبکر ﷛ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول قعقاع بن معبد کو ان کا امیر بنا دیجئے، حضرت عمر ﷛ بھی موجود تھے، انہوں نے کہا نہیں بلکہ اقرع بن حابس کو سردار مقرر کر دیجئے، حضرت ابوبکر ﷛ نے فرمایا آپ تو میرے خلاف ہی چلنا چاہتے ہیں، حضرت عمر ﷛ نے کہا کہ میرا مقصد آپ کی مخالفت کرنا نہیں ہے، دونوں کی گفتگو بڑھی، یہاں تک کہ آوازیں اونچی ہو گئیں تو اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائیں "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ" اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کیا کرو، حضرات صحابہ آیت کے نزول کے بعد اپنی اپنی جگہ پر سوچنے لگے کہ ہم سے نبی ﷺ کی مجلس میں کوئی بے ادبی اور گستاخی تو نہیں ہو رہی ہے، چنانچہ حضرت ابوبکر ﷛ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قسم ہے کہ اب مرتے دم تک آپ سے اس طرح بولوں گا جیسے کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہو۔ (درمنثور)

یعنی چپکے چپکے بات کیا کروں گا حضرت عمر فاروق ﷛ بھی اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا کیا کہہ رہے ہو۔ بخاری

حضرت ثابت ابن قیس کی حالت

صحیح مسلم میں حضرت انس ﷛ کی روایت ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد حضرت ثابت ابن قیس اپنے گھر بیٹھے رہے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری سے رک گئے اور کہنے لگے کہ میں

Scanned by CamScanner

دوزخی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ ؓ سے دریافت کیا کہ ابوعمر ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا وہ بیمار ہیں، حضرت سعد ؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ میرے ہمسایہ ہیں مجھے تو ان کے بیمار ہونے کا علم نہیں کوئی اور وجہ ہوگی، چنانچہ حضرت سعد بن معاذ ؓ حضرت ثابت ؓ کے پاس آئے، اور رسول اللہ ﷺ کا قول ان سے بیان کیا، چنانچہ حضرت ثابت ؓ نے بیان کیا کہ جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ" تو میں نے نبی ﷺ کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا، کیونکہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے تم سب سے زیادہ اونچی آواز میں کلام کرتا ہوں، اس لئے میں دوزخی ہوگیا ہوں، سعد بن معاذ ؓ نے ثابت ؓ کی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے جا کر عرض کر دی، آپ ﷺ نے فرمایا ان سے کہہ دو دوزخی نہیں بلکہ جنتی ہیں۔

گرامی قدر دوستو! معلوم ہوا کہ ادب بہت بڑی چیز ہے، ادب سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اور خوشنودی ملتی ہے اور جسے اللہ کی رضا اور خوشنودی مل گئی تو اسے جنت مل گئی، اسی کو حدیث میں کہا گیا کہ ماں باپ کے پاؤں تلے جنت ہے یعنی اولاد ماں باپ کی اطاعت وفرمانبرداری کریں گے ادب واحترام سے پیش آئیں گے تو اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔

آپ ﷺ کی تعظیم واجب ہے

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی لوگ کامیاب ہوئے

گرامی قدر دوستو! اس آیت شریفہ کے مضمون سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کی تعظیم واجب ہے، ایک دوسری آیت میں بھی ہے، ایک جگہ ارشاد ہے "لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا" تم رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو، قاضی ابوبکر ابن عربی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور ادب آپ کی وفات کے بعد بھی ایسا ہی واجب ہے جیسا حیات میں تھا، اسی لئے بعض علماء نے فرمایا کہ آپ کی قبر شریف کے سامنے بھی زیادہ بلند آواز سے سلام وکلام کرنا ادب کے خلاف ہے، اسی طرح جس مجلس میں اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث پڑھی یا بیان کی جارہی ہوں اس میں بھی شور شغب کرنا بے ادبی ہے، کیونکہ آپ کا کلام جس وقت آپ کی زبان مبارک سے ادا ہو رہا ہو اس وقت سب کے لئے خاموش ہو کر اس کا سننا واجب وضروری تھا، اسی طرح بعد وفات جس مجلس میں آپ کا کلام سنایا جاتا ہو وہاں شور وشغب کرنا بے ادبی ہے۔

آیت شریفہ کے آخری الفاظ ہیں "اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ" پہلے یہ بتلایا جارہا تھا کہ نبی ﷺ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو، اب اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ اپنی آواز کو نبی کی آواز پر اس لئے بلند نہ کرو کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو، بعض دفعہ بے ادبی کرنے سے اعمال صالحہ کی توفیق سلب ہو جاتی ہے، اللہ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔

اسی طرح کسی نے اگر کسی صالح بزرگ کو اپنا مرشد بنایا ہوا اس کے ساتھ گستاخی اور بے ادبی کا بھی یہی حال ہے کہ بعض دفعہ یہ گستاخی سلب توفیق اور خذلان کا سبب بن جاتی ہے جو انجام کار متاع ایمان کو بھی ضائع

Scanned by CamScanner

کر دیتی ہے۔ (معارف القرآن سورہ حجرات)

ادب کے اثرات

میرے محترم دوستو! ادب واقعتا ایسی ہی چیز ہے جو لوگ اپنی زندگی کو ادب سے منور کرتے ہیں ان کی شان ہی نرالی ہوتی ہے ان کی شہرت دنیا کے کونے کونے میں ہو جاتی ہے دنیا ان کے قدم چومتی ہے۔

ادب ہی سے انسان انسان ہے
ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے

کتابوں کا ادب

عزیز طلباء سے متوجہ ہونا چاہتا ہوں یوں تو کائنات کی ہر شی کا ادب ضروری ہے مگر جو کام جس آدمی سے متعلق ہو اسے خاص طور پر اس طرف دھیان دینا چاہیے، مثلاً طلباء کے لئے لکھنا پڑھنا ایک اہم کام ہے تو لکھنے پڑھنے کے تمام تر آداب پر نظر رکھنی چاہیے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کی نظر

چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ نے اپنے درس کے دوران طلباء سے پوچھا کہ بتاؤ حضرت کشمیریؒ اتنے مایہ ناز عالم کیسے بنے؟ طلباء نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق جوابات دیئے، جس طالب علم کو تفسیر سے شغف تھا اس نے کہا حضرت کشمیری بڑے مفسر تھے، جس طالب علم کو حدیث سے شغف تھا اس نے کہا حضرت کشمیری بڑے بلند پایہ محدث تھے، جس طالب علم کو اشعار سے لگاؤ تھا اس نے کہا حضرت کشمیری بڑے بلند پایہ شاعر تھے، حضرت مفتی صاحب خاموش رہے، طلباء نے پوچھا کہ حضرت

آپ ہی اس سوال کا جواب بتادیں، حضرت مفتی صاحب نے کہا کہ ایک دفعہ حضرت کشمیری سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت کشمیری کیسے بنے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں کتابوں کے ادب کی وجہ سے حضرت کشمیری بن گیا، طلباء نے کہا حضرت کتابوں کا ادب تو اور لوگ بھی کرتے ہیں، فرمایا جتنا ادب میں کرتا ہوں اتنا ادب شاید نہ کرتے ہوں، میں نے بغیر وضو کبھی کسی دینی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا، مطالعہ کے دوران کبھی کسی کتاب کو اپنے تابع نہیں کیا، مثلاً اگر بخاری شریف کا مطالعہ کر رہا ہوں اور حاشیہ کی عبارت پڑھنی ہو تو کتاب کو اپنی جگہ ہی رہنے دیتا ہوں اور خود اپنی جگہ بدل کر چاروں طرف کا حاشیہ پڑھ لیتا ہوں، میں نے چارپائی پر بیٹھ کر کبھی کسی دینی کتاب کو پائتی کی طرف نہیں رکھا ہمیشہ سرہانے کی طرف رکھا ہے، کبھی تاریخ کی کتابوں کو فنون کی کتابوں پر نہیں رکھا، اور کبھی فتوی کی کتابوں کو فقہ کی کتابوں پر نہیں رکھا، کبھی فقہ کی کتابوں کو حدیث کی کتابوں پر نہیں رکھا، کبھی حدیث کی کتابوں کو تفسیر کی کتابوں پر نہیں رکھا، بلکہ ترجمہ و تفسیر قرآن کو قرآن مجید کے اوپر نہیں رکھا، چنانچہ کتابوں کے ادب نے مجھے انور شاہ کشمیری بنادیا۔

کتابوں کا ادب

ہمارے اکابر کتابوں کا بڑا احترام فرماتے تھے، ایک دفعہ ایک طالب علم نے سفر کے دوران اپنی کتابوں کی گٹھڑی باندھی نیچے تھیلی میں پہلے کتابیں رکھ لیں پھر اپنے کپڑوں کو رکھا اور گٹھڑی باندھ لی، حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی نے دیکھا تو خفگی کا اظہار کیا اور تنبیہ فرمائی کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔

Scanned by CamScanner

مطالعہ میں ادب

ایک عالم نے دو طالب علموں کو دو حال میں پایا ایک تکیہ کا سہارا لئے مطالعہ کر رہا تھا اور دوسرا دوزانو مستعد بیٹھا کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا اور کچھ کاغذ پر لکھتا جا رہا تھا، استاذ نے یہ ماجرا دیکھ کر اول کی نسبت فرمایا "اِنَّـهٗ لَایَبْلُغُ دَرَجَةَ الْفَضْلِ" یہ فضیلت کے درجہ کو نہیں پہنچے گا، دوسرے کے متعلق فرمایا "سَیَحْصِلُ الْفَضْلَ وَیَكُوْنُ لَهٗ شَانٌ فِی الْعِلْمِ" یہ عنقریب فضل حاصل کرے گا اور اس کے علم کی بڑی شان ہوگی۔

شمس الائمہ حلوائی

عزیز طلباء! علم کے حصول میں ادب واحترام کو بڑا دخل ہے، چنانچہ شمس الائمہ حلوائی بغیر وضو کے کتاب نہیں چھوتے تھے، حتی کہ سادہ کاغذ بھی بغیر وضو کے ہاتھ میں نہیں لیتے تھے۔

حضرت مدنیؒ ادب کے آئینہ میں

گرامی قدر حضرات اساتذہ اور عزیز طلباء! ادب واحترام اور خدمت اساتذہ کے دعوی تو بہت لوگ کرتے ہیں اور خدمت کے نتیجہ میں صلہ بھی پاتے ہیں مگر جیسی خدمت حضرت مدنیؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کی ہے شاید کوئی خادم اپنے اساتذہ کی ایسی خدمت کر سکے۔

چنانچہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے استاذ حضرت شیخ الہندؒ کے یہاں مہمان زیادہ آگئے بیت الخلاء ایک ہی تھا مہمانوں کا کئی دن قیام رہا، حضرت مدنیؒ روزانہ رات کو آکر بیت الخلاء صاف کر جاتے، چنانچہ صبح کے وقت مہمانوں کو بیت الخلاء

بالکل صاف ملتا، اس زمانہ میں یہ فلش کے بیت الخلاء نہیں تھے، پانی بہایا اور صاف ہو گئے بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

خدمت اور ادب

حضرت مدنیؒ نے اپنے استاذ حضرت مولانا مفتی محمود الحسنؒ صاحب شیخ الہندؒ کی خدمت بھی کی ہے، اور ادب واحترام کے حقوق بھی ادا کیے ہیں، چنانچہ حضرت مدنیؒ اپنے شیخ محمود الحسن صاحبؒ کے ساتھ مالٹا کی جیل میں تھے کہ سردیوں کا موسم شروع ہو گیا، حضرت شیخ الہند جب رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو پانی بہت زیادہ ٹھنڈا ہوتا، حضرت مدنیؒ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ رات کو سوتے وقت ایک بوتل میں پانی بھر لیتے اور پھر سجد کی حالت میں سو جاتے، جبکہ بوتل کو اپنے پیٹ اور بازوؤں کے درمیان رکھ لیتے، پانی کو چونکہ ہر طرف سے ڈھانپ لیتے بدن کی حرارت سے وہ گرم ہو جاتا لہذا جب تہجد کا وقت ہوتا تو وہ پانی نیم گرم حالت میں ہوتا، یہ پانی وضو کے لئے اپنے استاذ کو پیش کرتے، کافی عرصہ اسی طرح گزر گیا، ایک دن تھکاوٹ ایسی تھی کہ حضرت مدنیؒ پر نیند غالب آگئی، جب تہجد کے لئے اٹھے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کروانا پڑا، حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ پانی وہیں سے لائے ہو جہاں سے پہلے لاتے تھے، حضرت مدنیؒ نے فرمایا آج مجھ سے غفلت ہوئی، رات کو بھر کر نہیں رکھ سکا، تب حضرت شیخ الہند کو یہ راز معلوم ہوا کہ شاگرد اپنے استاذ کو گرم پانی مہیا کرنے کی خاطر ساری رات سجدے میں گزار دیا کرتا تھا۔

بادشاہ نے تعظیم کی

عزیز طلباء! خدمت سے خدا ملتا ہے، اعزاز ملتا ہے، آج طلباء میں

خدمت اورادب کا جذبہ مفقود ہوگیا، حضرت قاضی فخر الدین ارسامندیؒ شہر ''مروٗ'' کے امام الائمہ تھے، بادشاہ ان کی بڑی تعظیم کرتا تھا، قاضی صاحب فرماتے تھے کہ میں اپنے استاذ قاضی امام ابو یزید دبوسیؒ کی بہت خدمت کرتا تھا میں نے تیس برس ان کا کھانا پکایا، اوراس میں سے کچھ بھی نہ کھایا، استاذ کی اس خدمت کی وجہ سے مجھے یہ رتبہ ملا کہ بادشاہِ وقت میرے ساتھ ادب وتعظیم سے پیش آتا ہے۔

خلیفہ ہارون رشید کے یہاں ادب کی وقعت

عزیزو اور نوجوان بھائیو! ادب واحترام کی دولت بڑی دولت ہے، بادشاہوں نے ادب واحترام کو عزت کی نظر سے دیکھا ہے، چنانچہ ایک دفعہ ہارون رشید نے اپنے بیٹے کو حضرت اصمعیؒ کی خدمت میں ادب وتربیت سیکھنے کے لئے بھیجا، ایک روز ہارون رشید ملنے کے لئے گئے تو دیکھا کہ شہزادہ پانی ڈال رہا ہے اور حضرت اصمعیؒ وضو کرتے ہوئے اپنے پاؤں دھورہے ہیں، ہارون رشید نے اصمعیؒ سے کہا کہ میں نے تو بیٹے کو تربیت کے لئے بھیجا تھا، اگر آپ اس کو ادب سکھاتے تو کتنا اچھا ہوتا، حضرت اصمعیؒ نے کہا کہ پانی ڈال تو رہا ہے، ہارون رشید نے کہا کہ حضرت آپ اس کو حکم فرماتے کہ ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے پاؤں ڈھل، یہ تھے بادشاہ، ہارون رشید یہ جانتے تھے کہ ادب کیا ہوتا ہے اسی وجہ سے اپنی اولاد کو علماء کے پاس بھیجتے تھے تاکہ ہمارے شہزادے ادب سیکھ لیں۔

خادم تمام عَالَم کا مخدوم بن گیا

گرامی قدر مسلمانو! خدمت، تربیت اور ادب سے بہت اونچا مقام

حاصل ہوتا ہے، حضرت حماد بن سلمہ کی ہمشیرہ عاتکہ فرماتی ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ ہمارے گھر کی روئی دُھنتے تھے اور ہمارا دودھ ترکاری خرید کر لاتے تھے، اس کے علاوہ اور بہت سے کام کرتے تھے، حضرت حماد امام ابوحنیفہؒ کے استاذ تھے، اس وقت کون سمجھ سکتا تھا کہ حماد ابن سلمہ کے گھر کا خادم تمام عالم کا مخدوم بنے گا۔

والدین واساتذہ اور بڑوں کا ادب واحترام

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھے مسلمان، عالم دین، حافظِ قرآن، عادل بادشاہ اور استاذ کی عزت کرنا تعظیم خداوندی میں داخل ہے۔

ابن وہب کا بیان ہے کہ مجھے جو کچھ ملا وہ میرے استاذ امام مالک کے ادب کی وجہ سے ملا، اس لئے طالب علم کو چاہیے کہ استاذ کی بات ادب اور توجہ کے ساتھ سنے کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو ادب سے پوچھ لے۔

امام احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ ادب کی وجہ سے میں اپنے استاذ کا نام نہیں لیتا تھا، ہاں ان کا ذکر ان کی کنیت کے ساتھ کرتا تھا۔

امام ربیع فرماتے تھے کہ مجھے حضرت امام شافعیؒ کے سامنے کبھی پانی پینے کی جرأت نہ ہوئی۔

امام شافعیؒ فرماتے تھے میں استاذ کے ادب کی وجہ سے کتاب کا ورق بھی آہستہ آہستہ پلٹتا تھا تاکہ میرے استاذ کو اس کی آواز سنائی نہ دے۔

امام بخاری سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے دل میں کوئی خواہش ہے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے استاذ علی بن مدینی حیات ہوتے اور میں جا کر ان کی صحبت اختیار کرتا باادب ان کی مجلس میں بیٹھتا۔

Scanned by CamScanner

شہرت امام بخاریؒ

عزیز طلباء! حضرت امام بخاریؒ کی شہرت پوری دنیا میں مسلم ہے، امام بخاریؒ کے ادب کا یہ حال تھا کہ جب بخاری شریف کی کوئی حدیث لکھتے تو پہلے وضو فرماتے، بعض لوگوں نے کہا کہ پہلے غسل فرماتے پھر دو رکعت نماز نفل پڑھتے دعا کرتے اور پھر عطر لگاتے اور باادب بیٹھ کر پھر بخاری شریف لکھتے اسی لئے بخاری شریف پڑھنے والوں کا بڑا اعزاز ہے، اور بخاری شریف پڑھانے والوں کا بڑا رتبہ اور مرتبہ ہے، شیخ الحدیث کے نام سے پکارا جاتا ہے، بخاری شریف کے علاوہ بہت سی کتابیں حدیث کی ہیں، ترمذی شریف ہے ابن ماجہ ہے ابوداؤد شریف ہے، طحاوی شریف ہے ان کے پڑھانے والوں کو کوئی بھی شیخ الحدیث نہیں کہتا یہ برکت ہے امام بخاریؒ کے ادب واحترام کی۔

امام بخاریؒ نے مسجد کا ادب کیا

ایک دفعہ امام بخاریؒ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں ایک صاحب کو دیکھا کہ اس نے اپنی ڈاڑھی میں سے ایک تنکا نکالا اور مسجد میں ڈال دیا، امام بخاری دیکھ رہے تھے آہستہ سے اٹھے اور اس آدمی کے قریب گئے اور پڑا ہوا تنکا اٹھا کر اپنی آستین میں رکھ لیا اور آہستہ سے باہر جا کر گرا دیا، اندازہ لگایئے کس درجہ کا ادب واحترام تھا، ڈاڑھی کا ایک معمولی سا تنکا بھی گرا ہوا برداشت نہ کیا، اور ہمارا یہ حال ہے کہ مسجد میں بھول کے انبار لگ جاتے ہیں مکڑی کے بڑے بڑے جالے نظر آتے ہیں مگر احساس تک نہیں ہوتا، نہ

مؤذن کو فکر، نہ امام کو فکر، نہ متولی اور مقتدیوں کو فکر کہ مسجد میں کیا برا حال ہو رہا ہے، اپنے گھروں میں صفائی کے لئے نوکر نوکرانی لگی ہیں گھر میں چمن، پیڑ پودے عود بتی اور طرح طرح کی خوشبو کا استعمال کیا جا رہا ہے اور اللہ کے گھر سے گندگی بھی دور نہیں کی جاتی، افسوس صد افسوس میرے استاذ محترم حضرت مولانا شریف احمد صاحب سابق مہتمم وبانی جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور جب مسجد میں، درسگاہوں میں اور قیام گاہوں میں جالے لگے ہوئے دیکھتے تو سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے اور شیخ فریدالدین عطارؒ کا یہ شعر پڑھتے ؎

دُور کن از خانہ تار عنکبوت
باشد اندر مانِدنش نقصان قوت

مکڑی کے جالے گھر سے دور رکھو ان کے رہنے سے روزی کا نقصان ہوتا ہے، یہ بات طلباء کو، اساتذہ کو، خواص کو اور عوام کو یاد رکھنی چاہیے صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسجد کا ادب کیا

میرے محترم دوستو! ادب ایسی چیز ہے کہ آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی اور باب العلم فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ جب مسجد میں داخل ہونے لگتے تھے تو چہرہ زرد ہو جاتا تھا، کسی نے کہا حضرت اتنا خوف زدہ تو ہم نے آپ کو کبھی بھی نہیں دیکھا فرمایا تجھے پتہ ہے میں کس شہنشاہ کے دربار میں داخل ہو رہا ہوں، اس لئے میرے محترم دوستو! اور پیارے بچو مسجد کا ادب کرو، قرآن کا ادب کرو، اساتذہ کا ادب کرو، اولیاء اللہ، علماء صلحاء اور اپنے ماں باپ کا پورا پورا ادب کرو۔

Scanned by CamScanner

آخری پیغام

برادران اسلام! ادب کو اپنی زندگی کا وظیفہ بنالو، ادب کو اپنی زندگی کا آئینہ سمجھو، اگر ہماری زندگی ادب کے مطابق گذرتی رہی تو انشاء اللہ العزیز ہماری عبادات میں نورانیت، معاملات میں شائستگی، اخلاقیات میں پاکیزگی اور عمدگی کی آمیزش اور آداب معاشرت میں سلیقہ مندی پیدا ہوجائے گی، تو ہمارا مسلم معاشرہ خوش گوار ہوجائے گا آپسی تعلقات میں نکھار پیدا ہوجائے گا، ادب کے بغیر اسلامی روابط میں ترقی نہیں ہوسکتی، ادب کے بغیر دین سُونا سُونا رہتا ہے "اَلْاَدَبُ کُلُّهٗ دِیْنٌ"

آج ہر جگہ ادب کے لالے پڑے ہوئے، تہذیب، شائستگی اور سلیقہ مندی دیکھنے کو بھی نہیں ملتی اگر ملتی بھی ہے تو اس کا نام فیشن رکھ دیا گیا، کھانا کھلانے کا طریقہ کھڑے کھڑے اس کو فیشن اور موجودہ دنیوی تہذیب کہا جانے لگا، بیاہ شادیوں میں نئے نئے طریقہ نکالے جارہے ہیں، ان کو مجبوریاں بتائے جانے لگا، مکانات کی تعمیرات میں فضولی اخراجات ہورہے ہیں، ان کو وقت کی ضرورت کہا جانے لگا، لباس کے پہننے میں اوڑھنے میں نئے نئے ڈیزائن مرد عورت کا لباس اور عورت مرد کا لباس استعمال کرنے میں فخر محسوس کررہے ہیں، خوشیاں منارہے ہیں، ہر چیز میں تزئین آچکی "فَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطَانُ" کا مصداق بن چکے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ شیطانی تزئین اور بے ہنگم خرافات سے حفاظت فرمائے، آداب واخلاق کے ساتھ زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے ؎

علم وعمل کی دنیا میں اس طرح گذارا کرتے ہیں
اخلاق سے مارا کرتے ہیں احسان سے جیتا کرتے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

عفو وکرم کا دربار

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰی اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ. یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا. صدق اللہ العظیم

جس جس کو گناہوں سے بخشش کی تمنا ہو
وہ اپنے گناہوں کی کثرت سے نہ گھبرائے
وہ مائلِ توبہ ہو میں مائلِ بخشش ہوں
میں رحم سے بخشوں گا وہ شرم سے پچھتائے

گرامی قدر حضرات برادرانِ اسلام! آج کے اس پرفتن اور پر آشوب دور میں لوگوں کی اکثریت اللہ کے دین سے بہت دور ہوتی چلی جارہی ہے، جوں جوں وقت گزرتا چلا جارہا ہے، گناہ عام ہوتے جارہے

Scanned by CamScanner

ہیں، فتنہ وفساد پھیل رہا ہے، بڑی ڈھٹائی کے ساتھ گناہ کرنے پر کمر باندھ رکھی ہے، اور چھوٹے چھوٹے گناہوں کو کچھ سمجھتے ہی نہیں، بعضی لوگ تو چھوٹے چھوٹے گناہوں کی ذرا بھی پروانہیں کرتے، بلکہ جب ان کو دین کا کوئی صحیح مسئلہ بتایا جاتا ہے تو بڑی حقارت سے پوچھتے ہیں کہ اچھا بتاؤ اس کام میں کتنے کلو یا کتنے من کا گناہ ہے گویا کہ مزاق اڑاتے ہیں۔

معمولی گناہوں سے بچو

اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ '' اے لوگو معمولی معمولی گناہوں سے بھی بچا کرو ''فَاِنَّمَا مَثَلُ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوْا بَطْنَ وَادٍ '' چھوٹے چھوٹے گناہوں کی مثال ایسی ہے جیسے کچھ لوگ کسی وادی میں پڑاؤ کریں ''فَجَاءَ بِعُوْدٍ فَجَاءَ بِعُوْدٍ حَتّٰى حَمَلُوْا مَا اَنْضَجُوْا بِهٖ خُبْزَهُمْ '' ایک آدمی تھوڑی سی لکڑی اٹھالایا اور دوسرا آدمی بھی تھوڑی سی لکڑی اٹھالایا اتنی لکڑیاں اکٹھی ہوگئی جن سے ان سب کی روٹیاں پک گئیں ''وَاِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ مَتٰى يُؤْخَذْ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكْهُ '' چھوٹے چھوٹے گناہ کرنے والوں کی جب پکڑ ہوگی تو یہ گناہ اس کو تباہ کردیں گے۔ (مسند احمد)

میرے محترم دوستو! جس طرح تھوڑی تھوڑی لکڑی جمع کر کے روٹیاں پک گئیں مقصد میں کامیابی ہوگئی، اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہ بھی تباہی اور بربادی کا سبب بن جاتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے ''اِيَّاكُمْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهُ '' چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی

بچتے رہو کیونکہ جب یہ آدمی پر جمع ہوتے ہیں تو اسے تباہ کردیتے ہیں، اہل علم نے بیان کیا کہ اگر چھوٹا گناہ بھی ڈھٹائی کے ساتھ کیا جائے تو اس قسم کے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ میں شمار ہوجاتے ہیں، علامہ ابن قیم جوزیؒ فرماتے تھے کہ اے دوست یہ نہ دیکھنا کہ گناہ چھوٹا ہے یا بڑا بلکہ اس ذات کی عظمت کو سامنے رکھنا جس کی نافرمانی کر رہے ہو۔

میرے محترم دوستو! یاد رکھو صغیرہ گناہ جب مستقل کئے جائیں گے تو یہ صغیرہ صغیرہ نہیں رہیں گے بلکہ کبیرہ بن جائیں گے، جیسے حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگادیا جاتا ہے دوسری مرتبہ گناہ کرتا ہے پھر سیاہ نقطہ لگادیا جاتا ہے، اسی طرح نقطہ لگتے لگتے سارا دل سیاہ ہوجاتا ہے، اب اس دل میں کوئی اچھی بات اثر نہیں کرے گی۔

چھوٹے اعمال بھی ہلاک کن ہیں

بخاری کی روایت ہے کہ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ تم لوگ بہت سے ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری نگاہ میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں، ہم جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ان کو ہلاک کرنے والا تصور کرتے تھے یعنی ہم ان کو کبائر میں شمار کرتے تھے، قربان جایئے حضرات صحابہ کی زندگی پر ان کے تقوی وطہارت پر کہ کتنا خوف فرماتے اور کتنی احتیاط برتتے کہ چھوٹے گناہ کو بھی بڑا گناہ تصور کرتے تھے۔

گناہ کسے کہتے ہیں؟

دوستو! یہ گناہ نیکی کے مقابلہ میں آتا ہے، قرآن میں بھی حسنہ اور سیئہ کا ذکر آیا ہے، حسنہ کہتے ہیں نیکی اور بھلائی کو اچھے اور بھلے کام کرنے کو،

حسنات اس کی جمع آتی ہے،اور سیۂ کہتے ہیں برائی کو، گناہ کو،اور برے کام کرنے کو،اللہ رب العزت کے حکم کے خلاف کوئی کام کرنا یا دین میں نئی بات کا پیدا کرنا گناہ کہلاتا ہے،سیۂ کی جمع سیئات آتی ہے،حسنہ اور سیۂ کی جمع حسنات اور سیئات لانے سے پتہ چلتا ہے کہ اچھے کام بھی بہت ہیں اور برے کام بھی بہت ہیں۔

حسنہ اور سیۂ کا حکم

شریعت اسلامیہ میں اچھے کام کرنے کا حکم دیا ہے اور برے کاموں سے رکنے کا حکم دیا ہے۔تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ.

اچھے کام

نماز ، روزہ ، حج ، زکوۃ ، حسن اخلاق، صلہ رحمی، شفقت ، رحمت، مودت، محبت، مصافحہ، معانقہ اور آداب وسلام وغیرہ وغیرہ یہ سب اچھے کام ہیں۔

برے کام

حسد، حرص، لالچ، بغض، کینہ، جھوٹ، غیبت، مفاخرت اور عصبیت وغیرہ وغیرہ، یہ سب برے کام ہیں ان سے بچنا چاہیے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اچھے کام کئے جائیں اور برے کاموں سے رکا جائے،ارشاد ربانی ہے"وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهٗ "اور چھوڑ دو کھلا ہوا گناہ اور چھپا ہوا گناہ۔(ظاہری گناہ اور باطنی گناہ)

نیکی اور گناہ کی حقیقت

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے نیکی اور گناہ کی حقیقت پوچھی تو آپ

نے فرمایا نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور گناہ "اَلْإِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ النَّاسُ عَلَيْهِ.(ترمذی) "گناہ نام ہے اس برائی کا جو تیرے دل میں جم جائے اور تو برا سمجھے کہ کوئی اس پر مطلع ہو، دوستو! جب دل میں کوئی گناہ جگہ پکڑ لیتا ہے تو بار بار دل میں خیال آتا رہتا ہے کہ کوئی دوسرا آدمی اس گناہ پر واقف نہ ہو جائے کانٹے کی طرح گناہ دل میں چبھا رہتا ہے بس یہ علامت ہے کہ یہ گناہ کا کام ہے۔

سب سے بڑا عبادت گذار بندہ

دوستو! جب انسان ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دیگا تو اللہ تبارک وتعالی اس بندے کو اپنا عبادت گذار بندہ بنالے گا،حدیث میں آتا ہے:

اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ.

اے آدم کی اولاد تو حرام کاموں سے یعنی گناہوں سے بچ سب سے بڑا عبادت گذار بندہ بن جائے گا۔

گناہ چھوڑنے کا فائدہ

میرے محترم دوستو! گناہ چھوڑنے کا فائدہ بہت ہوتا ہے چنانچہ لمبی چوڑی نفلیں اور تسبیحات پڑھنے کا اتنا بڑا فائدہ نہیں ہوتا جتنا گناہ سے بچنے کا فائدہ ہوتا ہے جب بندہ ایک ایک گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ خوش ہوتے ہیں کہ میرے بندہ نے گناہ سے سچی توبہ کرلی اس لئے ہمیں اپنی زندگی میں تلاش کرنا چاہیے کہ کہاں کہاں ہم نے گناہ کئے ہیں ہم انسانوں کو دھوکہ دے سکتے ہیں پروردگار کو دھوکہ نہیں دے سکتے، وہ سینوں کے بھید کو جاننے والا ہے، وہ علیم بذات الصدور ہے، قیامت کے دن اس کے سامنے پیشی ہوگی کسی

بندے کے سامنے نہیں ہوگی، اس لئے ہمیں اپنے ایک ایک گناہ سے توبہ کرنی چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ گناہ ایک نجاست ہے جو میرے جسم پر لگی ہوئی ہے، کون انسان ایسا ہے کہ جو اپنے بدن پر لگی ہوئی نجاست کو پسند کرتا ہو دنیا میں کوئی انسان اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو اپنے جسم پر گندگی کو، نجاست کو دیکھنا پسند کرتا ہو اس لئے میرے دوستو گناہ چھوٹا ہو یا بڑا ہر گناہ کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حب جاہ حب مال

گرامی قدر حضرات گناہ صادر ہونے کے مختلف اسباب ہیں بعض دفعہ حب جاہ بھی گناہ کا سبب بنتا ہے آدمی اپنی عزت کا بھوکا ہو جاتا ہے، غرور کبر، تکبر گھمنڈ اور انا، انا، میں، میں کا خوگر ہو جاتا ہے، اسی طرح حب مال جب آدمی کے پاس مال زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ اپنے اور پرائے سب کو بھول جاتا ہے" مالی مالی" (میرا مال میرا مال) کے نعرے لگانے شروع کر دیتا ہے، جو آدمی کے لئے معتر ثابت ہوتے ہیں، مال اور عزت بذات خود بری چیز نہیں مگر مال اور عزت کی جب قدر دانی نہ کی جائے شکر ادا نہ کیا جائے تو یہ مال اور عزت یعنی حب جاہ اور حب مال ہلاکت کا سبب بن جاتے ہیں۔

وجوہات گناہ

اکثر علماء نے گناہ کرنے کی چار وجہ بتلائی ہیں پہلی وجہ: جب آدمی گناہ کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو وہ یہ خیال کرتا ہے کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، میرے گناہ کا پتہ کسی کو نہیں چلے گا، حالانکہ باری

تعالی ہر وقت دیکھتا ہے ہر جگہ پر دیکھتا ہے، چنانچہ باری تعالی نے اپنے قرآن میں اس کا جواب یوں دیا" اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ " کہ تیرا رب تیری گھات میں لگا ہوا ہے، بڑی غور سے اللہ دیکھ رہا ہے کہ میرا بندہ گناہ کب کرے گا، مرصاد کہتے ہیں جب شکاری شکار کرنے کے لئے نشانہ لگاتا ہے تو شکار کو اتنی غور سے دیکھتا ہے کہ پلک بھی نہیں جھپکتا، اسی طرح دوستو اللہ تعالی گناہ کرنے والے پر گہری نظر رکھتا ہے، ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوتا۔

دوسری وجہ

میرے محترم دوستو! گناہ کرنے کی دوسری وجہ یہ ہوئی کہ انسان جب گنہ کرتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ میرے پاس کوئی نہیں ہے، کسی کو میرے گناہ کا پتہ نہیں ہے، جیسے کوئی آدمی خلوت میں علیحدگی میں فون سے بات کرے اور یہ سوچے کہ کسی کو پتہ نہیں یا کسی کو خط لکھا اور یہ سوچے کہ میں نے کیا مضمون لکھا کسی کو پتہ نہیں، جب یہ خیالات ذہن میں آتے ہیں تو آدمی گناہ کرتا ہے، اللہ رب العزت نے قرآن میں جواب دیا" يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ . (مومن) " اللہ تعالی آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں، اس لئے انسان یہ خیال نہ کرے کہ میرے گناہ کا کسی کو پتہ نہیں۔

تیسری وجہ

دوستو! گناہ کرنے کی ایک تیسری وجہ یہ ہے کہ جب آدمی گناہ کرنے کے لئے چلتا ہے تو یہ سوچتا ہے کہ میرے ساتھ اور میرے پاس کوئی نہیں، جب یہ احساس دل میں پیدا ہوا کہ میرے پاس کوئی نہیں ہے بس یہی

Scanned by CamScanner

گناہ کا سبب بن گیا، اللہ تبارک وتعالی نے اپنے قرآن میں اس کا بھی جواب دیا ''وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. (حدید) '' اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے، تم یہ سمجھو کہ میں تنہا ہوں بلکہ تیرے ساتھ ہے اللہ اگر تم دو ہو تو تیسرا اللہ ہے، اگر تم تین ہو تو چوتھا اللہ ہے۔

چوتھی وجہ

گناہ کرنے کی ایک چوتھی وجہ یہ ہے جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا گویا کہ وہ باغی اور نڈر ہو جاتا ہے، بے شرم اور بے حیا ہو جاتا ہے جرأتمندی کے ساتھ گناہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے، اللہ تبارک وتعالی نے اس کا علاج قرآن پاک میں اس طرح بتلایا ''اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ '' اس پروردگار کی پکڑ بڑی دردناک ہے، دوسری جگہ فرمایا ''اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ. (بروج) '' جو گناہوں پر دلیری دکھلاتا ہے اس کے لئے قرآن نے بہت سخت پکڑ کا اعلان کیا ''وَلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗ اَحَدٌ. (فجر) '' وہ ایسا باندھے گا کہ کوئی دوسرا باندھ نہیں سکتا، سورہ مائدہ میں ایک جگہ فرمایا ''فَاِنِّیْ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّا اُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ '' جو لوگ نڈر اور بے باک بن کر گناہ کر رہے ہیں ایسے لوگوں کے لئے صاف صاف فرما دیا کہ میں ان کو ایسا عذاب دونگا کہ دنیا میں کسی کو ایسا عذاب نہیں دیا۔

گناہ کو آج ہی چھوڑیئے

میرے محترم دوستو! گناہ کا آغاز مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہوتا ہے، اور انجام جہاز کے لنگر کی طرح مضبوط ہوتا ہے، یعنی شروع میں آدمی

سوچتا ہے کہ ایک دو بار گناہ کر کے چھوڑ دوں گا، مگر آج اور کل کرتے کرتے گناہ کی عادت اتنی پختہ ہو جاتی ہے کہ گناہ کا چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔

چار گواہ

گرامی قدر شرکائے اجلاس اور پس پردہ بیٹھی ہوئی میری ماؤ اور بہنو! گناہ کر کے خوش نہ ہونا چاہیے، جب آدمی گناہ کرتا ہے تو باری تعالی اپنے چار گواہ چھوڑ دیتے ہیں اور یہ چاروں گواہ کل قیامت کے دن گواہی دیں گے

پہلا گواہ زمین

دوستو! پہلا گواہ زمین ہوگی یہی زمین جس پر ہم چل رہے ہیں، یہ زمین گناہوں پر گواہ بنے گی، اللہ تعالی کے دربار میں عرض کرے گی، اے اللہ تیرے کچھ بندے تو ایسے تھے کہ سجدہ میں سر رکھ کر راتوں رویا کرتے تھے، اور یہ گناہگار نافرمان میری پیٹھ پر گناہ کرتا تھا، زمین سب کچھ بتائے گی جس جگہ گناہ کرتا تھا زمین کا وہ ٹکڑا گواہی دے گا ''يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا. (زلزال) ''۔

دوسرا گواہ اعضائے انسان

دوسرا گواہ انسان کے اعضاء ہوں گے قرآن نے نقشہ کھینچا ''اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ '' اللہ فرماتا ہے کہ گناہ کرنے والوں کے ہونٹوں پر مہر لگا دی جائے گی، ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے جو کام یہ کرتے تھے۔

Scanned by CamScanner

تیسرا گواہ فرشتے

دوستو! تیسرا گواہ کراماً کاتبین فرشتے ہوں گے جو انسان کے کاندھوں پر چوبیس گھنٹے رہتے ہیں انسان کی اچھائیاں اور برائیاں لکھتے رہتے ہیں ''وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَاتَفْعَلُوْنَ (الفطار) ''

چوتھا گواہ نامۂ اعمال

میرے محترم بھائیو اور میری عمر کے لوگو! سنو غور سے سنو، وہاں چوتھا گواہ ہمارے نامہ اعمال ہوں گے، نامہ اعمال کی ایک فائل پیش کی جائے گی جس میں سب کچھ لکھا ہوا ہوگا، جب اپنے نامہ اعمال کی فائل کو یہ گنہگار انسان دیکھے گا تو یوں کہے گا ''يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَايُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَاكَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا '' ہائے میری بدبختی یہ کیسی کتاب (نامہ اعمال) ہے کہ کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہیں جو اس میں چھوڑ دیا گیا ہو، آگے اللہ نے فرمایا ''وَوَجَدُوْا مَاعَمِلُوْا حَاضِرًا وَّلَايَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا '' اپنا کیا دھرا سب اپنے سامنے پائیں گے اللہ تعالی اس دن کسی پر ظلم نہیں کریں گے، دوستو! وہ قیامت کا دن محشر کا دن عجیب دن ہوگا پانی کا پانی اور دودھ کا دودھ کر دیا جائے گا، عدل وانصاف کی ترازو سے حساب ہوگا۔

اچھے اور برے نامۂ اعمال

محترم دوستو! جب آدمی اپنے نامہ اعمال دیکھے گا تو بعضی لوگوں کے اچھے اور نامہ اعمال تو بہت اچھے ہوں گے اور بعضوں کے نامہ اعمال بہت برے ہوں گے، اچھے اعمال مغفرت کا سبب بن جائیں گے، اور برے اعمال عذاب کا سبب بن جائیں گے، جو لوگ اچھے عمل کرتے ہیں ان کے

جسم میں گناہ کے اثرات نہیں ہوتے، قبر میں ان کے کفن بھی میلے نہیں ہوتے ان کے بدن سے بھی خوشبو آتی رہتی ہے، کفن سے بھی خوشبو آتی ہے، چنانچہ جو آدمی قرآن پاک کی تلاوت کرے، نماز پڑھے، تقوی بھری زندگی اختیار کرے تو اس کے ہر نیک عمل کی بدولت اس کے جسم میں خوشبو آتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے خوشبو

چنانچہ ہمارے نبی ﷺ کے جسم مبارک سے ہر وقت خوشبو آتی تھی جس راستے سے گذرتے تھے اس راستہ سے خوشبو آنے لگ جاتی تھی، حضرات صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں ہوتا تھا کہ نبی ﷺ کس طرف تشریف لے گئے، ہم خوشبو کی وجہ سے پہچان لیتے تھے کہ نبی ﷺ ادھر تشریف لے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پسینہ میں جو خوشبو تھی میں نے مشک وغیرہ میں وہ خوشبو محسوس نہیں کی۔

نبی ﷺ کے پسینہ میں خوشبو

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پسینے کو جمع فرما رہی تھیں آپ نے پوچھا ام سلیم کیا کرتی ہو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ کے مبارک پسینہ کو عطر میں شامل کرتے ہیں تو عطر کی خوشبو میں اضافہ ہو جاتا ہے، مدینہ میں دلہنوں کو اگر خوشبو نہ ملتی تو وہ نبی ﷺ کا مبارک پسینہ استعمال کرتیں، اس سے خوشبو آنے لگتی تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پسینہ سے خوشبو

اسی طرح دوستو! حضرات صحابہ کرام کے بدن سے، منہ سے ان کی قبر سے بھی خوشبو آتی تھی، چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جسم سے خوشبو آتی تھی،

حضرت عمرؓ کی روایت ہے "کَانَ رِیْحُ اَبُوْبَکْرٍ اَطْیَبُ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ" حضرت ابوبکر کے پسینہ سے وہ خوشبو آتی تھی جو مشک سے بھی نہیں آیا کرتی

واقعہ خواجہ مشکیؒ

ہمارے ہندوستان میں ایک بزرگ خواجہ مشکیؒ گذرے ہیں ان کے جسم سے مشک جیسی خوشبو آتی تھی لوگ حیران ہوکر پوچھتے آپ کون سی خوشبو لگاتے ہیں کہ آپ کے کپڑوں سے ہروقت خوشبو آتی رہتی ہے، ایک مرتبہ کسی صاحب نے مجبور کیا کہ خواجہ مشکیؒ صاحب یہ تو آپ کو بتلانا پڑے گا آخراتنی خوشبو کیسے آتی ہے آپ کا بدن معطر، کپڑے معطر۔

بہرحال خواجہ مشکی نے پھر اپنی خوشبو کا واقعہ بتلایا کہ میں ایک مرتبہ کسی گلی سے گذر رہا تھا ایک مکان کے دروازہ پر ایک بوڑھی عورت کھڑی تھی اس نے مجھے دیکھ کر کہا کہ ہمارے گھر میں کوئی بیمار ہے، آپ نیک آدمی ہیں آپ کچھ پڑھ کر پھونک دو ہوسکتا ہے ہمارا بیمار ٹھیک ہوجائے، چنانچہ میں نے اس بوڑھی عورت پر اعتماد کیا اور گھر کے اندر چلا گیا جب میں گھر کے اندر گیا تو باہر سے تالا لگا دیا گیا اندر جا کر دیکھتا ہوں کہ گھر کی ملکہ بیٹھی ہوئی ہے اور اس کی نیت میں فساد نظر آرہا ہے، وہ کہنے لگی میں تجھے روزانہ گذرتے ہوئے دیکھتی ہوں آج میرے دل میں برائی کا خیال پیدا ہوگیا اور تجھے اس بوڑھی عورت کے ذریعہ میں نے گھر بلالیا ہے، تاکہ تیرے ساتھ برا کام کروں، اپنی خواہش پوری کروں، چنانچہ میں پریشان ہوگیا اور اس کا مطالبہ پورا کرنے سے صاف انکار کردیا اور باہر جانے کے لئے میں پریشان ہوگیا، وہ ملکہ کہنے لگی اب تالا لگ چکا ہے اگر نہیں مانو گے تو میں شور مچاؤں گی اور بہتان لگا کر سنگسار کراؤں گی اب دو باتوں میں سے ایک بات کا انتخاب کرلو، یا تو سنگسار

ہونا پسند کرلو یا میرے ساتھ گناہ کا ارتکاب کرلو اس کی یہ بات سن کر میں بہت پریشان ہوگیا بالآخر اللہ تبارک وتعالی نے میرے ذہن میں ایک بات ڈالی کہ بیت الخلاء جانے کی اجازت چاہوں چنانچہ اس نے اجازت دیدی، اور اپنی جگہ پر ملکہ نے خوشی محسوس کی اب یہ آمادہ ہوگیا ہے، فارغ ہوکر اور بن سنور کر میرے پاس آئے گا چنانچہ میں بیت الخلاء گیا وہاں جو مجھے گندگی اور نجاست نظر آئی تو میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے کپڑوں پر اور بدن پر مل لیا، جب میں باہر نکلا تو میرے جسم سے اور کپڑوں سے سخت بدبو آرہی تھی، چنانچہ جب اس ملکہ نے مجھے دیکھا تو اس کے دل کے اندر اللہ نے نفرت پیدا کردی، اور وہ کہنے لگی کہ یہ تو کوئی پاگل، بیوقوف، پرلے درجہ کا احمق ہے، نکالو اس کو یہاں سے، بہرحال اللہ نے میرا ایمان بچادیا اور میں اس گھر سے نکل آیا، پھر اس کے بعد مجھے پریشانی ہوئی کہ میرے بدن سے کپڑوں سے لوگوں کو بدبو آئے گی، لہٰذا میں جلدی سے غسل خانہ میں پہنچا اور اپنے بدن کو کپڑوں کو جلدی سے دھویا، اور پاک کیا جب گیلے کپڑے پہن کر میں باہر نکلا تو میرے کپڑوں سے خوشبو آنے لگی، اللہ اکبر یہ ہے دوستو...... گناہوں سے بچنے کی برکت اگر ہم گناہوں سے بچیں گے تو ہمارے بدن سے نیکیوں کی خوشبو آنے لگے گی، صاحب واقعہ کا نام تو کچھ اور تھا مگر خواجہ مشکی کے نام سے مشہور ہوگئے، خواجہ مشکیؒ نے خواہشات نفسانیہ پر پورا پورا کنٹرول پایا۔

گناہ کی بدبو

جس طرح نیک کام کرنے سے بدن خوشبودار ہوجاتا ہے اسی طرح گناہ کے کام کرنے کی وجہ سے بدن بدبودار ہوجاتا ہے معلوم ہوا کہ گناہ نجاست کی مانند ہے جس طرح نجاست سے آدمی کا بدن اور کپڑے ناپاک

Scanned by CamScanner

ہوجاتے ہیں اسی طرح گناہ کرنے سے انسان کا باطن (روح) ناپاک ہوجاتا ہے اس لئے روح کو گناہوں سے پاک رکھنا چاہیے، صرف روح ہی کو نہیں بلکہ بدن کے ہر ہر عضو کو آدمی پاک رکھے۔

گناہوں کے اثرات

دوستو! اگر خواجہ مشکی کنٹرول نہ پاتے تو سارے بدن کے سارے اعضاء پر گناہوں کے اثرات مرتسم ہوجاتے، بدن کے جس عضو سے گناہ ہوتا ہے اس عضو پر اثرات مرتب ہوجاتے ہیں، چنانچہ اگر آدمی کی آنکھ نے غلط دیکھا تو آنکھ ناپاک ہوئی، زبان سے جھوٹ بولا تو زبان ناپاک ہوگئی، کان سے غیبت سنی تو کان ناپاک ہوگیا، ہاتھوں سے چوری کی تو ہاتھ ناپاک ہوگئے، پاؤں سے چل کر غلط کام کیا تو پاؤں ناپاک ہوگئے، شرمگاہ سے بدکاری کی تو شرمگاہ ناپاک ہوگئی، معلوم ہوا کہ گناہ کا اثر بدن کے ہر ہر انگ اور حصہ میں سرایت کر جاتا ہے اسی طرح جھوٹ بھی گناہ کبیرہ میں داخل ہے

جھوٹ میں بدبو

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ انسان جب جھوٹ بولتا ہے تو اس کے منھ سے بدبو نکلتی ہے حتی کہ فرشتے اس سے تکلیف محسوس کرتے ہیں اور اس بندہ سے دور ہوجاتے ہیں، اسی طرح جب ملک الموت جان نکالنے کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ اور بھی فرشتے ہوتے ہیں وہ اس مرنے والے کے اعضاء کو سونگھتے ہیں جن اعضاء سے اس نے گناہ کئے ہیں، چنانچہ ان فرشتوں کو بدبو آتی ہے، جس طرح گھر میں عورتیں کھانے کو سونگھ کر بتلا دیتی ہیں یہ ٹھیک ہے یا غلط، بعینہ اسی طرح فرشتوں کو گناہوں کی سونگھ

آجاتی ہے، دوستو یاد رکھو گناہوں کی اتنی شدید بدبو ہوتی ہے کہ جو لوگ جہنم میں جائیں گے ان کے اعضاء سے بدبو محسوس ہوگی، اس لئے گناہوں سے ہر وقت آدمی ڈرتا رہے، گناہوں کے قریب نہ جائے، گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، چھوٹا گناہ بھی باعثِ جرم ہے اور بڑا گناہ بھی باعثِ جرم ہے۔

تمام گناہوں کا علاج

میرے محترم دوستو! اگر ہم جھوٹ بولنا چھوڑ دیں تو خود بخود سارے گناہوں سے نجات مل جائے گی صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے انشاء اللہ چھٹکارا مل جائے گا، خطبات اسلم جلد نہم میں برائیوں سے نجات کے تحت ص ۱۳۹ پر تفصیلاً لکھا ہے ملاحظہ فرمالیں۔

گناہوں کا خوف

حضرات گرامی! صحابہ کرام ﷺ کے سامنے جب گناہوں کی آیتیں آتی تو بہت پریشان ہوجاتے چونکہ حضرات صحابہ کی زندگی بڑی پاکیزہ اور منور تھی، گناہ کا شائبہ بھی نہیں ہوتا تھا، چنانچہ قرآن مجید کی آیت "وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا" جس وقت نازل ہوئی تو حضرات صحابہ پر بہت شاق گذری، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ" جو شخص برائی کرے گا اس کو بدلہ دیا جائے گا تو ہم سخت رنج و غم اور فکر میں پڑ گئے، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول اس آیت نے تو کچھ چھوڑا ہی نہیں ذرا سی برائی بھی ہوگی تو اس کی جزا ملے گی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ فکر میں مت پڑو اپنی طاقت و قدرت کے

مطابق عمل کرتے رہو، کیونکہ جس سزا کا اس آیت میں ذکر ہے ضروری نہیں وہ جہنم ہی کی سزا ہو بلکہ تمہیں دنیا میں جو بھی تکلیف یا مصیبت پیش آتی ہے یہ تمہارے گناہوں کا کفارہ اور برائی کی جزا ہوتی ہے، یہاں تک کہ اگر کسی کے پاؤں میں کانٹا لگ گیا تو وہ بھی کفارہ گناہ ہے، ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مسلمان کو دنیا میں جو بھی کوئی غم یا تکلیف یا بیماری یا فکر لاحق ہوتی ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

ترمذی شریف میں ایک روایت ہے حضرت ابوبکرؓ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے "وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْءً يُجْزَبِه" جب ہم کو سنائی تو میری کمر ٹوٹ گئی، آنحضرت ﷺ نے ابوبکر ؓ کی خستہ حالت دیکھ کر فرمایا کیا بات ہے تو صدیق اکبر ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے کوئی برائی نہیں کی ہے، اور جب ہر برائی کی جزا ملتی ہے تو ہم میں سے کون بچے گا تو آپ نے فرمایا اے ابوبکر آپ اور آپ کے مؤمن بھائی کوئی فکر نہ کریں کیونکہ دنیا کی تکالیف کے ذریعہ آپ لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ بندہ کو جو بخار یا تکلیف پہنچتی ہے یا کانٹا لگتا ہے تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کوئی شخص اپنی کوئی چیز ایک جیب میں تلاش کرے مگر دوسری جیب میں ملے اتنی سی مشقت بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (ابوداود)

صحابہ ؓ کی شان

دوستو! حضرات صحابہ کے بارے میں قرآن نے فرمادیا "رضی اللہ عنہم ورضوعنہ" مگر اس کے باوجود حضرات صحابہ کی یہ حالت تھی کہ معمولی سی

غلطی کے سرزد ہونے پر تلملا اٹھتے ہیں، دراصل یہ ایمان کی شان ہے اللہ تعالی ہمیں بھی صحابہ جیسا ایمان، صحابہ جیسی فکر، صحابہ جیسی شان نصیب فرمائے۔

نیکیوں میں اضافہ

گرامی قدر حضرات! خطبہ میں "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَايُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا" کی تلاوت کی گئی تھی جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر آدمی ایک نیکی کرے تو اس کو دس نیکیوں کے برابر ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی ایک گناہ کرے تو اس کو صرف ایک گناہ کے برابر بدلہ دیا جائے گا۔

یہ اللہ تبارک وتعالی کے انعام واحسان کی کرم باریاں ہیں گویا کہ اللہ کا حوصلہ، اللہ کا دربار بے پایاں خوبیوں کا حامل ہے ہم گناہ پر گناہ کرتے ہین اور وہ پکڑ نہیں فرماتا۔

ہم نے کیے گناہ تو اس نے نہ کی پکڑ
کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے

صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا رب عزوجل رحیم ہے جو شخص کسی نیک کام کا صرف ارادہ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے، خواہ عمل کرنے کی نوبت بھی نہ آئے، پھر جب وہ اس نیک کام کو کرلے تو دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرے مگر پھر اس پر عمل نہ کرے تو اس کے لئے بھی ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر گناہ کا عمل کرلے تو ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے یا اس کو بھی مٹا دیا جاتا ہے اس عفو وکرم کے ہوتے ہوئے اللہ کے دربار میں وہی شخص ہلاک ہو سکتا ہے جس نے ہلاک ہونے ہی کی ٹھان رکھی ہے۔ (ابن کثیر)

Scanned by CamScanner

اسی طرح ایک حدیث قدسی میں ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور اس سے بھی زیادہ اور جو شخص ایک گناہ کرتا ہے تو اس کی سزا صرف ایک ہی گناہ کے برابر ملے گی، یا میں اس کو بھی معاف کردوں گا، اور جو شخص اتنے گناہ کرکے میرے پاس آئے جن سے ساری زمین بھر جائے اور مغفرت کا طالب ہو تو میں اتنی ہی مغفرت سے اس کے ساتھ معاملہ کروں گا اور جو شخص میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھاتا ہوں اور جو شخص ایک ہاتھ میری طرف آتا ہے میں اس کی طرف بقدر ایک باع کے آتا ہوں (باع کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کو) اور جو شخص میری طرف جھپٹ کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

اس کے لطف و کرم کے کیا کہنے
لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

دوستو اور بزرگو! احادیث کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی بندوں کو خوب نوازتے ہیں، بندے گناہ کرتے ہیں اللہ معاف فرمادیتا ہے، چھوٹے چھوٹے گناہ معمولی عبادات کے عوض معاف فرمادیتے ہیں، البتہ بڑے گناہوں کے بارے میں علماء نے لکھا کہ بغیر توبہ قبول نہیں ہوتے اس لئے دوستو بڑے گناہوں کے چھوڑنے کی فکر کرنی چاہیے اور ہر وقت توبہ کے لئے آمادہ رہنا چاہیے۔

چنانچہ سورہ نساء پارہ ۵ رکوع ۲ آیت ۳۱ میں ایک آیت ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا.

اس آیت شریفہ کے ترجمہ، تفسیر اور مطلب پر آدمی کو گہری نظر رکھنی چاہیے اور اپنے شب و روز کے معاملات کا اس آیت سے موازنہ کرتے رہنا چاہیے۔

آیت کا مطلب خیر ترجمہ مع تفسیر

آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم بچتے رہو گے ان چیزوں سے جو گناہوں میں بڑی ہیں تو ہم معاف کردیں گے تم سے تمہارے چھوٹے گناہ اور داخل کردیں گے ہم تم کو عزت کے مقام میں، دوستو! اس آیت شریفہ سے پہلے اللہ نے بڑے بڑے گناہوں کا ذکر کیا جیسے قتل، زنا، شراب، غضب، تکبر، سود، غیبت، چغل خوری وغیرہ وغیرہ یہ سب موجب عذاب ہیں گویا کہ ترہیب کا مضمون بیان کیا ہے، آگے ترغیب کا مضمون ہے یعنی گناہوں سے بچنے کی ترغیب دلائی جارہی ہے کہ اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچ گئے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ، چھوٹی چھوٹی غلطیاں، اور تقصیرات جو تم کو دوزخ میں لے جاسکتی ہیں ہم ان تمام کو معاف کردیں گے اور تمہارے نامہ اعمال سے مٹادیں گے، ایک نماز سے دوسری نماز تک ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب معاف فرمادیں گے اور تم کو عزت کے مقام یعنی جنت میں داخل کردیں گے، دوستو! یہ بات یاد رہے کہ اس آیت شریفہ میں یہ شرط لگائی جارہی ہے کہ اگر تم لوگوں نے کبائر سے اجتناب اور پرہیز نہ کیا تو پھر ہماری طرف سے تکفیر سیات (چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کرنا) اور عزت کے مقام (جنت) میں داخل کرنے کا کوئی وعدہ اور گارنٹی نہیں ہے، ہماری حکمت لم یزل ولایزال اور شان لاابالی جو فیصلہ کرے وہ اس کو اختیار ہے وہ پردۂ غیب میں مستور ہے، اس کے متعلق کچھ

Scanned by CamScanner

نہیں ٹالا جا سکتا، اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے وہ چاہے معاف کرے اور چاہے تو مواخذہ کرے۔

اہل علم اور طلباء کی جماعت بیٹھی ہوئی ہے اس لئے اس مسئلہ کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ فرقہ معتزلہ اس آیت کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اگر مسلمان گناہ کبیرہ سے نہ بچیں تو ان کے لئے سزا ضروری ہے، اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک اہل کبائر پر سزا ضروری نہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

کی روشنی میں ہاں اللہ چاہے معاف فرمادیں اور چاہیں تو مواخذہ فرمالیں۔ (معارف القرآن ادریسی جلد ۲ ص ۱۹۸)

گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ کی تعریف

عزیز طلباء اور میرے نوجوان بھائیو! "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ" سے معلوم ہوا کہ گناہ کی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم صغیرہ، دوسری قسم کبیرہ۔

گناہِ صغیرہ کی تعریف

صغیرہ وہ گناہ کہلاتا ہے جس سے شریعت نے منع تو کیا ہو مگر اس پر غضب وغصہ اور لعنت وملامت نہ فرمائی ہو، یا گناہ صغیرہ وہ کہلاتے ہیں جن پر شریعت کی طرف سے کوئی وعید نہ آئی ہو۔

گناہِ صغیرہ کی مثال

جیسے کسی نے دس درہم سے کم چوری کی یہ گناہ صغیرہ ہے، اور اگر دس درہم کی چوری کی تو ہاتھ کاٹا جائے گا، گویا کہ یہ گناہ کبیرہ ہو گیا، اسی طرح طاعات، عبادات،

معاملات اور آداب معاشرت میں خلاف سنت کام کرنا بھی گناہ صغیرہ ہے۔

گناہِ صغیرہ کا حکم

اس گناہ صغیرہ کا حکم بھی یہ ہے کہ اگر اللہ چاہے تو معاف فرمادیں اور اگر اللہ چاہے تو مواخذہ فرمالیں۔

فضل	کرے	تو	چھٹیا
عدل	کرے	تو	لٹیا

گناہِ کبیرہ کی تعریف

گناہ کبیرہ کی تعریف قرآن وحدیث اور اقوال سلف کی تشریحات کے مطابق یہ ہے کہ جس گناہ پر قرآن وحدیث میں کوئی شرعی حد یعنی سزا دنیا میں مقرر کی گئی ہے یا جس گناہ پر لعنت کے الفاظ وارد ہوئے ہیں یا جس پر جہنم وغیرہ کی وعید آئی ہے وہ سب گناہ کبیرہ ہیں، بعضے لوگوں نے گناہ کبیرہ کی تعریف یہ بھی کی ہے کہ جو گناہ صغیرہ جرأت اور بے باکی کے ساتھ کئے جائیں یا جس پر مداومت کی جائے تو وہ بھی گناہ کبیرہ میں داخل ہے۔

گناہِ کبیرہ کی تعداد

گناہ کبیرہ بہت ہیں چنانچہ بعضے لوگوں نے گناہ کبیرہ سات بتلائے بعض نے ستر بتلائے، بعض نے چار سو ستر، بعض نے دس، آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں دس چیزوں کا ذکر فرمادیا (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا (۲) ناحق قتل کرنا (۳) والدین کی نافرمانی کرنا (۴) جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جادو کرنا (۷) زنا کرنا، خاص کر پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا انتہائی برا ہے (۸) میدان جنگ سے

Scanned by CamScanner

بچا گنا(۹) اولاد کو فقر و فاقہ کے ڈر سے مار ڈالنا(۱۰) پاکدامن عورت پر بہتان لگانا، ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے گناہِ کبیرہ کی تعداد سات بتلائی، تو آپ نے فرمایا سات نہیں سات سو ہے، آنحضرت ﷺ نے بہت سے مقامات میں مختلف گناہ شمار کرائے ہیں، حالات کی مناسبت سے کہیں ۳ر کہیں ۶ر کہیں ۷ر کہیں اس سے بھی زائد گویا کہ گناہوں کی تعداد میں انحصار کرنا مقصود نہیں ہے۔

گناہِ کبیرہ کا حکم

حضرات علمائے کرام نے گناہِ کبیرہ کے بارے میں لکھا ہے کہ گناہِ کبیرہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، گناہِ کبیرہ سرزد ہونے کی صورت میں توبہ کرنی پڑتی ہے، قرآن واحادیث میں بہت سے واقعات درج ہیں جن لوگوں نے گناہِ کبیرہ کیے ان کے بارے میں آیتیں نازل ہوئیں، جن میں توبہ کا ذکر ہے، استغفار کا ذکر ہے، گناہوں کی معافی کے لئے استغفار کا حکم ہے، مگر اس تقسیم اور تعریف سے پہلے آپ یہ بھی سمجھئے کہ گناہ کسے کہتے ہیں، دوستو! مطلق گناہ نام ہر ایسے کام کا جو اللہ تعالی کے حکم اور مرضی کے خلاف ہو، جب یہ تعریف گناہ کی ہے تو فقہا کی اصطلاح میں جس گناہ کو صغیرہ یعنی چھوٹا کہا جاتا ہے درحقیقت وہ بھی چھوٹا نہیں، اللہ تعالی کی نافرمانی اور اس کی مرضی کی مخالفت ہر حالت میں نہایت سخت وشدید جرم ہے، بہت سے علماء امت نے اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالی کی ہر نافرمانی اور اس کی مرضی کی مخالفت کبائر ہی ہے۔

کبیرہ اور صغیرہ کا فرق صرف گناہوں کے باہمی مقابلہ اور موازنہ کی وجہ سے کیا جاتا ہے، گناہوں کے مفاسد اور نتائج کے اعتبار سے جو آپس میں فرق ہوتا ہے اس فرق کی وجہ سے کسی گناہ کو کبیرہ اور کسی کو صغیرہ کہا جاتا ہے، خلاصہ

یہ نکلا ہے کہ گناہ گناہ ہے چھوٹا ہو یا بڑا مطلق گناہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔

گناہِ صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ کی یہ تعریف کسی نے نہیں کی ہے کہ صغیرہ گناہوں کے ارتکاب میں غفلت یا سستی برتی جائے اور ان کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے، بلکہ صغیرہ گناہ کو بے باکی اور بے پرواہی کے ساتھ کیا جائے تو وہ صغیرہ بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

چھوٹے اور بڑے گناہ کی مثال

اس لئے میرے محترم بزرگو اور دوستو! میں آپ کو ایک محسوسات کی مثال سے سمجھاتا ہوں، کسی بزرگ نے فرمایا کہ چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی مثال محسوسات میں ایسی ہے جیسے چھوٹا بچھو اور بڑا بچھو یا آگ کا بڑا انگارا اور چھوٹی چنگاری، انسان ان دونوں میں سے کسی کی تکلیف کو بھی برداشت نہیں کر سکتا، ایسا نہیں کہ چھوٹا بچھو کاٹے گا تو زہر نہیں چڑھے گا، اور آگ کی چنگاری کو صندوق میں رکھ لو کپڑے نہیں جلیں گے، ضرور جلیں گے ایسی حرکت بھول کر بھی نہ کرنا، کبھی یہ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے آزمائش کرنے لگیں کہ آگ کی چھوٹی چنگاری سے کچھ نہیں ہوتا لاؤ اس کو اپنے صندوق میں رکھ لیتے ہیں۔

اللہ کی بڑی عبادت

دوستو! اللہ کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ آدمی گناہوں کو ترک کر دے چنانچہ جو لوگ نماز اور تسبیح کے ساتھ گناہوں کو نہیں چھوڑتے ان کی عبادت مقبول نہیں ہوتی، حضرت فضیل بن عیاض ؒ فرماتے ہیں کہ تم جس قدر گناہ کو ہلکا سمجھو گے اتنا ہی وہ اللہ کے نزدیک بڑا جرم ہو جائے گا۔

سلف صالحین کا مقولہ اور حضرت عائشہؓ کا خط

اسی طرح سلف صالحین نے فرمایا کہ ہر گناہ کفر کا قاصد ہے جو انسان کو کافرانہ اعمال واخلاق کی دعوت دیتا ہے، مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہ ؓ کو ایک خط میں لکھا کہ بندہ جب خدا تعالی کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے مداح بھی مذمت کرنے لگتے ہیں اور دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں، گناہوں سے بے پرواہی انسان کے لئے دائمی تباہی کا سبب ہے، اسی طرح ایک صحیح حدیث میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر توبہ واستغفار کرلیا تو یہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کی تو یہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے اور اس کا نام قرآن میں رین ہے "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ"

گناہِ کبیرہ کا علاج

حضرات گرامی! گناہ صغیرہ اور گناہِ کبیرہ کا ایک دفتر آپ کے سامنے آ گیا، گناہِ کبیرہ کرنے کے بعد آدمی سوچتا ہے کیا کروں کہاں جاؤں میں تو ہلاک اور برباد ہو گیا مگر شریعتِ مطہرہ نے ہمیں طریقہ بتلا دیا چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔(تحریم)" "اے ایمان والو جب تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو تم توبہ کرو خالص توبہ۔

میرے محترم دوستو! توبہ کا لفظ بہت بڑا ہے اس کے معنی میں بہت گہرائی ہے، بعض لوگوں کا رویہ اور طریقہ یہ ہے کہ وہ زبان سے تو توبہ، توبہ

کرتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ گناہ بھی کرتے رہتے ہیں، یہ طریقہ حقیقت میں توبہ کے سخت منافی ہے، اور اللہ تبارک وتعالی کا قول "وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ(هود)" میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ جب گناہ کبیرہ ہو جائے تو اپنے رب سے معافی چاہو اور اسی کی طرف پلٹ آؤ ادھر ادھر نہ جاؤ اسی لئے حضرات علماء نے توبہ کی تین شرطیں بیان کی ہیں توبہ کرتے وقت ان شرائط کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

توبہ کی پہلی شرط

توبہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ زمانہ ماضی میں جو گناہ ہو گئے ان سے فوراً باز آ جائے۔

توبہ کی دوسری شرط

توبہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ زمانہ موجودہ میں کئے ہوئے گناہوں پر نادم اور شرمسار ہو جائے۔

توبہ کی تیسری شرط

توبہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ زمانہ آئندہ کے لئے عزم بالجزم یعنی پختہ ارادہ کرے کہ اب کبھی بھی گناہ نہیں کروں گا اور جو گناہ ہو گئے ان کے تدارک کو پورا کرے، مثلاً نماز روزہ فوت ہوا تو اس کی قضا کرنے کی فکر کرے، خلاصہ یہ کہ آدمی توبہ کرتے وقت تینوں زمانوں کو ملحوظ رکھے اور یوں کہے کہ زمانہ ماضی میں جو ہوا سو ہوا اب موجودہ وقت میں انتہائی شرمسار ہوں اور آئندہ کے لئے عزم بالجزم یعنی پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ کبھی بھی گناہ نہیں کروں گا۔

Scanned by CamScanner

بے مثال توبہ

کس قدر خوش قسمت تھے وہ لوگ جنہیں سرکار ﷺ کے ساتھ خیر القرون یعنی اس امت محمدیہ کا ابتدائی اور درخشاں دور ملا، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین توبہ کرتے تھے تو توبۃ النصوح اور وہ پکی توبہ ہوتی تھی، اپنی دنیوی کوئی غرض پیش نظر نہیں ہوتی تھی، صحیح مسلم کی کتاب الحدود میں ایک روایت بیان کی گئی حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، یعنی زنا کر بیٹھا ہوں میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے واپس جاؤ زبان سے استغفار کرو اور دل سے توبہ کرو، اگلے روز پھر آ گیا اللہ کے رسول ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے زنا ہو گیا، اللہ کے رسول ﷺ نے پھر واپس بھیج دیا اور قوم کو پیغام بھیج کر دریافت کیا کہ تمہارے علم کے مطابق ماعز اسلمی کی عقل میں کوئی خرابی تو نہیں، یہ دیوانہ تو نہیں، قوم نے کہا کہ ہماری معلومات کے مطابق وہ کامل عقل کا مالک ہے اور ہمارے خیال کے مطابق وہ اچھا آدمی ہے، حضرت ماعز اسلمی تیسرے دن پھر آ گئے کہ مجھے پاک کر دیجئے، آنحضرت ﷺ نے حضرات صحابہ سے پوچھا کہ اس نے شراب تو نہیں پی رکھی ہے، صحابہ میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس کے منہ کو سونگھا منہ میں سے شراب کی بو نہیں آئی، چوتھے دن پھر آیا آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا واقعی تو نے زنا کیا ہے، ماعز اسلمی نے کہا ہاں، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے چار دن کے بعد تفتیش و تحقیق کے بعد گڑھا کھودنے کا حکم دیا پھر آپ ﷺ کے حکم سے اسے سنگسار کر دیا گیا۔

غامدیہ صحابیہ کی توبہ

اسی دوران غامدیہ صحابیہ بھی آ گئی اس نے درخواست کی اے اللہ کے رسول ﷺ میں زنا کر بیٹھی ہوں آپ مجھے پاک فرما دیجئے، آپ ﷺ نے اسے بھی واپس کر دیا، اگلے دن پھر اس نے آ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ مجھے کیوں واپس کرتے ہیں، شاید آپ مجھے اس طرح واپس کرنا چاہتے ہیں جس طرح ماعز اسلمی کو واپس کیا تھا، قسم خدا کی میں تو حاملہ ہوں، آپ ﷺ نے یہ بیان سن کر فرمایا تب تو سزا نافذ نہیں ہو سکتی، جاؤ ولادت کے بعد آنا، جب غامدیہ نے بچہ کو جنم دے لیا تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی، اور کہا کہ اے اللہ کے رسول میں بچہ جن چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور دودھ پلاؤ حتی کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو، چنانچہ جس وقت دودھ چھڑا دیا تو بچہ کو لے آئی اور اس کے ہاتھ میں ایک روٹی کا ٹکڑا بھی دیدیا، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کے رسول پھر مجھے واپس کر دیں کہ جاؤ جب روٹی کھانے کے لائق ہو جائے، اس وقت لانا، یہ تھی فکر صحابہ اور صحابیات کی، بہر حال اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے بچہ کو لیکر آ گئی، اللہ کے رسول نے اس بچہ کو ایک مسلمان کے حوالہ کیا تا کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے، پھر آپ کے حکم سے غامدیہ صحابیہ کے لئے گڑھا کھودا گیا جو سینے تک تھا، پھر آپ کے حکم سے اس کو سنگسار کیا گیا، حضرت خالد بن ولید نے ایک پتھر غامدیہ کے سر پر مارا تو خون کے چھینٹے حضرت خالد بن ولید کے چہرے پر آ پڑے، اس پر حضرت خالد بن ولید نے کوئی سخت بات کہی، نبی ﷺ نے سنا تو فرمایا خالد ذرا ذرا.....رکو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی عظیم توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرے تو اس کی

سنگسار ہو جاتی، پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور اس کو دفن کر دیا گیا۔

ماعز اسلمیؓ اور غامدیہؓ کی بار بار واپسی

میرے محترم بزرگو اور دوستو اور نوجوان بھائیو! اللہ کے نبی ﷺ بار بار ماعز اسلمیؓ کو اور غامدیہؓ کو واپس کر رہے ہیں گویا کہ نبی کے زمانہ میں (خیر القرون) میں زنا کا تصور نہیں کیا جاتا تھا، آپ حیرت اور تعجب کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کیونکہ قرآن میں حکم نازل ہو چکا تھا ''وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاۗءَ سَبِيْلًا'' اس لئے زنا کا تصور بھی نہیں ہوتا تھا۔

عبادات کی لذت

دوستو! ان مسلمانوں کو عبادات کی لذت اور مزہ محسوس ہوتا تھا، آج ہم گناہوں پر گناہ کرتے چلے جا رہے ہیں تو ہماری عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ کا مزہ کیسے آئے گا ہمارے دلوں پر گناہوں کا اثر، آنکھوں پر گناہوں کا اثر، زبان پر گناہوں کا اثر پورا بدن گناہوں سے متاثر ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی آدمی کو نزلہ اور زکام ہو تو اس کو خوشبو کا احساس نہیں ہوتا کہ عنبر ہے یا گیندا، یہ کستوری ہے یا گڑ کی ڈلی، گویا کہ نزلہ اور زکام نے سونگھنے کے سارے سسٹم بند کر دئے، دوستو! اسی طرح گناہوں کی وجہ سے انسان کا جو دل ہے جو نماز کی لذت پاتا ہے، تلاوت کی لذت پاتا ہے، روزہ کی لذت پاتا ہے، حج اور زکوٰۃ کی لذت پاتا ہے اس کے سسٹم ہی کو بند کر دیا گیا، اس لئے دوستو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے جسم کو ظاہری نجاست سے بھی پاک کریں، اور حکمی نجاست یعنی گناہوں سے بھی پاک کریں۔

غسل توبہ کر لیجئے

دوستو! جب ہم توبہ کرنے کے لئے چلیں اور توبہ کا ارادہ کریں تو دیکھنا چاہیے کہ ہماری زندگی میں گناہ کہاں کہاں ہیں اور پھر اللہ کے حضور توبہ کریں انسانوں کو ہم دھوکہ دے سکتے ہیں، رب ذوالجلال کو ہرگز ہم دھوکہ نہیں دے سکتے، وہ علیم بذات الصدور ہے، سینوں کے بھیدوں کا جاننے والا ہے، قیامت کے دن پیشی اس کے سامنے ہوگی، کسی بندہ کے سامنے نہیں، اس لئے ہمیں اپنے ایک ایک گناہ سے توبہ کرنی چاہیے، غسل توبہ کر لینا چاہیے، پھر دیکھو نماز کا ذائقہ، روزہ کا مزہ، زکوٰۃ کی لذت اور حج کے نمایاں اثرات۔

عفو کرم کا دربار

دوستو! اللہ کی ذات بہت کریم ہے، ایک شخص نے راستہ سے کانٹے دار ٹہنی ہٹا دی تھی، اس کے عوض اللہ نے اس کو جنت میں پہنچا دیا، بدکار عورت نے کتے کو پانی پلا دیا، اس کے صلہ میں اس کو جنت مل گئی، دوستو! ہر انسان کو اپنی زندگی میں اچھے کام کرنے چاہئیں، خواہ معمولی ہی کیوں نہ ہو، معلوم نہیں کونسا عمل بارگاہ خداوندی میں قبول ہو جائے

دل پر جمی ہوئی دھول کو ہٹائیے

میرے محترم دوستو اور عزیز طلباء! بات لمبی ہوتی چلی جا رہی ہے طلبا ہی سے متعلق ایک واقعہ ہے، اسے سنا کر بات ختم کرتا ہوں، مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں بارہا میری ملاقات حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی سے ہوئی وہ ایک واقعہ سنایا کرتے ہیں جو گناہوں کو دور کرنے کے لئے بہت مؤثر

واقعہ ہے، حضرت فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مسکین پور شریف کے مدرسہ میں حاضر ہوا، وہاں ایک غسل خانہ تھا اس کی دیواریں بہت اونچی نہیں تھیں، اور نہ اس پر چھت تھی، کھلا ہوا تھا، طلباء شرارتی ہوتے ہیں باہر سے کنکر پتھر پھینک دیتے اندر آدمی غسل کر رہا ہے وہ یہ سوچتا کوئی گذر رہا ہے، اور وہ یہ حرکت کر رہا ہے، اس کو بھی شرارت کی سوجھتی وہ باہر پانی پھینک دیتا، باہر سے گذرنے والا بے قصور مگر اس کے کپڑے خراب ہو جاتے، بہر حال مدرسہ والوں نے فیصلہ کیا کہ غسل خانہ کی دیواریں اونچی ہونی چاہئیں، بچے ادھر ادھر سے سیمنٹ، اینٹ، ریت لیکر آئے اور اس دیوار کو ۲ فٹ اونچی کر دی، پہلے سے سات فٹ کی تھی اب کل ۹ فٹ ہوگئی، اساتذہ اور طلباء سب خوش ہو گئے کہ اب دیوار اونچی ہوگئی نہ بچے پتھر ماریں گے اور نہ اندر سے کوئی پانی پھینکے گا مگر ان سے ایک چوک ہوگئی کہ دیوار کے اوپر جو مٹی کی تہہ اور دھول جمع ہوتی تھی اس کو صاف نہیں کیا، اسی کے اوپر چنائی (تعمیر) شروع کر دی، دونوں دیواروں کے درمیان جو جوڑ بیٹھنا تھا وہ نہ بیٹھ سکا، اوپر اور نیچے کا اتصال نہ ہو سکا، پانچ چھ روز گذر گئے ایک طالب علم نے سوچا کہ لاؤ دیکھوں دیوار کتنی مضبوط بنی ہے، اس نے جو ہاتھ لگایا اور کچھ سہارا دیا تو اوپر کی جو اینٹیں لگائی گئیں تھیں وہ سب نیچے گر گئی طلباء اساتذہ سب حیران کہ اتنی محنت اور محبت کے ساتھ دیوار بنائی تھی وہ گر گئی، طلباء آپس میں مشورہ کرنے لگے کیا کرنا چاہیے، کسی طالب علم نے کہا کہ آج حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب آئے ہوئے ہیں اور وہ انجینئر ہیں ان سے وجہ دریافت کرنی چاہیے، بہر حال کچھ طلباء حضرت کو بلا کر لائے حضرت نے دیوار کے حالات دیکھے اور کہا کہ

دیکھو اس دیوار بنانے میں ایک چوک ہوگئی اور وہ یہ کہ تم لوگوں نے پہلی پرانی دیوار پر جمی ہوئی دھول گارا مٹی صاف نہیں کیا اسی کے اوپر چنائی شروع کر دی، حضرت نے مشورہ دیا کہ مستری کے پاس سے برش لاؤ اس برش سے دیوار صاف کرو جمی ہوئی دھول مٹی کو رگڑو، پانی ڈالو، اینٹوں کو گیلا کرو، مسالہ اچھا بناؤ، حضرت نے پھر اینٹیں جوڑی اور کہا کہ دیکھو اب پکا جوڑ بیٹھ گیا، طلباء حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ پہلے پکا جوڑ کیوں نہ ہوا، حضرت نے ان کو بتایا کہ دیکھو درمیان میں مٹی کی تہہ اور میل، دھول بیٹھی ہوئی تھی اس لئے جوڑ نہیں بیٹھ سکتا تھا، اب صفائی کے بعد جوڑ بیٹھ گیا اور دونوں دیواروں کا جوڑ مضبوط ہو گیا۔

میرے محترم دوستو! بالکل اسی طرح کا معاملہ ہے کہ ہمارے دلوں میں گناہوں کے میل اور دھول جمی ہوئی ہے جب تک وہ دھول صاف نہیں کی جائے گی ہمارے دلوں کا رشتہ اللہ سے نہیں جڑیگا اللہ کا وصل اور قرب نصیب نہیں ہوگا اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے دلوں کو پاک صاف مجلی اور مصفی کر لیں اور اللہ سے دعا کریں کہ ہمارا جو رشتہ اللہ سے ٹوٹ گیا ہے وہ جڑ جائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے
بات رب پہ جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف و کرم کے کیا کہنے
لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

اور اسی طرح دل کی گہرائیوں سے تنہائیوں میں بیٹھ کر مانگنا چاہیے

Scanned by CamScanner

ہوا و حرص والا دل بدے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
بدل دے دل کی دنیا بدل دے
خدایا فضل فرما دل بدل دے

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

Scanned by CamScanner

مفکر ملت حضرت اقدس مولانا

محمد اسلم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مفید ترین خطبات کا مجموعہ

خطباتِ اسلم

تمام تر جلدیں جو اپنی عجیب وغریب اور مندرجہ ذیل خصوصیات کے ساتھ اہل علم میں مقبول ہو چکی ہیں۔

- سادہ وعام فہم، سہل وسلیس، پرکشش اور جامع خطبات کا حسین مرقع۔
- مناسب آیات، برمحل احادیث، عبرت آموز واقعات اور خطیب محترم کے طویل تجربات کا انوکھا سنگم۔
- خلوص و دردمندی، جذب وشوق، عشق ومحبت اور قلبی سوز وگداز جیسے تمام معنوی کمالات سے بھرپور۔
- دلکش عناوین، پرمغز مضامین، اور پرسوز انداز بیان۔
- طالبین حق کیلئے ہادی ورہنما اور روحانی بیماریوں کیلئے ایک مخلص معالج۔
- ایک ایسی کتاب کہ جس کے مطالعہ سے زندگی کے بے آب وگیاہ میدان میں علم وعمل اور رشد وہدایت کے پھول اُگنے لگتے ہیں۔

DESIGNED BY : A.M. COMPUTER CHHUTMALPUR 8979699130

SHAREEF BOOK DEPOT
JAMIA ISLAMIA KASHIF-UL-ULOOM CHHUTMALPUR
DISTT. SAHARANPUR-247662(U.P.) INDIA

Scanned by CamScanner